علمی و اصلاحی مضامین کا حسین گلدستہ

میزانُ الخطیب



فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

علمی و اصلاحی مضامین کا حسین گلدستہ

میزانُ الخطیب

فضیلۃ الشیخ عبدالمنّان راسخ

مکتبہ اسلامیہ

کتاب

مِیزانُ الخطیبؒ

تالیف

فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2016ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763 ، 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ن والقلم وما يسطرون

فہرست

1 اللہ کے معاملے میں غیرت 61

7 جنتی دروازے

13 علما، طلبا اور مدارس کی شان 377

مصنف کی تمام کتابیں الحمد للہ ضعیف روایات سے پاک ہیں۔

گزارشاتِ راسخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إنّ الحمدللّٰه والصّلوة والسّلام على رسول الله وعلى اله و صحبه و من تبعه الى يوم الدين . اما بعد!

فإنى أحمدالله الذى يسّرلى سبل العلم والعمل وحبّب إلىّ كتبَ علوم القرآن والسنة المطهّرة التى من تمسّك بها هدى و نجاومن أعرض عنها تخبّط وغوىٰ .

وإنى أحمدالله سبحانه وتعالىٰ على ما يسّرلى من الدعوة إلى الكتاب والسنّة بالقلم واللسان ، فى زمنٍ تكالبَ المبتدعةُ وأعداء الإسلام على أهل الحديث ورموهم عن قوس واحد . فحفظهم الله من كيد الأعداء وجعل لهم فرجًا ومخرجًا . وردّ الله الذين عاندوا بغيظهم لم ينالوا خيرا.

ذی وقار خطبائے کرام......! ہماری اہم ترین کتاب ''میزان الخطیب'' پیش خدمت ہے۔نہایت شوق سے اس کا مطالعہ فرمائیں اور یاد رکھیں اس کتاب کی تمام باتیں خالص کتاب وسنّت سے لی گئی ہیں ...... آپ اس کتاب کے تمام موضوعات کو مکمل اعتماد کے ساتھ بیان کریں اور آغاز میں اس حقیقت پر غور کرلیں کہ ہر خطیب کے لیے تین باتوں کو پوری بصیرت کے ساتھ سمجھنا اور پھر ان کو مکمل دانائی اور جرأت سے بیان کرنا ازحد ضروری ہے۔بالخصوص موجودہ حالات میں جو واعظ اور خطیب مندرجہ ذیل تین نکات پر غور وفکر کرتے ہوئے اپنی خطابت میں ان کا لحاظ نہیں رکھتا وہ جہاں دنیا میں بہت بڑے نقصان کا سامنا کرے گا وہاں قیامت کے روز بھی اس کے لیے سوائے خسارے کے کچھ نہیں ہوگا۔

①......علمِ صحیح کی ترجمانی

علمِ صحیح کی ترجمانی سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے قرآن پاک کے معنی ومفہوم اور اس کی تفسیر کو پوری ذمہ داری کے ساتھ بیان کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ بطورِ تشریح وتوضیح رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کا سہارا لیا جائے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کے صحیح آثار میسر ہوں تو انھیں بیان کرنے سے موضوع میں مزید نکھار پیدا ہو جائے گا اور یہی ایک سچے خطیب کے کرنے کا کام ہے۔

اسلام کو جس فتنے نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا وہ ضعیف اور من گھڑت روایات کا فتنہ ہے۔ تقریباً ہر گروہ نے اپنے پاس غیر ثابت اور بے بنیاد روایات کا ذخیرہ جمع کیا ہوا ہے جس سے وہ اپنا اپنا اُلو سیدھا کر رہے ہیں اور اصل دین سے لوگوں کو آئے دن دور سے دور کرتے جا رہے ہیں...... یہ فتنہ ابھی تک موجود ہے۔ ماضی قریب میں کراچی کے بہت بڑے مفتی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے بہت سی کتب تحریر فرمائیں...... قرآن کی تفسیر اور بخاری کی شرح ان کی کتب میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں، لیکن آپ سعیدی صاحب کی کتب کا مطالعہ کر لیں تو حیران ہو جائیں گے کہ محترم موصوف نے ہر قسم کی من گھڑت، متروک اور بے بنیاد روایات سے اپنی کتابوں کو بھر دیا ہے اور کچھ علما وہیں سے دیکھ کر غیر ثابت روایتیں لوگوں میں بیان کرتے ہوئے ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ یہی حال جناب طاہر القادری صاحب کا ہے کہ انھوں نے بھی بے بنیاد روایات اور غلط استدلالات سے درجنوں کتابیں تحریر کروا کے مصنف شہیر بننے کا خواب تو پورا کر لیا ہے۔ لیکن لوگوں کو اصل دین سے دور کر دیا ہے۔ یہی کام بین الاقوامی خطیب مولانا طارق جمیل صاحب، محمد امین اوکاڑوی صاحب اور ان کے شاگرد محمد الیاس گھمن صاحب سمیت سب نے کیا ہے جسکی وجہ سے بہت سے لوگ قرآن وسنّت کے حقیقی اور صافی چشمے سے محروم ہو چکے ہیں۔

یہی معاملہ دیگر مکاتبِ فکر کے علما سے بھی پیش آیا کہ انھوں نے کتب تحریر کرتے اور احادیث کو نقل کرتے ہوئے ان کی صحت کا قطعی طور پر خیال نہیں رکھا جس کی وجہ سے امت کتاب وسنت کے پاکیزہ چشمے سے دور ہوگئی اور شرک وبدعات کی پگڈنڈیوں پر چل نکلی۔ اسی طرح اکثر مکاتبِ فکر کے خطبا بھی اپنے مقتدیوں کو خوش کرنے کے لیے غیر ثابت اور من گھڑت احادیث وواقعات بیان کرتے ہیں۔ گھنٹوں کے وعظ میں سوائے تفنّن، تخیّل اور غلط استدلال کے کچھ نہیں ہوتا...... جب کہ یہ بہت بڑی گمراہی کا راستہ ہے ایسے مصنّفین اور واعظین بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی عدالت کے مجرم ہیں جنھوں نے صحت وسقم کے اصول واضح ہوجانے کے بعد اور تحقیق کی راہیں آسان ہوجانے کے باوجود دین کے نام پر اپنی دکانداری چمکا رکھی ہے اور لوگوں کو اصل دین سے محروم کر دیا ہے۔ [1]

(2)...... مسلمان حکمرانوں سے خیر خواہی:

موجودہ حالات میں پورا کفر اسلام کے خلاف متحرک ہے اور دشمنانِ اسلام کے ایجنٹ جہاد اور دین کا نام لے کر اہل اسلام کی صفوں میں بڑی کامیابی کے ساتھ گھس چکے ہیں ان حالات میں اگر کوئی خطیب یا عالم امتِ مسلمہ کو اپنے مسلمان حکمرانوں کے خلاف مسلح بغاوت پر اکساتا ہے تو وہ دین کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

بحیثیت خطیب اور داعی اگر آپ اپنے کسی مسلمان حکمران میں کمی وکوتاہی دیکھتے ہیں تو مضبوط دلیل اور ادب کے ساتھ اس کا رد کرتے ہوئے عامۃ الناس کے سامنے اصل مسئلہ کھول کر بیان کر دیں...... یہی آپ کی ذمہ داری اور یہی آپ کے منصب کا تقاضا ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں، بلکہ کئی حکمران اور ذمہ داران

---

[1] اللہ کی توفیق سے ہم کسی دوسری جگہ مندرجہ بالا علما کی بیان کردہ اور تحریر کردہ درجنوں غیر ثابت روایات کو ایک جگہ جمع کر دیں گے تاکہ عامۃ الناس کو اس بات کا علم ہوجائے کہ علم وفضل اور تحقیق کے اس دور میں بھی فقہ کے کئی دعویداروں نے حد درجہ غیر ذمہ داری اور غفلت کا ثبوت دیا ہے۔ (راسخ)

اچھے طریقے سے صحیح راہنمائی مل جانے کے بعد خود کو بدل لیتے ہیں۔لیکن اس کے برعکس مسلمان حکمرانوں کو گندی گالیاں دینا......نوجوان نسل کو ان کے خلاف مسلح بغاوت پر اکسانا اور جہاد کے نام پر نمودار ہونے والی ظالم قوتوں کے متعلق نرم رویہ رکھنا بہت بڑی ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق گوئی اور اپنے مسلمان حکمرانوں سے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

③......اپنے اکابر پر اعتماد اور ان سے رابطہ:

سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے اس دور میں کئی نام نہاد مسلم سکالر ایسے ہیں کہ جن کی فکر سو فیصد اسلامی تعلیمات سے ہٹی ہوئی ہے اور وہ آئے دن شرعی نصوص کا حلیہ بگاڑتے رہتے ہیں......کبھی ایمانیات میں سے کسی بنیاد کا انکار کر دیا اور کبھی مسلمہ حقیقت کی ایسی تاویل کر دی کہ جس سے شریعت کا اصل مدعا ہی ختم ہو جائے۔

ان حالات میں اپنے اکابر علما سے مسلسل رابطے میں رہیں۔کسی بھی نئی فکر کو سن کر یا پڑھ کر متاثر ہونے کی بجائے اپنے علما سے اس موضوع پر مناقشہ کریں...... ان کی رائے اور فہم کو راجح سمجھیں...... بلاشبہ ہمارے اسلاف زہد و تقویٰ اور علم و فضل میں ہم سے بہت آگے ہیں۔اللہ کی قسم......! اس پُرفتن دور میں ہم اپنی نگاہوں سے ایسے درجنوں نوجوان دیکھ رہے ہیں جو کتاب و سنّت سے غلط استدلال کرنے والوں کے ہتھے چڑھ چکے ہیں اور وہ ضلُّوا و اضلُّوا کی عملی تفسیر بنے ہوئے ہیں

خدارا......! ان تینوں باتوں پر سنجیدگی سے غور کریں اور بالخصوص ہماری کتاب کے مقدمہ ''زمنُ الفتن'' کا پوری گہرائی سے مطالعہ فرمائیں۔

ابوالحسن عبدالمنان الراسخ
ادارۃ الکتاب والحکمۃ فیصل آباد پاکستان
0092 300 6686931

دُعائے خیر

محترم دادا جان

حاجی نیک محمد رحمۃ اللہ علیہ کے لیے

جو صوم وصلوٰۃ کے حد درجہ پابند اور ولی الرحمٰن تھے
آپ نے مجھے بیٹوں سے بڑھ کر پیار دیا اور میری روحانی تربیت کی
اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔
اور ان کو انبیاء ورسل علیہم السلام
کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین!

حفیدہ
عبدالمنان راسخ

خطبائے کرام کے لیے

خیرخواہی کا ساتواں سبق

زَمَنُ الْفِتَنِ ... ''فتنوں کا دور''

ہر مسلمان جانتا ہے اور ہر سنجیدہ خطیب اچھی طرح سمجھتا ہے کہ موجودہ دور زَمَنُ الْفِتَنِ ... ''فتنوں کا دور'' اور فتنے بھی اس قدر خطرناک ہیں کہ ایک سے بڑھ کر ایک، ایسے پُرفتن دور میں کسی بھی باوقار اور باعمل سنجیدہ خطیب کی اصل کامیابی یہی ہے کہ وہ جہاں خود فتنوں سے دامن بچا کر رکھے وہاں پورے معاشرے کو بھی فتنوں سے آگاہ کرے...... فتنوں سے بچانے کیلئے خوب جدوجہد کرے اور اس کے لیے دن رات ایک کرتے ہوئے اپنی تمام صلاحیتوں کو وقف کر دے۔ اللہ کی عظمت کی قسم...... ! یہ وقت کا عظیم جہاد ہے۔

عمومی طور پر یہی دیکھا جا رہا ہے کہ مال و زر اور شہرت کی بھوک بڑھتی جا رہی ہے۔ بامطالعہ گفتگو کرنے والے خطبا نہ ہونے کے برابر ہیں اور پھر ظلم در ظلم یہ ہے کہ جو شخص نہایت اخلاص کے ساتھ اصلاح کی کوشش کرے...... خامیوں کی نشاندہی کرے...... کامیابی اور بہتری کی راہ ہموار کرے...... اسی محسن اور مصلح کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے...... وہ لوگ بھی عدم موجودگی میں الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں کہ جن کے لیے زبان کا غلط استعمال کسی طرح بھی حلال نہیں ہے۔ والی الله المشتكى ... لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہر ملامت کرنے والے کی ناجائز ملامت کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ حق بات کہنے اور لکھنے سے آج تک کبھی مداہنت کی ہے اور نہ ہی کبھی غفلت کا شکار ہوں گے۔ وذلك من فضل الله علينا

ہمارے سمیت ہر عالم اس بات کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کر رہا ہے کہ جماعتی سطح پر خطبا کی تربیت اور صحیح راہنمائی کے لیے بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔خطبا میں بے راہ روی بڑھ جانے کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ جماعتی طور پر کسی قسم کا کوئی محاسبہ نہیں۔

کاش......! ہمارے اکابر اس کمی کو بھی اللہ کی رحمت سے پورا کر دیں۔

مندرجہ ذیل صفحات میں ہم نے چند خطرناک فتنوں کی طرف اشارہ کیا ہے، پوری سنجیدگی اور گہرائی سے ان کا مطالعہ کریں......کوئی فاضل بھائی ہماری کسی بات کو زبردستی کھینچ کر خود پر ''فٹ'' کرے اور نہ ہی کسی دوسرے پر ''سیٹ'' کرنے کی ناپاک کوشش کرے، کیونکہ ہمیں اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ کئی احباب بلا مقصد اپنی مجلسوں میں نشاندہی کرتے ہوئے بعض خطبائے کرام کے نام لیتے رہتے ہیں کہ یہ بات فلاں خطیب صاحب کو نشانہ بنا کر کی گئی ہے...... جب کہ یہ سب اٹکل پچو، وقت کا ضیاع اور بدگمانی کا پیش خیمہ ہے۔اللہ کی توفیق سے کوئی ایک خطیب یا کوئی ایک شخصیت کبھی بھی ہماری تنقید یا ہماری اصلاح کا ہدف نہیں، بلکہ اس سچائی اور حقیقت سے اللہ تعالیٰ بخوبی آگاہ ہے کہ مجموعی طور پر امتِ مسلمہ کے تمام دعاۃ، خطبا اور واعظین کی خیر کے لیے ہی سب کچھ تحریر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہ معاف کرے......شر کے ہر دروازے کو بند کرتے ہوئے خیر کی تمام راہیں اور منزلیں آسان کر دے۔آمین ثم آمین

فتنۂ عُجب :

''عُجب'' کا مطلب ہے دل ہی دل میں خود کو بڑا سمجھنا۔دوسروں کے وقار

اوران کی عزت کا خیال نہ رکھنا...... مجلس میں خود ہی کو نمایاں کرنے کی کوشش میں لگے رہنا...... اوراپنے ہی منہ سے اپنے ایسے ایسے کارنامے بیان کرنا کہ جیسے پوری دنیا کو ہدایت حضرت صاحب نے ہی بخشی ہے

رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ تم اللہ کی توفیق سے ہمت کر کے گناہ کرنے چھوڑ دو اور مجھے خدشہ ہے کہ کہیں تم گناہ چھوڑ کر شکر اور تواضع کی جگہ ''عُجب'' کے فتنے میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ [1]

اس وقت یہ فتنہ بھی اپنے عروج پر ہے کہ ہر دوسرا شخص شاید یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ میں جماعت کی مجبوری ہوں...... میرے بغیر کانفرنس کے کامیاب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... میں نہ ہوا تو رونق کیسے ہوگی......؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایسی سب باتیں اور سب سوچیں مستقبل کو برباد کر دینے والی ہیں اور اسی طرح وعدہ خلافی...... اسٹیج پر غیر سنجیدگی، سیاسی لوگوں جیسے ناز ونخرے...... غریب جماعتوں کی کال تک نہ سننا...... خطاب سے قبل مک مکا اور ٹک ٹکا کرنا......

یہ سب حرکتیں اور خرابیاں خود پسندی اور عُجب ہی کی پیداوار ہیں اور یہ وہی لوگ کرتے ہیں جو حد درجہ غیر سنجیدہ اور دبے پاؤں کبر کی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اور اسی طرح اگر آپ خود پسندی کی مرض میں مبتلا نہیں ہیں تو آپ جس مسجد میں خطیب ہیں وہاں کی انتظامیہ کے نامناسب رویے آخر حد تک صرف نظر کر دیا کریں۔ اس صورت میں آپ کا وقار بڑھے گا۔ جو لوگ معمولی سی بات پر جواب

[1] سلسلہ صحیحہ:658

دیتے ہوئے صرف اور صرف مفادات کی خاطر مساجد کو بے آباد کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ کی بارگاہ کے لیے کوئی جواب تیار کر لینا چاہیے، کیونکہ یہ بہت بڑا جرم اور ظلم ہے..... کہیں بھی وعدہ دیتے ہوئے صرف اور صرف اللہ کی ذات اور اس کی رضا اور جنت کی طلب کو اپنے سامنے رکھیں..... منہ ملاحظے کی نیکیاں اور یار دوستی کو پالنے کے لیے وعدے دینا سراسر اخلاص کے منافی ہیں۔ ایسی روش بلاشبہ مہلک ہے۔ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں..... انجام اچھا نہیں نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عقیدہ توحید وسنت کے ساتھ ساتھ عاجزی وانکساری اور اخلاص کے خزانے نصیب فرمائے اور ہمارے دلوں کو دین کی محبت سے سرشار کر دے۔ آمین ثم آمین!

فتنۂ ناصبیت:

ناصبی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی آل، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور بالخصوص آل علی اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے دل میں گھٹن رکھے۔ اور سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نام نہاد خلافت کہے یا حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار کرے یا واقعہ کربلا کی آڑ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبے کو گرانے کی کوشش کرے ایسی زہر آلودہ فکر کو ناصبیت اور اس فکر کے حامل کو ناصبی کہتے ہیں۔ [1]

الحمد للہ.....! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک ہر اہل حدیث نے رسول اللہ ﷺ کی آل، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خانوادے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت

---

[1] الحمد للہ! جماعت اہل حدیث میں کوئی ثقہ عالم بھی اس فکر کا حامل نہیں ہے، بعض غیر ذمہ دار لوگوں کی باتیں جماعت اہل حدیث کے کھاتے نہ ڈالی جائیں۔

اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے نواسے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا دل و جان سے احترام ہی کیا ہے۔ آپ اسلاف کی کتابوں کو پڑھ کر دیکھ لیں سب نے خانوادۂ نبوت کے شہزادوں کے علم و فضل کا اعتراف ہی نہیں کیا، بلکہ ان کی سیرت، للّٰہیت اور تقویٰ و طہارت کو اپنے لیے مشعلِ راہ سمجھا...... حضرت زین العابدین، حضرت محمد باقر، حضرت جعفر صادق، حضرت حسن رضا اور دیگر آل علی رحمۃ اللہ علیہم کا اس قدر فراخ دلی اور محبّت سے تذکرہ کیا گیا ہے کہ مسلمان کا ایمان آسمان کی بلندیوں کو چھو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے تمام اسلاف کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ آمین!

لیکن ماضی قریب میں اور حال میں چند بدنصیب ایسے ہیں کہ جنھوں نے رافضیت کے رد کے لیے آلِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت کو داغدار کرنا ضروری سمجھ لیا ہے، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق نہایت ہی غیر مناسب رویہ رکھتے ہیں۔ وہ برملا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر طعن کرتے ہوئے ان کی خلافت کو نام نہاد خلافت کہتے ہیں...... کبھی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار کرتے ہیں اور کبھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بڑی دیدہ دلیری سے کہتے اور لکھتے ہیں کہ "وہ کوفہ لینے کیا گیا تھا......؟ وہ سلطنت کے حریص تھے اور ان پر بغاوت کا الزام ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور پھر وہ واقعہ کربلا بیان کرتے ہوئے ایسی ایسی علمی خیانتیں کرتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وعید انھی ظالموں کے لیے ہے کہ خوب یاد رکھو جس نے سچائی اور علم کی بات کو چھپایا اس کو جہنّم میں آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

اس وقت فتنۂ ناصبیت بہت عروج پر ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش تقریر و تحریر کے ذریعے بہت زہر اگل رہے ہیں۔ آپ جہاں دیگر فتنوں پر نظر رکھتے ہیں وہاں اس خطرناک فتنے پر بھی کڑی نظر رکھیں۔ ہم نے الحمدللہ اپنے اسلاف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے اپنی کتب میں فتنۂ ناصبیت کی روک تھام کے لیے کافی حد تک لکھنے کی مبارک کوشش کی اور وہ بہت حد تک مفید اور نافع بھی ثابت ہوئی ہے...... کثیر تعداد میں عوام سمیت ایسے علما اور طلبا ہیں جن کو ناصبیت کے کینسر سے شفا ملی ہے اور ان کے سینے آل رسول، اہل بیت، آل علی علیہم اجمعین اور بالخصوص حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت سے سرشار ہوئے ہیں۔ والحمدللہ علی ذلک حمدا کثیرا۔

جہاں تک معاملہ بعض ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کا ہے تو ایسے لوگ ہر دور میں رہے ہیں ان کا معاملہ ہم اللہ تعالیٰ کی سپرد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی گمراہی سے بچا کر...... ہمارے لیے ہدایت کی راہوں کو آسان فرمائے۔

رہا مسئلہ یزید کا تو ہم نے یزید کو جہنمی کہا، نہ گالی دی اور نہ ہی اس کے خلاف اپنی طرف سے ایک حرف لکھا۔ ہم نے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور اسی کی بارگاہ میں سرخ روئی حاصل کرنے کے لیے اپنے خطبا اور طلبا کو حضرات محدثین والی فکر دی ہے کہ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر کے یزید کی مدحت اور اس کے دفاع میں غلو کرنے سے پہلے اس موضوع کے تناظر میں وارد ہونے والی صحیح احادیث کا ضرور مطالعہ کریں اور اس کے متعلق اپنے اسلاف کے اقوال بھی اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں...... کیونکہ کسی بھی راوی یا ماضی کی شخصیت کے متعلق جاننے

کا صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ اسمائے رجال کے ماہر ائمہ کی رائے ہے، جرح وتعدیل کے ائمہ جس کسی کے متعلق بھی کوئی رائے دیں اور وہ اس رائے میں متفق بھی ہوں......تو پھر اس کے مقابلے میں کسی دوسرے کی رائے اور تحقیق کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اور ہم نے فتنۂ ناصبیت پر قابو پانے کے لیے اور ان کی مبالغہ آمیز فکر کو واضح کرنے کے لیے حضرات محدثین کے چند اقوال کو نہایت اختصار اور تہذیب کے ساتھ اپنی کتاب [1] میں بیان کر دیا ہے۔ من يريد التفصيل فليرجع إليه۔

الحمدللہ......! ان اقوال کے علاوہ علمائے امت اور مشاہیر محدثین کے درجنوں اقوال ہمارے پاس محفوظ ہیں.....اگر کسی موقع پر ناصبی حضرات کی بے اعتدالیوں نے ہمیں مجبور کیا یا انھوں نے اصرار کیا تو ان اقوال کو بھی مناسب جگہ پر تحریر کر دیں گے۔ اور ہم اس بات کی بار بار صراحت کر چکے ہیں کہ ہمارے مخاطب صرف اور صرف وہ ناصبی لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ وغیرھما کے متعلق اپنے دلوں میں انقباض رکھتے ہیں یا ناصبی فکر سے متاثر ہیں۔

رہا مسئلہ یزید کا تو ہمارا یزید کے متعلق ذاتی کوئی موقف نہیں ہے.....نہ ہی ہمارے موقف کی کوئی حیثیت ہے.....ہم تو صرف محدثین کرام سے محبت رکھتے ہیں، جرح وتعدیل کے ائمہ ہی ہمارے ہاں معتبر ہیں اور اس مسئلہ میں ہم دیگر راویوں کی طرح محدثین کی پاکیزہ صف کے پیچھے کھڑے ہیں۔ ہمارا ابتدا تا انتہا..... اے

[1] ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت پانے والے'' صفحہ 83-84۔

یاد رہے! علمائے اہل حدیث کی یزید کے بارے میں تین طرح کی رائے ہے کہ بعض مداح ہیں، بعض خاموش ہیں اور بعض اس کے فسق وفجور کے قائل ہیں اور تینوں اپنے اپنے موقف پر دلائل رکھتے ہیں۔

ٹوزیڈ...... الف تا ے...... من وعن وہی موقف ہے جس کو امام الائمہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سمیت ہمارے اسلاف نے بیان کر دیا ہے اور ہم پوری بصیرت اور تحقیق کے بعد اسی موقف کو مان لینے میں اہل حق کیلئے عافیت سمجھتے ہیں۔

علم واخلاص کے پیکر، محدث زماں حضرت امام زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بالخصوص شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے فتاویٰ مدنیہ میں جو کچھ لکھا ہے ہم اسے کافی حد تک درست سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس سے پیار ہے نہ بغض اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور یہی زیادہ احتیاط والی ہے۔ ❶

ذی وقار خطبائے کرام......!

کبھی بغیر تحقیق کے یکطرفہ سنا ہوا مؤقف بیان نہ کریں۔ رافضیت اور ناصبیت کے درمیان اعتدال والی راہ اختیار کریں اور وہ راہ اکابر اہل سنت، اہل حدیث کی راہ ہے اور ہمیشہ اپنے منصب کی سنجیدگی کو سمجھنے کی کوشش کریں، کیونکہ منبرومحراب پر بیان کیے ہوئے ہر بول کے آپ ذمہ دار ہیں اور آپ ہی سے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں سوال کیا جائے گا۔ یوم لا ینفع مال ولا بنون ❷

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پوری دیانتداری کے ساتھ جب ہم نے واقعۂ کربلا اور بالخصوص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد صحیح احادیث کا مطالعہ کیا اور پھر ناصبیت کے فتنے کو حد سے زیادہ بڑھتے ہوئے دیکھا تو مکمل تحقیق اور چھان بین کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت، جرأت اور للّٰہیت چودھویں کے چاند کی طرح چمکتی

❶ فتاویٰ ثنائیہ: 771 ❷ الشعراء: 88

ہوئی نظر آئی۔ اسلاف میں سے ہر ثقہ امام نے آپ رضی اللہ عنہ کو برحق اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو مظلومانہ قرار دیتے ہوئے شہید کرنے والے ظالموں سے مکمل برأت کا اظہار کیا۔

بہر صورت پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ واقعہ کربلا بیان ہی نہ کریں کیونکہ یہ نہایت حساس موضوع ہے اور اگر آپ نے ضروری بیان کرنا ہے تو پھر ناصبی فکر کی کتابیں پڑھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سلطنت کا حریص، باغی اور قصوروار ثابت کرنے کی ناکام کوشش شروع نہ کریں، کیونکہ یہ سراسر ضلالت اور خجلت کی راہ ہے، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی شان، مقام اور شہادت کے متعلق وارد ہونے والی احادیث خوب سے خوب بیان کریں اور اپنے پہلے اور بعد والے کبار ائمہ کرام کی تحقیق اور ان کے اقوال کو سامنے رکھیں اور کم از کم ہماری کتاب ''شان حسن و حسین رضی اللہ عنہما'' کے نئے ایڈیشن 2016 کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

آخر میں یاد رہے......! جہاں تک محمود عباسی صاحب کا تعلق ہے، ہم ان کو ماضی قریب میں ناصبی فکر کا کھلا علمبردار سمجھتے ہیں اور ان کا ہمارے سچے مسلک سے کوئی تعلق نہیں، رہا معاملہ فیض عالم صدیقی صاحب کا تو ہمیں ان کی ذات اور دیگر خدمات سے کوئی اختلاف نہیں، اختلاف صرف ان کی اس فکر سے ہے کہ جس کو اہل حدیث علمائے کرام میں سے کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔ مثال کے طور پر ان کا لکھنا کہ

① ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برائے نام خلافت سے امت کو کیا ملا......؟ [1]

② ...... امام محمد بن شہاب زہری جھوٹوں اور منافقوں کے مستقل ایجنٹ تھے۔ [2]

---

[1] صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا: 237

[2] صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا: 114

③......مجمع الزوائد وغیرہ کتب کے مؤلفین یا تو تقیہ کے مسلمان تھے یا قطعاً جاہل تھے۔ ❶

④...... سامنے بخاری کی روایت آئی تو بخاری شریف کے احترام میں اندھا دھند ٹامک ٹوئیاں مارتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ❷

اور اسی طرح کی کئی ایک باتیں ہیں جن سے ہمیں سرے سے اتفاق نہیں اور اسی طرح واقعہ افک اور واقعہ کربلا کے بارے میں ان کی تحقیق سو فیصد مسترد ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صحیح العقیدہ علما کی سیئات سے تجاوز کرتے ہوئے ان کو اپنی مغفرت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

دیدہ دلیری یا گستاخی:

ضد......ہٹ دھرمی اور تعصب انسان کو باوجود علم و فضل کے دور کی گمراہی میں لے جاتے ہیں اور یہی معاملہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو واقعہ کربلا کی آڑ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان و شوکت کے عظیم محل کو مسمار کرنے کے لیے دن رات لگے ہوئے ہیں......محمود احمد عباسی، حبیب الرحمن کاندھلوی اور ان کی فکر سے متاثر، ان کی کتب پڑھنے والے بدنصیب ناصبی حضرات نے یہی کچھ کیا ہے۔

سند کی تحقیق کسی شخصیت کی معرفت یا کسی راوی پر ضعف یا ثقاہت کا حکم لگانے کے لیے یہی لوگ صرف اور صرف جرح و تعدیل کے ائمہ کے اقوال کا ہی سہارا

---

❶ خلافِ راشدہ:123

❷ صدیقہ کائنات ؓ:95

لیتے ہیں......اور سچی بات بھی یہی ہے کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ معرفتِ رجال کا کوئی راستہ ہی نہیں......اور جب کسی راوی یا شخصیت کے متعلق جرح وتعدیل کے ائمہ، حضرات محدثین کی اتفاقی رائے آجائے تو وہ پورے یقین کے ساتھ اس کو مان لیتے ہیں اور اسی کے مطابق راوی پر حکم لگاتے ہیں......اور جب کوئی سرپھرا ان کو یہ بات کہہ دے کہ تم فلاں راوی کے متعلق احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یا ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہو کیا تم ان کے مقلد ہو......؟ تو یہ لوگ آگے سے جواب دیتے ہیں اور جب انھی کے سامنے یزید کے متعلق ائمہ دین، محدثین اور جرح وتعدیل کے معتمدین کے متفقہ درجنوں اقوال پیش کیے جاتے ہیں......تو ان کو تسلیم کرنے کی بجائے بڑی دیدہ دلیری سے رد کر دیا جاتا ہے اور آگے سے سوال ہوتا ہے کہ کیا تم ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہو......؟ کیا تم ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہو......؟ کیا تم ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہو......؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

38

اللہ کی قسم......! یہ کس قدر کجی اور کیسا خطرناک انحراف ہے......؟

اور کئی تو اس قدر بدلحاظ اور گستاخ ہیں کہ وہ محدثین کرام کے اقوال سننے کے بعد دوٹوک الفاظ میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب محدثین شیعیت سے متاثر ہیں۔ استغفر اللہ

ایسے لوگوں کو اللہ کے لیے کم ازکم اس امت کے پاکباز گروہ حضرات محدثین کا احترام کرنا چاہیے......کیونکہ اللہ کی زمین پر محدثین کی جماعت ہی اہل حق کی جماعت ہے اور ان کا سفید دامن رافضیت کے ادنیٰ سے دھبے سے بھی پاک ہے۔

اور دوسری طرف انھی پاکباز ہستیوں پر رافضی فکر کے غلبے کی تہمتیں لگاتے ہیں۔

کس قدر ظلم کی بات ہے کہ حضرات محدثین جو کہ تحقیق کی معراج پر تھے، جنھوں نے راویوں پر بات کرتے ہوئے ایک ایک حرف پوری احتیاط کے ساتھ اپنی زبان سے نکالا...... جن جیسے عابد زاہد اور محتاط رویہ رکھنے والے لوگ کسی امت میں بھی نظر نہیں آتے...... آج ان کو اس مسئلے میں بد دیانت سمجھا جاتا ہے اور ان کی متفق علیہ رائے پر اپنی خود ساختہ رائے کو اہمیت دی جاتی ہے۔

یاد رہے......! ایسی جذباتی باتیں کرنے والے دبے پاؤں ...... بے خبری میں محدثین کرام کی تمام خدمات کو مشکوک بنانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

ہم اللہ کی توفیق سے بڑی خوشی اور شکر بھرے جذبات سے یہ بات کہتے ہیں کہ ہم حضرات محدثین کے اصل وارث...... مسلک محدثین کے سچے ترجمان اور دل وجان سے ان کے قدردان ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ حضرات محدثین کی خدمات کو قبول کرے اور ان کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ آمین ثم آمین!

فتنۂ تکفیر :

تکفیر کا معنی ہے کہ کسی کو کافر قرار دینا۔ اور موجودہ حالات میں خطرناک فتنۂ تکفیر...... اور فتنۂ خوارج کا مطلب ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر قرار دے، مسلمان حکمرانوں کے خلاف تلوار اٹھائے، ان کے خلاف مسلّح بغاوت کا اعلان کرے یا مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان کو قتل کرنے کی، ان کا مال لوٹنے کی اور ان کی عزتوں کو پامال کرنے کی کوشش کرے۔ ایسی قبیح اور ظالمانہ حرکتیں کرنے والے لوگوں کو تکفیری کہا جاتا ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں یہ فتنۂ اپنے عروج پر ہے۔ بعض

نادان مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو ہی کافر قرار دے رہے ہیں اور پھر صرف بات فتوے تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ ان کو گاجر مولی کی طرف کاٹ بھی رہے ہیں، جب کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینا...... مسلمان حکمرانوں پر کفر کے فتوے لگانا یا مسلم افواج کو کافر اور طاغوت کہنا خود کفر کی طرف لوٹنے کی دلیل ہے۔

اور یاد رہے......! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ بھی کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اشارہ کرنا نہ چھوڑے، خواہ اس کا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ [1]

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اسی فتنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میری امت میں بہت فتنے آئیں گے اور ایک فتنہ ''ہرج'' ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اللہ کے رسول! ''ہرج'' سے کیا مراد ہے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک وقت آئے گا جب میری امت کا بہت زیادہ قتل ہوگا، قتل کرنے والے کو علم ہے کہ میں کیوں قتل کر رہا ہوں نہ ہی قتل ہونے والے کو علم ہے کہ مجھے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے۔ [2]

اور صحیح البخاری میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلی حروف میں ارشادِ پاک موجود ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے تو وہ مسلمان صرف اس کے فتوی جڑ دینے کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا، اگر تو اس شخص میں کھلم کھلا کفر موجود ہوگا تو

[1] صحیح مسلم:2616

[2] صحیح مسلم:2908

پھر فتوے کے درست ہونے کا امکان ہے، بصورت دیگر کافر کہنے والے کی طرف ہی کفر لوٹ آتا ہے۔ ❶

اور یاد رہے......! اس وقت تکفیری لوگوں نے جس چیز کو جہاد کا نام دیا ہے وہ جہاد نہیں، بلکہ فساد ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو کفر کی ایک قسم نفاق، واضح ہونے کے باوجود بھی قتل کی اجازت نہیں دی، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ تو اپنے کلمہ پڑھنے والے ساتھیوں کو ہی قتل کرواتے ہیں۔ ❷

لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کے کچھ گروہ ہمہ وقت اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ہی سرگرم ہیں...... ان پر حملے کرنا...... ان کو ناحق قتل کرنا...... ان کا مال لوٹنا...... اور ان کی عزتوں کو پامال کرنا وہ بہت بڑی کامیابی اور سعادت سمجھتے ہیں، جبکہ ایسے نام نہاد مسلمان یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا شکار ہیں اور یہودی اپنا کام ان بدقماشوں سے لے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قرآن مجید کی واضح آیات کے مطابق اہل اسلام اور اہل ایمان حکمرانوں...... لیڈروں اور فوج کے افسروں کو شہید کرنے والے ہمیشہ کے جہنمی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا ❸

''اور جو شخص مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے گا تو اس کی سزا جہنم ہے

---

❶ صحیح البخاری:6163

❷ صحیح البخاری:4905

❸ نساء:93

جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔"

مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کا دوٹوک الفاظ میں واضح مؤقف مندرجہ ذیل ہے کہ

مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والے اور بعض جاہل مفتیوں سے کفر کے فتوے لے کر اہل اسلام اور مسلم حکمرانوں کو شہید کرنے والے کائنات کے بدترین لوگ ہیں۔ ایسی جماعتوں اور ایسے گروہوں کا اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔

ابھی ایک تازہ دل شکن خبر موصول ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیارے شہر مدینہ طیبہ میں مقبرہ بقیع کے پاس ایک بدبخت خودکش بمبار نے دھماکے سے خود کو اڑا لیا جس کے نتیجے میں متعدد مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ان شہداء کی شہادتوں کو قبول کرے اور بدبخت بمبار اور اس کے پشت پناہ تمام کو اللہ تعالیٰ ذلیل وخوار کرتے ہوئے جہنّم کا ایندھن بنائے۔ آمین ثم آمین!

فتنۂ تحقیر:

تحقیر کا معنی ہے کسی "دوسرے کو بے قیمت اور معمولی سمجھ کر ذلیل کرنا یا اس کے حقوق کی ادائیگی میں ظلم وجور سے کام لینا"

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام نہایت ہی خوبصورت بنایا ہے۔ اس نے اپنے بندوں میں نہایت عدل وانصاف سے اپنا فضل اور رزق تقسیم کیا ہے۔ کوئی عالم ہے، کوئی مفتی...... کسی کے پاس اچھی آواز اور کسی کے پاس انداز اچھا..... اسی طرح کوئی اچھا مناظر اور کوئی بہترین مدرس...... اور کئی خوش نصیب اور سعادت مند تو ایسے

ہیں ...... جو بیک وقت خطیب بھی، ادیب بھی...... بہترین مدرس بھی اور اعلیٰ ترین مصنف بھی...... قرآن کے عمدہ قاری بھی اور فہم وفراست کے بے تاج بادشاہ بھی......

بہرصورت جس کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نمایاں خوبی حاصل ہو جائے اور اس کو دنیا میں اعلیٰ مقام نصیب ہو تو ایسے شخص پر فرض ہے کہ وہ دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنے...... اپنی زبان کو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا...... اس کے ذکر اور اسی کی تعریف سے تر رکھے...... اپنے سے کم تر کو بھی اہمیت دے یا کم از کم اس کی ضرورت اور چاہت کا احترام کرے...... اور اگر ممکن ہو تو اللہ کی رضا کے لیے اس کی خواہش کو پورا کر دے......

قرآن وحدیث کے مطابق یہی روش مومنانہ ہے اور شروع سے شکر گزار لوگوں کا یہی طرزِ عمل رہا ہے...... اور اسی میں ساری کی ساری خیر ہے۔

اس کے برعکس اگر کوئی ناعاقبت اندیش اپنے سے رتبے میں کم لوگوں کی تحقیر کرتا ہے...... ان کی تذلیل شروع کر دیتا ہے...... ان کا مذاق اڑانے میں لگا رہتا ہے...... ان کی غیبتیں کرتا رہتا ہے یا ان کی کمی کوتاہی کو اچھالتا رہتا ہے......

تو اللہ کی قسم......! ایسا شخص باوجود قوت وطاقت اور ظاہری کمال کے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے محروم کر دیا جاتا ہے...... اس کے علم کا نور بجھ جاتا ہے...... آوارہ لوگوں کی بات تو ہم نہیں کرتے، البتہ نیک لوگوں کے دلوں میں اس کا رائی کے دانے کے برابر بھی احترام نہیں ہوتا......

اور واللہ العظیم......! ہم نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے شوخ مزاج اور متکبر لوگوں کو ذلیل وخوار ہوتے دیکھا ہے۔ اور ہم نے اپنی زندگی میں یہ بھی تجربہ کیا

ہے کہ کچھ لوگ علم و فضل کے پہاڑ ہوتے ہیں...... ہر طرح کی قابلیت موجود ہوتی ہے لیکن وہ حد درجہ خشک مزاج، بدعہد اور کینہ پرور ہوتے ہیں......اور وہ خطبا کو انسانی حقوق سے بھی محروم کر دیتے ہیں......ان کا سارا علم و فضل صرف اور صرف دوسروں کی تحقیر اور تذلیل کے ارد گرد ہی گھومتا ہے......انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور عجیب حیرت کی بات ہے اور سچی حقیقت بھی ہے کہ جن لوگوں کی تحقیر کی جاتی ہے...... ہمہ وقت جن کی پگڑی اچھالی جاتی ہے......ہم نے ان میں سے بھی کئی افراد کو قریب سے دیکھا ہے......واللہ العظیم! وہ حد درجہ با اخلاق، ملنسار، مہمان نواز اور قدر دان ہوتے ہیں۔

ہمارے ہاں تو معیار بھی بہت اُلٹا ہے۔آپ سے زندگی بھر میں کہیں کوئی ایک غلطی ہو جائے......بس پھر ساری زندگی اس غلطی کرنے والے شخص کی تحقیر اور تذلیل کی جاتی ہے۔اس کی زندگی بھر کی خدمات کو کھوہ کھاتے ڈال دیا جاتا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ایسے شخص کو شریر اور سخت گنہگار قرار دیا ہے جو دوسروں کی تحقیر اور تذلیل کرے...... ان کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتے کیونکہ حسب امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أن يحقر أخاه المسلم [1] کسی بھی انسان کے بدتر ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔اور ایک روایت میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے [2]۔ یہاں پر امام

---

[1] صحیح مسلم:2564

[2] ابوداؤد:4882

ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی بات نقل کرنا بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

لَا تَكُوْنُ عَالِمًا حَتّٰى يَكُوْنَ فِيْكَ ثَلَاثُ خِصَالٍ لَا تَبْغِ عَلَى مَنْ فَوْقَكَ وَلَا تَحْتَقِرْ مَنْ دُوْنَكَ وَلَا تُؤْثِر عَلٰى عِلْمِكَ دُنْيَا [1]

''جب تک تجھ میں تین خصلتیں نہ ہوں تو حقیقی عالم نہیں بن سکتا۔ اپنے سے اونچی شان والے کے خلاف بغاوت نہ کر، اپنے سے نچلے کو بے وقعت اور کم قیمت نہ سمجھ اور اپنے علم پر دنیا کو ترجیح نہ دے۔'' اللہ اکبر

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امام ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی بات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے، کیونکہ اس وقت بعض علما اور خطبا میں یہ بہت بیماری ہے کہ وہ اپنے ہی باصلاحیت عالم، خطیب اور استاذ کی عزت کے درپے ہو جاتے ہیں اور پھر اہل علم اور منبر و محراب کے وارثین کی عام دنیا دار لوگوں میں تحقیر کرتے پھرتے ہیں اور وہ شاید کہ عام نمازی یا کسی جماعتی کے ساتھ غیبت اس لیے کرتے ہیں کہ اس طرح سے ان کو اپنے جماعتی اور ساتھی کا قرب نصیب ہوگا...... اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں، کسی کی تحقیر کر کے کسی صورت بھی عزت نصیب نہیں ہوتی، اگر آپ حقیقی عزت کے طالب ہیں تو اپنے علما کے عیوب کی پردہ پوشی کیا کریں اور عملی طور پر ان کے احترام میں کمی نہ آنے دیں اور علیحدگی میں انکے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

چند دن کی بات ہے کہ مجھے ایک نمازی نے بیان کیا جس کا بعض خطبا کے ساتھ بہت زیادہ قرب ہے اور اس نے کہا کہ فلاں شیخ کے بارے میں مجھے ایک

---

[1] سنن دارمی: 100/ 1

خطیب صاحب نے بتایا ہے کہ وہ بہت جھوٹے آدمی ہیں، بدعہد ہیں...... میں ان کا فون سننا بھی پسند نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔

بات سننے کی دیر تھی کہ میرے پاؤں سے زمین نکل گئی اور میں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے اس فاضل شیخ کا دفاع شروع کیا اور یہ بات واضح کی کہ جن پر جھوٹ کی تہمت جڑی گئی ہے وہ نہایت لائق قاریٔ قرآن ...... فائق الاقران اور اہل حق کے عظیم شہزادے تھے......عرب وعجم میں جوان کی عزت ہے ہمیں کوئی دوسرا عالم ان کے ہم پلہ نظر نہیں آتا......سیرت اچھی......صورت اچھی...... انداز اچھا......اور ماشاء اللہ ہر شئے کا سلیقہ اچھا......

باقی کوئی بھی شخص بحیثیتِ انسان کامل نہیں، اگر کسی موقع پر نہ چاہتے ہوئے ان سے وعدے میں کمی بیشی ہو بھی گئی ہے تو اللہ کے لیے ایسے پاکیزہ لوگوں کو معاف کر دینا چاہیے......لیکن ظلم کی بات یہ ہے کہ ایسی تحقیر وتذلیل والی حرکات خود بعض وہ لوگ کرتے ہیں جو منبر ومحراب کے وارث ہیں اور اس طرح کے کئی اور واقعات ہیں جو کہ انتہائی نامناسب ہیں۔

اور یاد رہے......! کسی کی عدم موجودگی میں کسی کی تحقیر کرنا صرف اور صرف اپنی آخرت برباد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خیر کی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

فتنۂ تشہیر:

''تشہیر'' کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نیک اعمال...... صالح کردار اور اچھے کاموں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا...... یا ان کو لوگوں کی نگاہوں میں اپنی عزت اور

وقار بڑھانے کے لیے نمایاں کرنا......

عقیدہ توحید و سنّت کے بعد اگر اعمال میں اخلاص بڑھ جائے تو زندگی کا لطف بڑھ جاتا ہے، پھر ایمان کی مٹھاس کسی صورت بھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔

مسلمان اپنے آپ کو بہت مضبوط اور پُرسکون محسوس کرتا ہے اور اخلاص یہی ہے کہ جو نیک کام بھی کیا جائے ...... یا جس کی بھی خدمت اور عزت کی جائے ...... خواہش صرف اور صرف ایک ہو کہ میرا اللہ مجھ پر خوش ہو جائے...... اس کی رضا و رحمت کا حقدار بن جاؤں...... اور وہی لوگ مخلص ہوتے ہیں جو صرف اور صرف اللہ سے شاباش پانے کے امیدوار ہوتے ہیں...... رہے ایسے مسلمان جو نیکی کم کرتے ہیں لیکن دنیا میں اس کی تشہیر زیادہ کرتے ہیں یا اپنے لیڈروں سے تعریف کے متمنی ہوتے ہیں یا ان کی تمام محنتوں اور کاوشوں کا اللہ کی رضا کے ساتھ ساتھ ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ فلاں حضرت صاحب کی نگاہوں میں میرا مقام بڑھ جائے ...... اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کے جھوٹے عمل کو ویسے ہی رد فرما دیتے ہیں۔

ہمارے ایسے احباب جو اس وقت بُری طرح فیس بک اور وٹس اپ کے فتنے میں مبتلا ہیں، ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ آپ کی نیت جس قدر بھی پاکیزہ کیوں نہ ہو...... ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں ریاکاری بہرصورت ریا ہی رہتی ہے...... دکھلاوا بہرصورت دکھلاوا ہی ہوتا ہے۔ شیطان آپ کے نفس کو ریاکاری پر مطمئن رکھنے کے لیے آپ کے دل و دماغ میں طرح طرح کے بہانے پیدا کرتا ہے...... جی اس تشہیر میں کیا حرج ہے...... اس سے کارکردگی کا پتہ چلتا ہے...... دوسروں کو ترغیب ملتی ہے...... محنت کرنے والے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس

طرح کی اور بہت سی باتیں...... یاد رکھیں! یہ سب شیطان کی چالیں ہیں، لوگوں میں ترغیب پیدا کرنے کے لیے اپنی ذات کے نیک اعمال پیش نہ کریں، بلکہ قرآن کی آیات پیش کریں......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پیش کریں......آپ سے بہتر اور پاکیزہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم ہیں ان کے سنہرے واقعات بیان کریں، جن بدنصیبوں کو قرآنی آیات......احادیثِ نبویہ اور اسلاف کے واقعات سے ترغیب حاصل نہیں ہوئی کیا وہ آپ کی کارکردگی سے ترغیب حاصل کرے گا......؟ کلّا واللہ!

اوّل فرصت میں اپنے نیک اعمال کی رپورٹنگ اور ان کو انٹرنیٹ اور فیس بک کی زینت بنانے سے کلی طور پر توبہ کریں اور جس قدر ممکن ہو، اپنے نیک اعمال کو اور اپنی جماعتی اور ذاتی کاوشوں کو اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان راز رکھیں۔ پھر دیکھیں زندگی کا لطف کیسے دوبالا ہوتا ہے......؟

آج کل بعض خطبا میں یہ وبا بہت زیادہ پھیل چکی ہے کہ وہ اپنے ہی منہ سے اپنے خطابات کے اثرات بیان کرتے رہتے ہیں، حتی کہ باہر صحن میں ہونے والے نمازیوں کی صفوں کو بھی شمار کیا جاتا ہے اور پھر اس میں حسبِ مزاج اضافہ کر کے اپنے سامعین کی تعداد کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے کے دل میں میری ہیبت اور عزت اور بڑھ جائے۔ اس طرح کے سارے طور طریقے، فتنۂ تشہیر کے زمرے میں آتے ہیں اور اس فتنہ کے زمرے میں چند احادیث اور اقوال کا مطالعہ فرمالیں وگرنہ مستقبل میں نیک اعمال کے برباد ہو جانے کا بہت زیادہ خدشہ ہے۔

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَا خَيْرُ شَرِيْكٍ فَمَنْ أَشْرَكَ بِيْ أَحَدًا فَهُوَ لِشَرِيْكِيْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَخْلِصُوا الأَعْمَالَ لِلّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنْ عَمِلٍ إِلَّا خَلَصَ لَهُ وَلَا تَقُوْلُوْا هٰذَا لِلّٰهِ وَلِلرَّحِمِ وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا تَقُوْلُوْا هٰذَا لِلّٰهِ وَلِوُجُوْهِكُمْ فَإِنَّهُ لِوُجُوْهِكُمْ وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ [1]

''میں شریک سے بہت بہتر ہوں، جس نے میرے ساتھ (عمل میں) کسی ایک کو شریک کیا وہ عمل میرے شریک کے لیے ہوگا۔ اے لوگو! اللہ کے لیے اپنے اعمال کو خالص کرلو، اللہ عزوجل صرف خالص عمل کو قبول فرماتے ہیں۔ یہ نہ کہو یہ عمل اللہ کے لیے ہے اور رحم کی رشتہ داری کے لیے ہے۔ اس میں اللہ کے لیے کچھ نہ ہوگا اور نہ ہی ایسے کہو یہ اللہ کے لیے ہے اور تمھارے چہروں کے لیے کیونکہ وہ تمھارے چہروں کے لیے رہ جائے گا، اللہ کے لیے اس میں کچھ نہیں۔''

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی کرکے یا صدقہ وخیرات کرکے یہ بات نہیں کہنی چاہیے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اور رشتہ داری کے لیے یہ عمل کیا...... یا ایسا بول نہیں بولنا چاہیے کہ میں نے یہ عمل اللہ کے لیے کیا ہے اور اپنی بہن کو خوش کرنے کے لیے۔ اس طرح سے عمل جوٹھا ہوجاتا ہے اور جوٹھے عمل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے اور عمومی طور پر سنا گیا ہے کہ ہمارے بعض خطبا فخریہ طور پر کہتے ہیں

---

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ: 2764

میں نے وہاں ٹائم ''تیرے منہ نوں دِتا سی'' ایسے جملوں سے نیکی کا سارا عمل برباد ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ ایک ہی سوچ اور ایک ہی منزل رکھیں کہ میرا ہر عمل صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے...... اس میں کسی دوسرے کو حصہ دار نہ بنائیں۔

اور اسی طرح حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَالَهُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا شَيْءَ لَهُ. فَأَعَادَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. يَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا شَيْءَ لَهُ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ. [1]

''ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: آپ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے جہاد کیا وہ اجر اور شہرت تلاش کرتا تھا...... اس کے لیے کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اس کے لیے کچھ نہیں اور فرمایا: اللہ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جو خالص اسی کے لیے ہو اور اسی کی خوشنودی کو تلاش کیا گیا ہو۔''

ذی وقار خطبائے کرام......! اور داعیانِ اسلام......!

اس موضوع پر کئی ایک صحیح روایت کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ ہمارے

---

[1] النسائی:625 ؛ صحیح البخاری:2810 ؛ صحیح مسلم:1904

مجاہد بھائیوں کے ساتھ ساتھ خطبائے عظام کو تقاریر کے وعدے دیتے ہوئے آج ہی اپنی نیتوں کا جائزہ لینا چاہیے...... کیونکہ غور و فکر کا وقت اب ہے، پھر نہیں......

اور آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت میں ہے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے روز سب سے پہلے شہید، قاری اور سخی کو الٹے منہ جہنم رسید کیا جائے گا...... گناہ کیا تھا......؟ وہ فتنۂ تشہیر میں مبتلا تھے۔ [1]

جو لوگ خود کو اور اپنی کاوشوں کو نمایاں کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں ان کی منزل بھی یہی ہوتی ہے کہ ہمارا نام روشن ہو اور لوگ ہماری محنتوں سے فائدہ اٹھائیں اور ہمیں لوگوں کے دلوں میں مقام و مرتبہ ملے...... ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ماضی قریب کے ایک محدث اور امام حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی عاجزی اور اخلاص کو اپنے لیے مشعلِ راہ سمجھیں...... مجھے حافظ صاحب سے درسِ قرآن اور درسِ بخاری پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر اپنے نام اور اپنے آپ کو جس قدر زیادہ چھپاتے رہے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں بھی ان کے نام کو اس قدر زیادہ روشن رکھا اور دنیا سے جانے کے بعد آج بھی ان کا نام اللہ والوں کے دلوں میں نہایت اونچا اور بلند و بالا ہے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ کسی لقب اور عہدے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مخلص طلبا اور غریب جماعتوں کے اخلاص کی بہت زیادہ قدر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین ثم آمین

اللہ کی قسم......! ہماری حالت بہت ہی قابل رحم ہے...... نہایت پتلی ہے۔

---

[1] نسائی: 3137

پہلی بات تو یہ ہے کہ پورے اخلاص سے ٹک کر ہم سے کوئی بھی نیکی نہیں ہوتی اور اگر کہیں کوئی نیکی اللہ کروا بھی لے تو وہ ریا کاری، دکھلاوے اور تشہیر کی بھینٹ پر ایسی چڑھتی ہے کہ پورے کا پورا عمل بربادی کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔

أَللّٰهُم اجْعَل أعمالنا كلّها صالحة واجْعَلها
لِوجهك خالصة ولا تجعل أحدًا فيها حظا

فتنہ الحاد:

فتنہ الحاد سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس وقت ہماری یونیورسٹیز میں اور ہمارے ٹی وی چینلز پر ایسے نام نہاد مذہبی سکالر بھی موجود ہیں جو بظاہر خود کو اسلام کا نمائندہ باور کرواتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ایمانیات کے متعلق نئی نسل کے ذہن میں جہاں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں وہاں قرآن وحدیث سے ثابت متواتر مسائل کا انکار کرتے ہوئے ان کی من چاہی تفسیر کرتے ہیں۔

ہم یہاں بالخصوص کالجز، یونیورسٹیز، نیٹ اور فیس بک وغیرہ پر بیٹھنے والے نوجوان طلبا کی خدمت میں یہی گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں اہل تقویٰ اور کامیاب لوگوں کی پہلی نشانی ہی یہی بیان کی ہے کہ وہ غیب پر پورا یقین رکھتے ہیں، جو بات قرآن کی آیت اور صحیح احادیث سے ثابت ہو جائے، خواہ وہ عقل میں آئے یا نہ آئے...... سائنس اس کی تصدیق کرے یا تکذیب، وہ ہر صورت میں اللہ کے قرآن کی آیت اور حدیثِ رسول کے ساتھ کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں اور ویسے بھی عام مسلمان اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ایک سائنسدان کی رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کیا حیثیت......؟

سائنسدانوں کا علم ناقص ہے......ان کے علم کی کوئی بنیاد نہیں، اگلے دور کا سائنسدان پہلے گزرنے والے سائنسدان کی تھیوری کو سو فیصد ریجیکٹ کر دیتا ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی اور فرمان کی بنیاد اللہ کی وحی ہے...... براہِ راست سو فیصد اللہ کی راہنمائی اس میں شامل ہوتی ہے۔ اس لیے بحیثیت مسلمان ہمیں یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ حق اور سچ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے۔

اس دور میں صدیقی کردار دوہرانے کی اشد ضرورت ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ معراج سے واپس آئے تو اکثر اہل مکہ نے یہ کہہ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفرِ معراج کا انکار کر دیا کہ عقل نہیں مانتی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ بات کہنے والے اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو پھر یہ سو فیصد حق اور سچ ہے۔

آج کل کئی اینکر حضرات اور بعض نوخیز نوجوان اپنے منہ سے ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جس سے سرے سے ایمان ہی ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک دفعہ ایک شخص ٹی وی پر کہہ رہا تھا کہ اگر مرنے کے بعد جنّت نہ ہوئی تو......؟

اس طرح کے شکوک وشبہات انسان کو اسلام اور ایمان سے خارج کر دیتے ہیں اور آج کل ٹی وی کی سکرین اور نیٹ پر یہی کچھ آ رہا ہے...... بے دین اور دنیادار نام نہاد مذہبی سکالر حضرات کو صرف اپنے مفادات کے لیے قوم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور در پردہ اسلام کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں۔

دَورِ نبوی کی طرح آج بھی منافق قسم کے رہبر بہت زیادہ ہیں، جو بظاہر تین چار دین کی سیدھی سادھی باتیں کرتے ہیں اور پھر انھی باتوں میں ایک بات اور تحقیق

ایسی پیش کرتے ہیں جس سے سرے سے ایمان ہی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ منافق قسم کے سکالر بڑی تیزی سے الحاد کا زہر نوجوان نسل کو پلا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مدارس کے مشائخ اور بالخصوص سلفی جامعات کے ذمہ داران کو فتنۂ الحاد کی سرکوبی کے لیے گرانقدر خدمات انجام دینے کی مزید توفیق عطا فرمائے...... اور مدارس میں پڑھنے والے طلبا کو بھی ان کجی فکر کے مالک میڈیا سکالروں کا دلائل کی زبان میں مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللھم امین

دل کے جذبات:

اس وقت دینی مدارس اور بالخصوص ہمارے دینی مدارس نہایت محنت اور جانفشانی سے دین کے داعی اور مبلغ پیدا کر رہے ہیں۔

ہماری مدارس سے فارغ ہونے والے طلبا کی خدمت میں نہایت مودبانہ گزارش ہے کہ وہ خدارا......! سات آٹھ سال مدارس میں پڑھتے ہوئے بھی خوب محنت کریں اور مدارس سے فارغ ہونے کے بعد بھی مزید تعلیم کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ہمارے ہاں ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ جونہی طالب علم چوبیس پچیس سال کی عمر میں درسِ نظامی پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو وہ فوراً کسی مدرسے میں تدریس شروع کر دیتا ہے یا کسی مسجد میں خطابت یا امامت......

اسی خرابی سے آنے والی نسل میں اتنا بڑا ابگاڑ پیدا ہو رہا ہے کہ اکثر مدارس کے فارغ التحصیل نوجوانوں کی تعداد علمی پختگی اور دین کے فہم سے بالکل عاری ہے۔

ہمارے طلبا کا فریضہ ہے کہ وہ لازمی طور پر ایسے اداروں کا رُخ کریں جہاں باقاعدہ تخصص کی کلاسیں موجود ہوں یا ایسے جامعات میں داخلے کی کوشش کریں

جہاں مزید تعلیم کے مواقع موجود ہوں۔

ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ دینی مدارس سے فارغ ہونے والے بڑے بڑے قابل طالب علم بری طرح ضائع ہو جاتے ہیں اور اگر اس روش کو ختم نہ کیا گیا تو مستقبل میں جماعت ثقہ علما سے مزید محروم ہو جائے گی...... اور معاف کرنا اب یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے کہ جن کو قرآن پاک کا سادہ ترجمہ بھی نہیں آتا وہ مفتیٔ دوراں بنے ہوئے ہیں......

یہ ہمارے دلی جذبات ہیں جو ہم نے نوخیز طلبا کے نام کیے ہیں کہ اگر وہ خطیب ہیں تب بھی یا ان میں تدریس کا جذبہ ہے پھر بھی، وہ صرف مدرسے کی تعلیم کو اپنے لیے ہرگز ہرگز کافی نہ سمجھیں۔ درسِ نظامی پڑھ کر بمشکل طالب علم اس قابل ہوتا ہے کہ وہ اب مزید محنت اور تخصص کر کے یقیناً کچھ نہ کچھ عربی ذوق اور فقہی مسائل کو سمجھنے والا بن جائے گا۔

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

مسنون خطبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

﴿ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾

﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُها وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

مسنون خطبہ کا اہتمام کرنا آپ کے متبع سنت ہونے کی واضح دلیل ہے۔

اللہ کے معاملے میں
غیرت

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○

''اور ان لوگوں نے اللہ کی ایسی قدر نہ کی جیسے قدر کرنی چاہیے اور (حال یہ ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے وہ پاک ہے اور بلند و بالا ہے ان لوگوں کے شرک سے۔''

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود و سلام...... سیّدنا و سیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا و امامنا فی الآخرۃ و امامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

''اسلام'' غیرت کا نام ہے۔ جو غیرت والا ہے وہی مسلمان ہے اور جس میں غیرت نہیں اس کا ایمان اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام بنیادی طور پر غیرت سکھلاتا ہے اور ہر اس کام کو حرام قرار دیتا ہے جو انسان کو بے غیرت اور دیوث بنا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ بے غیرت شخص اللہ تعالیٰ کی جنّت میں بھی داخل نہیں ہوگا۔

کلمہ پڑھنے کے بعد ہم میں غیرت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ وہ غیرت سب سے پہلے اللہ کے لیے ہو، مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور توحید کے معاملے میں حد درجہ غیرت مند ہو اور اس کے ساتھ ساتھ خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات، بات اور سنّت کے متعلق بھی حد درجہ غیرت مند ہو اور پھر اس کے بعد اپنے گھر، اہل وعیال اور ان کے پردے کے معاملے میں بھی صاحبِ غیرت ہو۔

بیک وقت اللہ، رسول اور پردے کے معاملے میں غیرت مند ہونا بنیادی فرض ہے اور اسلام کی ساری بنیاد اسی فرض کی ادائیگی پر ہے، کیونکہ بے غیرت شخص کی اللہ تعالیٰ نیکی قبول فرماتے ہیں نہ ہی کوئی دعا سنتے ہیں۔

اس وقت پورا یورپ، مغرب اور میڈیا امتِ مسلمہ کو بے غیرت اور بے حیا بنانے پر سرگرداں ہے، یہ ظالم لوگ ہماری نوجوان نسل کو اللہ اور اس کے رسول اور گھر بار کے معاملات میں بے غیرت بنانے میں کس قدر خوفناک ہتھکنڈے اپنا رہے

ہیں......؟ ہر صاحبِ بصیرت اور درد رکھنے والا شخص اس سے آگاہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم غیرت کے موضوع پر تفصیل سے قرآن وحدیث کی تعلیمات بیان کریں گے۔ آپ پوری یکسوئی اور توجہ سے اسلام کے اس بنیادی فرض اور رکن پر غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایمانی غیرت والی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

اللہ کی ہتک کیسے ہوتی ہے......؟

چونکہ اللہ تعالیٰ کا حق ہر چیز سے مقدّم ہے۔ اس لیے ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں غیرت کے حوالے سے چند اہم گزارشات پیشِ خدمت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس وقت امتِ مسلمہ کے خلاف ایسی گہری سازش ہو رہی ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات اور توحید کے معاملے میں بالکل بے حس اور بے حمیت بنایا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر آپ دیکھ رہے ہیں کہ

① ...... گانوں، ڈراموں اور فلموں میں ایسے ایسے ڈائیلاگ بولے جاتے ہیں کہ جن میں اللہ کی توہین اور ذاتِ الٰہ سے ٹھٹھہ مذاق کیا جاتا ہے اور نوجوان نسل کے کچے ذہنوں کو جنّت وجہنّم اور دیگر ایمانیات کے متعلق خراب کیا جاتا ہے۔

② ...... قوالی کرنے والے بے دین لوگ دورانِ قوالی ایسے ایسے کفریہ اور شرکیہ الفاظ بولتے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کی گستاخی اور توہین اس قدر واضح ہوتی ہے کہ انسان کے پلّے دین اسلام اور ایمان نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ مثال کے طور پر آپ نے سنا ہوگا کہ ایک بے دین قوال اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتا ہے کہ

تو ایک گورکھ دھندا ہے

استغفراللہ العیاذ باللہ......! آپ اندازہ فرمائیں کہ وہ ذاتِ الٰہ جو رحمان ہے، رحیم ہے، کریم ہے، حنّان اور منّان ہے، جو زندہ ہے، سنتا ہے، دیکھتا ہے اور اپنے بندے سے حد درجہ پیار کرتا ہے اس ذات کو یہ بے دین شخص گورکھ دھندا کہہ رہا ہے۔ بتائیں......اس سے بڑی بے غیرتی، بے حسی اور بے حمیتی کیا ہوسکتی ہے......؟

اور اسی طرح آپ نے ایک قوال کو سنا ہوگا وہ شرک کی آخری حد تک پہنچتے ہوئے سرعام قوالی گا تا رہا ہے اور ابھی بھی کئی مسلمان وہ قوالی اپنے گھروں اور گاڑیوں میں لگاتے ہیں۔

تقدیر بدلنے والے دا..............لاہور دے وچ اے ڈیرہ

تو داتا داتا کیندی رہ..............اوکدی تے پُچھو کیڑھا

پیروں کا پیر ہے، روشن ضمیر ہے، علی ہجویری داتا سب کا دستگیر ہے۔

اللہ کی قسم......! ہمارے مسلمان حکمرانوں کو غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی قوالیوں اور ایسی باتوں کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔

③...... اور پھر عوام تو درکنار علما حضرات بھی 25 دسمبر کو کرسمس ڈے میں شریک ہوتے ہیں اور عیسائیوں کے ساتھ مل کر ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشی میں کیک کاٹتے ہیں...... اس سے بڑھ کر بے غیرتی اور بے حسی کیا ہوسکتی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیں، ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھیں اور جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کریں ان بے دینوں کے ساتھ مل کر کیک کاٹنا کہاں کی غیرت اور کہاں کا ایمان ہے......؟

④...... ہر طرف شرکیہ بول سنائی دے رہے ہیں:

اللہ وارث نبی وارث...... رب جانے یا حسین جانے...... شہباز کرے

پرواز تے جانے دلاں دے بھیت...... یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ...... وغیرہ وغیرہ

مندرجہ بالا اور اس طرح کے دیگر بول جس میں غیروں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے، اللہ کو چھوڑ کر غیروں کو پکارا جاتا ہے یہ سب کلمات عقیدہ توحید کی غیرت اور حمیت کے سراسر منافی ہیں۔

⑤...... اللہ کے نام اس کے بندوں پر چسپاں کیے جاتے ہیں، داتا یعنی روزی رساں صرف اللہ ہے، لیکن غیروں کو داتا کہا جاتا ہے۔ لجپال، غریب نواز، بگڑی بنانے والا اور گنج بخش صرف اور صرف اللہ ہے لیکن اولیائے کرام کو اللہ کے نام دے کر اللہ کی توحید کو سرعام للکارا جاتا ہے۔

آج ہمیں اللہ کی ذات، صفات اور اس کے اختیارات میں غیرت رکھنے والے شخص نہ ہونے کے برابر نظر آتے ہیں اور ستم در ستم یہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی توحید میں غیرت مند ہوتا ہے اس کو گستاخِ اولیاء اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر زندگی بھر ستایا جاتا ہے...... لیکن لوگو یاد رکھنا......! اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے معاملے میں غیرت نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری کوئی پروا نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک اہل ایمان اور اہل اسلام کی سب شہادتیں اللہ کے معاملے میں غیرت کھانے پر ہی تھیں۔ انھوں نے پسند نہیں کیا کہ ان کی جوانی اور زندگی میں اللہ کی توہین اور گستاخی کی جائے، اللہ کی صفات اور اختیارات غیروں میں ثابت کیے جائیں۔ وہ اللہ کی توحید کا علَم بلند رکھنے کے لیے خون کا آخری قطرہ بھی بہا گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ایسا مقام و مرتبہ دیا کہ دنیا کی تاریخ اور قرآن کی آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ شہادت کے موقع پر ان کے لیے جنّت کے سب دروازے کھول دیئے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت...... اور اس عالی ذات کی شان ومرتبت کے معاملے میں غیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

''اور ان لوگوں نے اللہ کی ایسی قدر نہ کی جیسے قدر کرنی چاہیے اور (حال یہ ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے وہ پاک ہے اور بلند وبالا ہے ان لوگوں کے شرک سے۔''

آج ہم دیکھتے ہیں کہ کسی معمولی افسر یا وزیر...... یا کسی عالم دین کی کسی مجلس میں ہتک کی جائے، اس کے مقام ومرتبے کے خلاف بات کی جائے...... یا اس کا حق اور مقام کسی اور کو دیا جائے تو بڑے بڑے لوگ غیرت میں آجاتے ہیں۔ بول پڑتے ہیں...... ہتک آمیز رویہ اپنانے والوں کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا بادشاہ ہی نہیں بلکہ شہنشاہ ہے۔ اس کی شان سب سے اونچی ہے۔ جب اس بے نیاز رب العالمین کے وقار کے خلاف باتیں ہوتی ہیں تو لوگ صرف دنیا کے بھرم کو قائم رکھنے کے لیے خاموش رہتے ہیں...... تھوڑے سے مفاد کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید کے خلاف سب کچھ برداشت کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عزت وعظمت کے دفاع کے لیے زندگی بھر ذرہ بھر بھی مداہنت نہیں کی تھی جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کی شان وشوکت اور عظمت کے خلاف کوئی معاملہ ہوتا تو ان کی

ربانی غیرت بھڑک اٹھتی...... آیئے! اختصار سے چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اللہ ہی اعلیٰ اور بلند و بالا ہے:

جہاں کہیں بھی آپ کی موجودگی میں اللہ کی شان اور اس کے مقام کو نیچا کیا جارہا ہو وہاں آپ کا بولنا از حد ضروری ہے یا کم از کم آپ کو ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کردینا چاہیے۔ اس سلسلے میں صحیح البخاری سے ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب غزوۂ احد کے موقع پر ظاہری طور پر مسلمانوں کو شکست ہوئی، ستر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید کردیئے گئے، حتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زخمی ہوگئے اور مسلمانوں کی طرف سناٹے کا عالم تھا تو اس دوران ابوسفیان جو کہ ابھی کافر تھے اس نے اونچی آواز سے کہا:

أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ﷺ ...؟

''کیا لوگوں میں محمد ﷺ ہیں......؟''

ابوسفیان نے تین دفعہ یہی بول کہا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواب دینا چاہا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع کردیا، پھر اس نے کہا:

أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ ... ؟

''کیا لوگوں میں ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر صدیق موجود ہیں......؟''

ابوسفیان نے تین مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام لیا، لیکن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہے۔ پھر اس نے کہا:

أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ... ؟

''کیا لوگوں میں ابن خطاب یعنی عمر ہیں......؟'' ❶

ابوسفیان نے یہ بھی تین دفعہ کہا، لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف سے کسی قسم کا کوئی جواب نہ آیا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو ابوسفیان نے سمجھا کہ شاید یہ تینوں شہید ہو چکے ہیں۔ اس نے اپنے بت کے نام کا نعرہ بلند کیا اور کہا:

أُعْلُ هُبُلْ ...!

''ھبل اونچا ہو گیا''

یعنی ھبل بت جیت گیا، جونہی ابوسفیان کا یہ بول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں سے ٹکرایا، حالانکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام زخمی تھے، لیکن آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی غیرت نے خاموش رہنا گوارا نہ کیا، کیونکہ ابوسفیان توحید والوں کے مقابلے میں ھبل بت کو اونچا کرنا چاہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: أَلَا تُجِيْبُوْنَهُ ''اے میرے صحابہ! اب تم اسے جواب کیوں نہیں دیتے......؟ پہلے بات ہماری تھی، اب اللہ تعالیٰ کی توحید کی غیرت کا معاملہ ہے، اس کو جواب دو اور کہہ دو......!

اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلّ

''اللہ ہی بلند و بالا اور بزرگی والا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی جرأت کے ساتھ غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کے نام کو اونچا کیا اور مشرک کو منہ توڑ جواب دیا، لیکن ابوسفیان پھر بھی نہ رُکا اور اس نے کہا:

---

❶ یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ پرانا کافر بھی (حضرت ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) یہ سمجھتا تھا کہ پہلا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد درجہ خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے اور صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد درجہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ

''ہمارے پاس عزیٰ ہے، تمھارے پاس عزیٰ نہیں ہے''

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر کہا کہ اس کو جواب دو!

اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ

''اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمھارا مولیٰ نہیں ہے۔'' [1]

غیرت اور توحید بھرا بول سن کر ابوسفیان خاموش ہو گیا، پھر اس کے بعد اسے بتوں کے نام کو اونچا کرنے کی جرأت نہ رہی......

تو معلوم کیا ہوا......؟ جہاں اللہ کے مقابلے میں غیروں کے نام کو اونچا کیا جا رہا ہو تو وہاں پر اپنی غیرت کے مطابق روکنا، ٹوکنا اور بولنا ایمانی غیرت کا تقاضا ہے جو شخص اللہ کے نام کو نیچا دیکھ کر ٹس سے مس نہ ہو، اس کا دل نہ کُڑھے، اس کے چہرے پر غیظ وغضب کے اثرات نہ آئیں......تو ایسے بے غیرت اور بے حس کو کسی صورت بھی اللہ کی محبّت اور توحید کی لذت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اس کا اسلام بھی خطرے میں ہے۔

اے اللہ کے بندو......! آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے مصلحتوں کا شکار ہو کر، اپنے اپنے مفادات کے حصول کے لیے ہر جگہ اللہ کے نام اور اس کے قانون کو نیچا کر دیا ہے۔ خدارا......! اپنے دلوں میں اللہ کی توحید کی غیرت پیدا کریں، اللہ اس کی برکت سے دین و دنیا اور آخرت کی سب نعمتیں عطا کرے گا اور قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ اے لوگو......! اللہ کی قدر پہچانو......اس کی عزت......اور اس کے وقار کا پورا

---

[1] صحیح بخاری: 3039، صحیح ابن حبان: 4738

پورا لحاظ رکھو، اکثر لوگوں نے اللہ کی اس طرح عزت نہیں کی جس طرح اس کی شان کے لائق تھا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

''اور ان لوگوں نے اللہ کی ایسی قدر نہ کی جیسے قدر کرنی چاہیے اور (حال یہ ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے وہ پاک ہے اور بلند و بالا ہے ان لوگوں کے شرک سے۔''

جیسے کلا ''اللہ'' چاہے:

رسول اللہ ﷺ کی پوری سیرت اس بات پر شاہد ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اختیارات کے معاملے میں حد درجہ حسّاس اور غیرت والے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے اختیارات میں شرکیہ بُو رکھنے والا ایک حرف بھی سننا پسند نہیں کرتے تھے، بلکہ فوراً روک اور ٹوک دیتے تھے۔

امام ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا:

''ایسے ہی ہوگا جیسے اللہ نے چاہا اور آپ نے چاہا''

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بول سنا تو فوراً فرمایا:

أَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا ... ؟

''کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے......؟''

ایسے نہ کہہ...... بلکہ کہو! ماشاء اللہ وحدہ ''ایسے ہی ہوگا جیسے اکیلے اللہ

نے چاہا'' ❶

حضرات......! آپ اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اختیارات اور اس کی صفات کے معاملے میں کس قدر زیادہ حسّاس اور غیرت مند تھے۔ آج ہمیں بھی شرکیہ بول سن کر خاموش نہیں رہنا چاہیے، بلکہ جس قدر ممکن ہو فوراً اس کا رد کرتے ہوئے اپنی توحیدی اور ایمانی غیرت کا مظاہرہ کریں۔ اور قرآن بھی ہمیں یہی تلقین کرتا ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

''اور ان لوگوں نے اللہ کی ایسی قدر نہ کی جیسے قدر کرنی چاہیے اور (حال یہ ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے وہ پاک ہے اور بلند و بالا ہے ان لوگوں کے شرک سے۔''

دونوں صرف اللہ کی نشانیاں ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹے دیئے، لیکن وہ چھوٹی عمر میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جس روز ان کا انتقال ہوا، اللہ کا کرنا اسی روز سورج گرہن لگ گیا، عین وفات والے دن سورج بے نور ہوگیا اور پورا مدینہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوب گیا، کہنے والوں نے کہا: ہاں، ہاں......! یہ تو امام الانبیاء ﷺ کے بیٹے

❶ سنن نسائی الکبری: 10825، ابن ماجہ: 2117

کے غم میں بے نور ہوا ہے۔آج تو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کی وفات پر آسمان کا سورج بھی غمگین اور بے نور ہے۔ جب یہ بول رسول اللہ ﷺ تک پہنچے تو آپ نے اسی لمحے اس کی تردید فرمائی اور دوٹوک الفاظ میں اپنی توحیدی اور ایمانی غیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: میرے صحابہ، یادرکھو......!

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا [1]

”بلاشبہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں یہ کسی کی موت اور ولادت پر بے نور نہیں ہوتے، جب تم دونوں کو بے نور دیکھو تو اللہ کو پکارو اور نماز پڑھو۔“

ذی وقار سامعین حضرات......!

یہاں میرے ساتھ رُکیں اور اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات کے معاملے میں کس قدر زیادہ غیرت والے تھے کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سورج گرہن میرے بیٹے کی وفات پر ہوا ہے تو آپ خاموش نہیں رہے، حالانکہ آپ خاموش رہتے تو پورے عرب پر آپ کی دھاک بیٹھ جاتی اور ہر طرف آپ کی شان وشوکت کا چرچا شروع ہوجاتا کہ دیکھو......! کس قدر صاحبِ جلال اور باکمال نبی ہیں کہ ان کے بیٹے کی وفات کے غم میں آسمان کا سورج بھی بے نور ہوگیا......

نہیں،نہیں......! اللہ کے رسول ﷺ نے فوراً لوگوں کو منع کیا اور فرمایا

[1] صحیح البخاری:1060

سورج اور چاند یہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اور یہ صرف اور صرف اللہ کے حکم سے ہی بے نور ہوتے ہیں۔ کسی شخص کے آنے جانے اور وفات پانے کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح کی باتیں کرنے کی بجائے فادعوا اللہ ''اللہ کو پکارو'' اس کے حضور دعائیں کرو اور نماز پڑھو۔

حضرات......!

آج ہمیں بھی قدرت کی نشانیوں کا تعلق پیروں، فقیروں کے مرنے جینے کے ساتھ نہیں جوڑنا چاہیے، بلکہ تمام نشانیوں پر سارے کا سارا تصرف صرف اکیلے اللہ کا ہے، اسی کا نام بلند کریں اور اسی کی طرف نسبت کریں، یہی اللہ کے معاملے میں غیرت اور حمیت کا تقاضا ہے۔

غیب اکیلا اللہ جانتا ہے:

شادی کا موقع تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شادی میں تشریف لے گئے، بچیاں گیت گا رہی تھیں۔ جب انھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ کی شان میں مبالغہ کرتے ہوئے ازراہ محبت کہہ دیا:

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ

''اور ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کے بارے میں علم رکھتے ہیں۔''

حضرات......! توجہ فرمائیں کہ چھوٹی بچیاں تھیں اور انھوں نے کہا بھی محبت اور عقیدت میں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت نے یہ بول خوشی کے موقع پر ازراہِ محبت بھی گوارا نہ کیا اور فوراً ان کو روک دیا اور کہا: یہ بول نہ کہو......! پہلے والے گیت ہی پڑھتی رہو

لَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ ... ❶

''کل کے بارے میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا'' (اللہ اکبر)

سامعین کرام......!

آپ اس واقعہ سے باآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملے میں کس قدر زیادہ غیرت والے تھے۔خوشی کا موقعہ ہوتا یا غم کا آپ کسی صورت میں بھی اللہ کی توحید پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے جیسا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی وفات پر دوٹوک الفاظ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو روک دیا تھا اور یاد رکھو......! غمی خوشی دونوں موقعے شیطان کے داؤ لگانے کے ہوتے ہیں۔انسان عمومی طور پر ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی توحید کو پھلانگ جاتا ہے اور اس میں حد درجہ غفلت اور مداہنت آجاتی ہے۔

سجدہ صرف اکیلے اللہ کا حق ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے والہانہ عقیدت تھی اور اس حد تک تھی وہ آپ کو سجدہ کرنا چاہتے تھے اور ایک دو موقعوں پر تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اجازت بھی مانگ لی ،لیکن اللہ کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی حمیت اور غیرت دیکھیں کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حد درجہ سختی سے منع فرمادیا۔اس سلسلے میں دو صحیح واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں:

① ......مدینے کے انصار اونٹوں پر پانی لاد کر اپنے باغات کو سیراب کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک اونٹ نے سخت اَڑی کر لی اور وہ بپھر گیا۔انصاری صحابی

❶ صحیح بخاری:4697،5147

بہت پریشان ہوئے، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر اونٹ کی سرکشی کا تذکرہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے انصاری صحابی کے ساتھ چل دیئے اور جہاں اونٹ باندھا ہوا تھا وہاں تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ اونٹ بالکل کتے کی طرح ہو چکا ہے اور ہمیں تو یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ کہیں وہ رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور نہ ہوجائے، لیکن رسول اللہ ﷺ میں ہمت اور جرأت کا عالم یہ تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کہہ دیا کہ کوئی مسئلہ نہیں، آپ پریشان نہ ہوں، چنانچہ

فَلَمَّا نَظَرَ الْجَمَلُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَقْبَلَ نَحْوَهُ وَخَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ سَاجِدًا [1]

"جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کی طرف آیا اور آکر آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا۔" (اللہ اکبر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ ماجرا دیکھ کر ششدر و حیران رہ گئے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول......! یہ بے عقل ہے اور اس نے آپ کو سجدہ کیا ہے، ہم تو صاحبِ عقل ہیں کیا ہم بھی آپ کو سجدہ نہ کریں......؟ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اجازت دینے کی بجائے اپنی توحیدی غیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے صحابہ!

لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ [2]

"کسی انسان کے لائق نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔"

---

[1] مسند احمد: 12614

[2] مسند احمد: 12614

ان تمام واقعات سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کے معاملے میں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کے معاملے میں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملے میں انتہا درجے کے غیرت مند تھے۔ کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کی ہتک کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ آج ہمارے ہاں بڑے بڑے مذہبی لیڈر صرف اور صرف اپنے مفادات اور عہدوں کو بچانے کے لیے بعض بھری مجلسوں میں ایسے خاموش رہتے ہیں گویا کہ ان کو کوئی سانپ سونگھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذات کے معاملے میں غیرت عطا فرمائے۔ آمین!

قیس بن سعد اور معاذ رضی اللہ عنہما کو سجدہ سے منع کرنا:

آج کل ہمارے ہاں سر عام درباروں، مزاروں اور قبروں پر سجدے کیے جاتے ہیں اور کوئی ان جاہلوں کو روکنے، ٹوکنے اور منع کرنے والا نہیں...... ہر دوسرا شخص اللہ کے معاملے میں حد درجہ بے حس ہو چکا ہے۔ ایک دفعہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ ، فَقُلْتُ : رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهُ . قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّيْ أَتَيْتُ الحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنْتَ يَارَسُوْلَ اللهِ ! أَحَقُّ أَن نَسْجُدَ لَكَ ، قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا . قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا[1]

---

[1] سنن ابی داود: 2140

''کہ میں حیرہ نامی جگہ گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ میں حیرہ گیا تھا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ اے اللہ کے رسول! اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بھلا بتا کہ اگر تو میری قبر پر گزرتا تو کیا اسے سجدہ کرتا؟ میں نے کہا: نہیں! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو ایسا نہ کرو۔''

اس حدیث سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے حقوق کے معاملے میں اور اس کی توحید کے معاملے میں کس قدر حساس اور غیرت مند تھے۔ اور اسی طرح ابوداود شریف میں ایک صحیح حدیث ہے کہ لاعلمی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً دیکھتے ہوئے منع کیا اور فرمایا: بالکل بھی ایسے نہ کیا کرو...... راوی کا بیان ہے کہ

لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ ﷺ . قَالَ: مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ ؟ قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبِطَارِقَتِهِمْ . فَوَدِدْتُ فِيْ نَفْسِيْ أَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا تَفْعَلُوْا [1]

''جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو انھوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! یہ کیا؟ انھوں نے کہا: میں شام گیا تو میں نے

[1] سنن ابن ماجہ: 1853؛ صحیحہ: 1203، ابن حبان: 4171؛ ارواء الغلیل: 55-56/7

وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ مجھے اپنے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ (تعظیم اور احترام کا) یہ طریقہ اختیار کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم (یہ کام) نہ کرو۔"

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اللہ کی توحید کے معاملے میں حمیت اور غیرت سے مالا مال کرے تا کہ ہم جہاں کہیں شرک کے چور دروازے دیکھیں تو کم از کم دلائل کی رُو سے ان کو بند کرنے کی کوشش کریں۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے پچاس دن تک بائیکاٹ:

رسول اللہ ﷺ صرف دشمنوں کے مقابلے میں غیرتِ دینی کا اظہار نہیں فرماتے تھے، بلکہ دوستوں سے بھی اگر کوئی ایسی حرکت ہو جاتی جس میں احکامِ الٰہیہ کی ہتک ہوتی۔ آپ اس پر بھی اظہارِ غیرت سے باز نہ رہتے...... جیسا کہ عام لوگ اپنے دوستوں کی خطرناک غلطی کو خاموش رہتے ہوئے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ معروف اور جلیل القدر صحابی ہیں وہ کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے، لیکن نہ چاہتے ہوئے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے جس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت پچاس دن تک ان کے ساتھ بائیکاٹ کیے رکھا یہ صرف اور صرف آپ کی غیرتِ دینی ہی تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعب رضی اللہ عنہ کے بارے کہا:

أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ

"کہ اس شخص نے سچ بولا ہے پس تو کھڑا ہو جا یہاں تک اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی فیصلہ کرے۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فَلَبِثْنَا عَلٰى ذَالِكَ خَمْسِيْنَ

لَيْلَةً پچاس دن ہم اسی طرح ہی رہے کہ مدینے بھر میں کوئی ہم سے کلام تک نہیں کرتا تھا...... پھر اس کے بعد قرآن پاک میں ان کی توبہ نازل ہوئی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ [1]

اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی چوری کی ہوتی......تو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی حدود کے معاملے میں اس قدر غیرت والے تھے کہ بڑی سے بڑی سفارش کی بھی پروا نہیں کیا کرتے تھے۔ شاید آپ کو یاد ہوگا کہ جب بنو مخزوم قبیلے کی عورت نے چوری کی تو انھوں نے بطورِ سفارش حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیرت اور جلال میں آ گئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسامہ جیسے پیارے کی سفارش کو رد کرتے ہوئے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا:

وَ أَيْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا [2]

''اگر میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔''

ان تاریخ ساز الفاظ کی روشنی میں آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر انصاف پسند اور غیرت والے تھے

انتقام صرف اللہ کے لیے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیئس سالہ سیرت کا مطالعہ کیا جائے...... دورِ مکی ہو یا

---

[1] صحیح البخاری:4418

[2] صحیح مسلم:4410

مدنی ...... ایک بات خوب نمایاں نظر آتی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ذات کے معاملے میں بہت زیادہ حسّاس اور انتہائی غیرت رکھنے والے تھے ...... جب کبھی اور جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کی شان اور مقام اور اس کی حدود اور حرمات کے متعلق ہتک آمیز رویہ اختیار کیا جاتا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً سختی سے نوٹس لیتے ہوئے انتقامی کارروائی کرتے ...... پوری زندگی میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کبھی غفلت اور مداہنت نہیں کی۔

عفیفۂ کائنات ...... صدیقہ امت، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی دینی غیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں:

وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، مگر جب اللہ تعالیٰ کی حدود اور حرمت کی پامالی کی جائے۔''

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وَاللّٰهِ ! مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتَى عَلَيْهِ قَطُّ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ [2]

''کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی بھی معاملے میں انتقام نہیں لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حرمت کو پامال کیا جاتا اور آپ انتقام لیتے۔''

---

[1] صحیح مسلم: 4294

[2] صحیح البخاری: 6288

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی سے آپ اچھی طرح جان چکے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی توحید...... اور اس کی حدود کے معاملے میں کس قدر زیادہ غیرت والے تھے...... اپنی ذات کے بارے میں کمی بیشی تو برداشت کر لیتے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کے معاملے میں کسی صورت بھی، کسی قسم کی کوئی کمی برداشت نہیں کیا کرتے تھے۔

امام معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی غیرت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی گلستانِ محمدیہ کے چمکتے دمکتے پھول ہیں۔ سب کی خوشبو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے لیکن اللہ کی قسم......! مجھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت ہے۔ اس محبّت کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان ہے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا: اے معاذ......! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبّت کرتا ہوں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو دل ایمان کی تازگی سے باغ باغ ہو جاتا ہے۔ آپ قرآن کے قاری ہی نہیں، کردار کے غازی بھی تھے۔ آپ کی سیرت پر میرا مستقل جمعہ کتابوں میں موجود ہے۔ [1] لیکن آج میں آپ کے سامنے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دینی غیرت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے معاملے میں اور اس کے احکامات کے نفاذ کے معاملے میں کس قدر غیرت مند تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، کیونکہ یمن کے دو حصے تھے، ایک پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے حصے پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

---

[1] منہاج الخطیب: 240

کو مقرر کر دیا اور آپ کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں کہ لوگوں کو دین کے قریب کرنا، محبت اور شفقت سے پیش آنا، لوگوں کے لیے مشقتیں کھڑی نہ کرنا، چنانچہ وہ دونوں نہایت ہی جذبے اور شوق سے لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دے رہے تھے اور کبھی کبھار آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات بھی ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاقے کے پاس سے گزرے۔ جب وہ ان کی ملاقات کے لیے گئے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس عجیب منظر دیکھا۔ لوگ ان کے ارد گرد جمع ہیں اور ایک شخص کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے ابوموسیٰ! یہ کون ہے......؟ کہا: یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گیا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جلال میں آکر فرمانے لگے: اس بدبخت نے مرتد ہو کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: لَا أَنْزِلُ حَتّٰی یُقْتَلَ، میں اس وقت تک اپنی سواری سے نیچے نہیں اتروں گا جب تک اس کی گردن کو تن سے جدا نہیں کر دیا جائے گا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: آپ تشریف لائیں، بیٹھیں، اس بدبخت کو قتل کرنے کے لیے ہی لایا گیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالکل نہیں......! پہلے اسے تم قتل کرو، چنانچہ اس مرتد کو قتل کیا گیا پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے اترے۔ [1]

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کی ذات، اللہ کی حدود اور اللہ کے دین کے معاملے میں کس قدر غیرت مند تھے......؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک بیٹھنا گوارا نہیں کیا جب تک اللہ کے باغی کی گردن کو تن سے جدا نہیں کر دیا گیا۔

---

[1] صحیح بخاری: 4341

پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حال احوال کے بعد سب سے پہلا سوال یہ کیا: اے ابوموسیٰ......! آپ کی قرآن کی تلاوت کی کیا ترتیب اور کیا شیڈول ہے......؟ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: معاذ میں وقفے وقفے سے پڑھتا رہتا ہوں...... جیسے ہی مصروفیت سے فارغ ہوتا ہوں تو قرآن کی تلاوت شروع کر دیتا ہوں...... تلاوت کا کوئی ایک خاص ٹائم نہیں ہے بار بار پڑھتا رہتا ہوں۔

اور یہی سوال ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کر دیا کہ آپ کی تلاوتِ قرآن کی روٹین کیا ہے......؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُوْمُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِى مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللهُ لِيْ [1]

''رات کے پہلے حصے میں سوتا ہوں اور جب اٹھ کھڑا ہوتا ہوں تو میں نے اپنی نیند کا ایک حصہ پورا کر لیا ہوتا ہے پھر میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں جو اللہ نے میرے نصیب میں لکھی ہے۔''

ذی وقار سامعین کرام......!

اس طرح کے درجنوں واقعات سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں کہ اللہ کے رسول اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور اسی طرح اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملے میں بہت زیادہ حمیت اور غیرت رکھتے تھے...... ان کے نزدیک سب سے زیادہ قدر و قیمت والی محبوب ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے...... ان پاکباز ہستیوں نے ہر مجلس، ہر محفل، ہر مقام اور ہر موڑ پہ اللہ کے نام کو اونچا کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی قیامت تک کے لیے ان لوگوں کے ناموں کو روشن

[1] صحیح البخاری: 4341

کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اس پُرفتن دور میں اپنی ذات کے معاملے میں حد درجہ حسّاس اور غیرت مند بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے میں غیرت

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ [1]

''آپ کے رب کی قسم......! وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے آپس کے اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے دل وجان سے خوب مان لیں۔''

[1] النساء:65

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتّقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرة وامامنا فی الجنة، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے اونچا درجہ امام اعظم، امام معصوم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ...... آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مرتبے کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم عملی میدان میں دیکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں ہماری غیرت بالکل ختم ہوتی جا رہی ہے...... اپنے گھر کی معمولی باتوں پر اور اپنے ذات کے مسئلہ میں ہم فوراً غیرت میں آجاتے ہیں...... غصے سے سٹپٹا اٹھتے ہیں...... ہمارے گھر اور ہماری ذات کے خلاف اگر کوئی بات ہو تو ہم فوراً اس سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن کتنے ظلم کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق ہماری محبّت صرف دعووں کی حد تک ہے، عملی طور پر ہم بالکل صفر ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی ذات، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

حدیث اور سنّت کے معاملے میں غیرت مند ہیں تو پھر ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور بات کی موجودگی میں غیروں کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی......؟ بیعت کا معنیٰ ہے اپنے آپ کو بیچنا، کلمہ پڑھنے کے بعد بھی......اتباعِ سنّت کا عہد کرنے کے بعد بھی ہم دردر پر اپنے آپ کو کیوں بیچتے ہیں......؟ اگر ہم واقعۃً امام اعظم ﷺ کی ذات کے بارے میں غیرت مند ہیں تو پھر ہمیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لینے کے بعد...... آپ کے ہاتھوں اپنے آپ کو بیچ دینے کے بعد کسی دوسرے، تیسرے اور چوتھے کی بیعت نہیں کرنی چاہیے۔

اور اسی طرح اگر ہم امامِ معصوم ﷺ کی ذات کے بارے میں غیرت مند ہیں تو پھر ہم نے اپنی نسبت کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توڑ کر غیروں کے ساتھ کیوں جوڑا......؟ ہم خود کو محمدی کیوں نہیں کہلواتے......؟ ہمارے معاشرے میں جتنی مذہبی نسبتیں ہیں وہ بالکل بھی درست نہیں......خاندانی اور علاقائی نسبت کا اگرچہ جواز موجود ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبّت اور غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ سب نسبتوں کو چھوڑ کر اپنی نسبت مدینے کے امام، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جوڑی جائے۔

ہم الحمد للہ......!

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پیار کرتے ہیں لیکن حنفی نہیں کہلواتے

ہم الحمد للہ......!

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پیار کرتے ہیں لیکن مالکی نہیں کہلواتے

ہم الحمد للہ......!

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پیار کرتے ہیں لیکن شافعی نہیں کہلواتے

ہم الحمدللہ......!

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پیار کرتے ہیں لیکن حنبلی نہیں کہلواتے

ہم الحمدللہ......!

پیر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے پیار کرتے ہیں لیکن قادری نہیں کہلواتے

اس کی صرف اور صرف وجہ یہی ہے کہ ہم نے تو اپنی مذہبی نسبت امام الانبیاء ﷺ کو چھوڑ کسی دوسرے نبی کی طرف نہیں کی......امّتی کی طرف کیسے کر سکتے ہیں......؟

ہم اللہ کے فضل وکرم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پیار تو کرتے ہیں لیکن موسوی نہیں کہلواتے...... ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیار تو کرتے ہیں لیکن عیسائی نہیں کہلواتے، اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم جس طرح اللہ تعالیٰ کے معاملے میں غیرت مند ہیں، اپنے گھر چار دیواری کے معاملے میں غیرت مند ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی ذات کے معاملے میں بھی ہماری غیرت یہی ہے کہ ہم نہ غیروں کی طرف مذہبی نسبتیں کرتے ہیں کہ غیروں کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہیں اور نہ ہی قرآن وحدیث کے بعد کسی چیز کو ہم دین کا حصہ سمجھتے ہیں اور ہمیں اس بات پر پورا یقین ہے کہ دین اور رسول کے معاملے میں ہماری یہ غیرت ہمیں اللہ کی رحمت اور اس کی جنّت کا مہمان بنا دے گی۔ ان شاءاللہ

آج ہم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ انھوں نے دین کے معاملے میں ہر مسئلے کے لیے الگ الگ پیشوا بنا رکھے ہیں۔

عقیدے کا امام اور ہے......

اور فقہ کا اور......

روح کا امام اور......

اور فروع کا امام کوئی اور......

لیکن اللہ کی توفیق سے ہمارا سر شکر اور فخر کے ساتھ اللہ کے سامنے بلند ہے

کہ ہمارے عقیدے کے امام، امام الانبیاء ﷺ ہیں......

ہماری فقہ کے امام بھی امام الانبیاء ﷺ ہیں......

ہماری روح اور فروع کے امام بھی امام الانبیاء ﷺ ہیں......

ہماری امیری غریبی کے امام بھی امام الانبیاء ﷺ ہیں......

ہماری صبح کے امام بھی امام الانبیاء ﷺ ہیں......

ہماری شام کے امام بھی امام الانبیاء ﷺ ہیں......

ہماری زندگی کے لمحہ لمحہ کے امام صرف آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں اور صرف دنیا میں ہی نہیں، بلکہ ہماری آخرت اور ہماری جنّت کے امام بھی امام الانبیاء ﷺ ہیں۔

سامعین کرام......!

آج میں آپ کے سامنے یہی بات بیان کرنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات......آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت اور حدیث کے معاملے میں اپنے اندر غیرت پیدا کریں۔

......☆ جو شخص حدیث کے مقابلے پر کسی دوسرے کو پیش کرے

......☆ جو شخص سنّتِ رسول ﷺ کا مذاق اڑائے

یا جو شخص حدیث اور سنّت کے آجانے کے بعد ایسی بات کہے یا لکھے کہ حدیث تو ٹھیک ہے لیکن یہ میرے مذہب کے خلاف ہے...... یہ میرے امام کے قوا

کے خلاف ہے...... یہ میری فقہ کے خلاف ہے میں اسے نہیں مانتا، تو ہمارا ایسے شخص کے ساتھ بیزاری کا اعلان ہے...... مقامِ رسول ﷺ اور حدیثِ رسول کا حیا نہ کرنے والا کسی صورت بھی ہماری چاہتوں اور محبتوں کا حقدار نہیں ٹھہر سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں اللہ کی غیرت:

جب ہم رسول اللہ ﷺ کی ذات اور بات کے متعلق غیرت کی بات کرتے ہیں تو قرآن پاک سے کئی ایک آیات ہمارے سامنے آتی ہیں کہ جب کسی نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے سامنے ذرہ بھر چوں چراں کی تو اللہ تعالیٰ نے بڑی غیرت کے ساتھ جواب دیتے ہوئے قرآن پاک کو نازل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی غیرت کو دیکھنے کے لیے تین آیات پر غور فرمائیں:

1.. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ [1]

"اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو کہ کہیں تمھارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر تک نہ ہو۔"

اس آیت کی تفسیر میں آپ علمائے امت کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لیں، اس

[1] حجرات: 2

آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی ذات کا حیا کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اپنی آوازوں کو پست رکھنے کا حکم ہے اسی طرح جس جگہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث آجائے......رسول اللہ ﷺ کی سنّت کسی مسئلے کی حیثیت کو واضح کردے، پھر وہاں کوئی شخص اپنے کسی امام، پیر یا محلے کے مولوی کی آواز کو اونچا کرنے کی کوشش کرے تو عین ممکن ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے ایمان کو ہی ضائع کردے......استغفر اللہ

اللہ کی قسم......! اس وقت معاشرے میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو عشقِ رسول ﷺ کے تو بہت بلند و بالا دعوے کرتے ہیں مگر عملی طور پر رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کو ٹھکراتے ہیں اور عملی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی صریح سنتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی ذات کے معاملے میں بہت غیرت والے ہیں۔

2 .. فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ [1]

”آپ کے رب کی قسم......! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے آپس کے اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے دل وجان سے خوب مان لیں۔“

[1] النساء:65

اس آیت کی تفسیر تو درکنار الفاظ میں ہی ایک غیرت بھرا جلالی انداز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے ایمان کو ٹھکرا دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سنّت کے مقابلے میں کسی دوسرے کو پیش کرتے ہیں۔ اس وقت لوگوں نے اپنے اپنے پیشوا...... اپنے اپنے پیر اور بزرگ اپنی نگاہوں میں بڑے بنا رکھے ہیں، ان کی بات کو ہی حرفِ آخر سمجھا جاتا ہے چاہے ان کی بات کا ایک ایک حرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سنّت کے خلاف ہو...... وہ اپنے بزرگوں کی باتوں کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں، ان کے سامنے اگر صحیح البخاری کی روایت بھی رکھی جائے تو وہ یہ کہہ کر مسترد کر دیتے ہیں کہ ہمیں تمھاری بخاری کی ضرورت نہیں، ہمیں جو ہمارے بزرگوں نے کہہ دیا وہی کافی ہے.......... انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ صورتِ حال نہایت خطرناک ہے۔ جس آیت کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اگر اس آیت کے شانِ نزول پر غور کیا جائے تو مسئلے کی نزاکت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگر کسی کھیت کی نالی کے معاملے میں بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت کا پاس نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ غیرت میں آکر ایمان کو برباد کر دیتے ہیں ...... چہ جائیکہ عقائد کے معاملے میں...... نماز کے معاملے میں...... اور دین کے اہم معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو اہمیت نہ دی جائے۔

صحیح البخاری میں اس آیت کا شانِ نزول کچھ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک شخص سے ندی کے پانی کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ [1]

[1] صحیح البخاری: 4585؛ صحیح مسلم: 2357

''اے زبیر تم اپنے کھیتی کو پانی دے لیا کرو، پھر پانی اپنے پڑوسی کی طرف بھیج دو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث جب دوسرے انصاری نے سنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کو قبول کرنے کی بجائے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فیصلے کو حرفِ آخر سمجھنے کی بجائے اس نے کہا: یہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لیے اس کے حق میں یہ فیصلہ دیا۔ انصاری کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور اسی درمیان اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت کو نازل کیا۔ اس واقعہ سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ بھی کس قدر غیرت والا ہے۔

3 .. وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا [1]

''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول اس کے معاملے میں فیصلہ کر دیں تو اس کے لیے اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی نہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے تو وہ کھلم کھلا گمراہ ہو گیا۔''

اس آیت کا انداز بھی اسی حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور باتِ کے معاملے میں بہت زیادہ غیرت والے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث، سنّت اور امر کا حیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سرے سے ان کا

[1] الاحزاب:36

ایمان ہی قبول نہیں کرتے۔ اور ایک تفسیر کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی سیّدہ اُمیمہ کی بیٹی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے کو قدرے ناپسند کیا...... اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھائیوں نے بھی اس رشتے کو دل کی کشادگی سے قبول نہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ہاشمی قریشی خاندان کی تھیں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اصل میں تو عربی ہی تھے لیکن ان کو بچپن میں زبردستی پکڑ کر بطورِ غلام بیچ دیا گیا تھا۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زید رضی اللہ عنہ کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہبہ کر دیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور پھر ان سے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ارادہ فرمایا...... سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اونچے خاندان سے تھیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ غریب بھی تھے اور ان پر غلامی کا دھبہ بھی تھا۔ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو دل سے قبول نہ کیا اور اپنے خدشات ظاہر کیے تو اللہ تعالیٰ نے فوراً آیت نازل فرمادی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا [1]

اس آیت کی روشنی میں یہ بات کان کھول کر سن لیں کہ ہمارے جتنے ائمہ کرام گزرے ہیں انھوں نے یہ بات علی الاعلان کی ہے کہ وسائل کی کمی کی وجہ سے تمام احادیث ہم تک نہیں پہنچ سکیں...... اگر ہمارے جانے کے بعد ہماری کوئی بات رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے خلاف ہو تو ہمارے فتوے اور بتائے ہوئے مسئلے کو دیوار پر دے مارنا اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو اپنے گلے کی مالا بنالینا...... کسی

[1] الاحزاب: 36 اس آیت کی روشنی میں تفسیر احسن البیان دیکھ لیں

بھی امام یا کسی بھی بزرگ عالم نے زندگی بھر کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ میری بات رسول اللہ ﷺ کے ہم پلہ ہے...... سارے کا سارا قصور بعد والے متعصب مقلدین کا ہے کہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو تو چھوڑ دیا لیکن اپنی فقہ اور اپنے امام کی بات کو نہ چھوڑا اور اپنی کتابوں میں تعصب کی انتہا کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ حدیث تو ٹھیک ہے لیکن ہم پر امام کی تقلید واجب ہے...... حدیث تو صحیح ہے لیکن ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ کے بندو......! کیا حدیث کے خلاف بھی کوئی مذہب ہوتا ہے......؟ کہاں چلی گئی ہماری غیرت......؟ ہم ایسی باتیں لکھتے اور کرتے کیوں نہیں شرماتے اور پھر ظلم در ظلم یہ ہے کہ زبان درازی کرتے ہوئے اہل حق کو غیر مقلد ہونے کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ یاد رہے......! حدیث رسول آجانے کے بعد کسی دوسرے کی بات کو قبول کرنا یا اہمیت دینا ہی کھلم کھلی گمراہی ہے اور اسکے بعد ایمان بھی خطرے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے معاملے میں غیرت والا بنادے۔ آمین ثم آمین!

اسی آیت کی روشنی میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک صحابی سے رشتہ طلب کیا تو وہ اپنی اہلیہ سے مشورہ کرنے چلے گئے۔ ان کی بیوی نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا ہم اپنی بیٹی کا رشتہ جلیبیب کو کبھی نہیں دیں گے......قریب ہی ان کی بیٹی یہ باتیں سن رہی تھی۔ جب اس کا باپ اٹھ کر جانے لگا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی پسند اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے معاملے میں بڑی جرأت اور غیرت والی بات کرتے ہوئے کہا کیا تم رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ٹال رہے ہو......؟

مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے کردو۔ اللہ مجھے ضائع نہیں کرے گا، اللہ اکبر...... آج جو لوگ برادری کے بت پوجتے ہیں ان کی دینی غیرت اور اسلامی غیرت کہاں ہیں...... وہ دین کی بنیاد پر رشتہ داریاں کیوں نہیں کرتے......؟

جایئے......! تاریخ کا مطالعہ کیجیے کہ شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی برکتیں نازل فرمائیں کہ پورے مدینے میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کا خود غیرت میں آنا:

جس طرح اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور بات کے معاملے میں نہایت غیرت والے ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہٹ دھرموں کے بارے میں خوب غیرت کا اظہار کیا کرتے تھے جب وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو ٹھکرا کر غرور کا مظاہرہ کرتے۔ ان واقعات میں سے ایک واقعہ پر ہی غور کر لیں تو بات سمجھ آجائے گی۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اکوع رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک واقعہ بتایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: كُلْ بِيَمِيْنِكَ ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھا'' اس شخص نے آگے سے تکبر اور اعراض کرتے ہوئے کہا: مجھ سے نہیں کھایا جاتا، پھر آپ نے بھی غیرت میں آکر یہی فرما دیا کہ تو کھا بھی نہ سکے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب اترا کہ پھر وہ ساری عمر اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ لے جا سکا۔ [2]

---

[1] مسند احمد: 4/422 ؛ صحیح مسلم: 2472 ؛ سنن کبریٰ امام نسائی: 8246

[2] صحیح مسلم: 2021

آج ہم کئی لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہیں تو مسلمان لیکن بڑی جرأت اور ڈھٹائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا انکار کر دیتے ہیں...... ساری زندگی ان پہ عمل نہیں کرتے...... بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور یہ سراسر ہلاکت کی راہ ہے۔

غیرت میں آ کر بھتیجے سے بول چال بند کر دی:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایمان میں اپنی مثال آپ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاہت اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے مقابلے میں ان کے ہاں کسی دوسرے کی کوئی اہمیت نہیں تھی، حتی کہ وہ بڑی بڑی رشتہ داریوں کو بھی رسول اللہ ﷺ کی سنّت اور حدیث پر قربان کر دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بھتیجا ان کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا تو اس نے ہاتھ کی انگلی سے کنکری پھینکی۔ ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور ساتھ دلیل بھی دی کہ

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔''

اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے نہ تو اس سے شکار ہو سکتا ہے، نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے، بلکہ یہ تو دانت کو توڑ دیتی ہے اور آنکھ کو پھوڑ دیتی ہے۔ بھتیجے نے حدیث رسول کی پروا نہ کی۔ دوبارہ پھر کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے غیرت میں آ کر اپنے سگے بھتیجے کو مخاطب کیا اور کہا:

أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا ثُمَّ عُدْتَّ

تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا [1]

''میں تجھے حدیث بیان کرتا ہوں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے، تو پھر کنکری پھینک رہا ہے، تجھ سے ہمیشہ ہمیش کے لیے کبھی بات نہیں کروں گا۔''

اس حدیث سے آپ اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے معاملے میں کس قدر غیرت مند تھے......؟ سگا بھتیجا جب باز نہ آیا اور اس نے دوبارہ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے مخالفت کی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کلام تک کرنا بھی پسند نہ کیا...... اور یہ اللہ کے لیے محبّت اور اللہ کے لیے نفرت کی ایک نادر مثال ہے۔ اور اس طرح کی ڈھیروں مثالیں کتبِ احادیث میں موجود ہیں ۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ آمین!

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی غیرت:

آج ہم بیٹا بیٹا کہہ کر اپنے بیٹے کی زندگی برباد کر لیتے ہیں۔ چھوٹی عمر میں بچے بُری سے بُری حرکت بھی کریں تو ہم ان کو روکنے ٹوکنے اور سخت سزا دینے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں حتیٰ کہ بیٹا نافرمانی وبغاوت کا دلدادہ ہوجاتا ہے اور جب پھر پانی حد سے کراس کر جائے تو ہم بچے کے لیے مولویوں سے تعویذ لینے شروع کر دیتے ہیں...... یاد رکھو! اس طرح اولاد کبھی نہیں سدھرتی ۔ پہلے دن سے اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کا پابند بنائیں اور جب وہ دین کے کسی معاملے کا استہزا کریں یا کسی مسئلے کا انکار کریں تو سختی سے نوٹس لیتے ہوئے بیزاری کا اظہار کریں۔

[1] صحیح البخاری:5479

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے امام سالم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن والد گرامی نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَمْنَعُوْا نِسَآئَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا

''تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، جب وہ اس کی طرف جانے کی اجازت طلب کریں۔''

والد گرامی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زبان سے جب میرے بھائی بلال نے یہ حدیث سنی تو وہ آگے سے کہنے لگے: وَاللهِ لَنَمْنَعُهُنَّ ''اللہ کی قسم! ہم انھیں ضرور ضرور منع کریں گے، ہم بالکل بھی عورتوں کو مسجد نہیں جانے دیں گے۔ جب والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بلال سے یہ جملہ سنا تو غیرت سے بھڑک اٹھے اور

فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ

''اور اس کو اس قدر سخت برا کہا کہ ان کو اس جیسا برا کہتے ہوئے میں نے کبھی نہیں سنا۔''

اور بعض روایات میں آتا ہے، سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ والد محترم نے اس کے سینے پر مُکا دے مارا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور تم آگے سے کہتے ہو کہ ہم انھیں ضرور منع کریں گے۔ [1]

اس مسئلے کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ عورتوں کا مسجد میں جانا رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے شروع ہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہماری شریعت نے صرف عورتوں کے بن سنور کر نکلنے کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ باقی رہا مسئلہ مساجد میں نماز یا جمعہ کے لیے جانا یا عیدگاہ میں نمازِ عید کے لیے جانا تو اس سلسلے میں

---

[1] صحیح مسلم:442

رسول اللہ ﷺ کی درجنوں احادیث موجود ہیں کہ عورت مسجد اور عیدگاہ میں جا سکتی ہے۔ لیکن نہایت افسوس اور ظلم کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں متعصب لوگوں کا ایک طبقہ ابھی بھی موجود ہے جو عورتوں کو علی الاعلان مساجد اور عیدگاہ میں جانے سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ اس بات کو نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حج تمتع کرنا جائز ہے......؟ (حج تمتع کا مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کا مہمان عمرہ کر کے احرام کو کھول دے اور پھر دوبارہ آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے)

آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ہاں جائز ہے! سوال کرنے والے نے کہا: آپ کے والد گرامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس سے منع کیا کرتے تھے۔ [1] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی یہ بات سن کر جلال میں آ گئے اور حدیثِ رسول اور سنّت رسول کے معاملے میں اپنی غیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمانے لگے:

أَمْرُ أَبِي يُتَّبَعُ أَمْ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ [2]

''میرے باپ کے حکم کی پیروی کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی؟''

وہ کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ کے حکم کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس پھر بات ختم۔

---

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر لوگ حج کے ساتھ ہی عمرہ کر کے واپس چلے گئے تو کہیں بیت اللہ کی رونق میں فرق نہ آ جائے اس لیے وہ حج کے ساتھ عمرہ کے معاملے میں سختی فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی نیت کی جزا عطا فرمائے لیکن اس کا جواز رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں موجود ہے اور یہ جواز قیامت تک رہے گا۔

[2] جامع ترمذی: کتاب الحج باب ما جاء فی الجمع بین الحج والعمرۃ۔

ذی وقار سامعین حضرات......!

جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو بھی پیش نہیں کیا جاسکتا تو پھر کسی عام اُمّتی اور امام کی حیثیت کیا ہے......؟

خدارا...... اللہ کے لیے اپنے اندر سنّتِ رسول ﷺ کی پیروی کی غیرت پیدا کریں جہاں پر صحیح حدیث اور صحیح سنّت موجود ہو وہاں کسی دوسرے کے قول اور عمل کو پیش نہ کیا کریں۔

امام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غیرت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی شخص دین، شریعت یا حدیث کی مخالفت کرے تو اس کو اچھے اخلاق سے سمجھانا چاہیے لیکن بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں غیرت کا اظہار کرنے اور سختی سے روکنے میں ہی فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور بالخصوص جب مخالفت کرنے والا نہایت ڈھٹائی کے ساتھ حدیثِ رسول کی نافرمانی کرے...... ہمارے ہاں آج بھی اکثر دیہاتوں میں اور شہروں میں گم شدہ چیزوں کا اعلان کیا جاتا ہے یا خرید وفروخت کی چیزوں کا اعلان کیا جاتا ہے جب کہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے سراسر منافی ہے۔

حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

سَمِعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَجُلًا يَنشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ وَسَبَّهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا كُنْتَ فَحَّاشًا يَا ابْنَ مَسْعُوْد قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِذَالِكَ [1]

---

[1] صحیح ابن خزیمہ: 2/273، رقم: 1313، مسند البزار: 5/268، حدیث: 1883

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنا۔ پس وہ بہت غضبناک ہوئے اور برا بھلا کہا۔ ایک آدمی نے ان کو کہا: اے ابن مسعود! تم برا کہنے والے سخت گو تو نہیں تھے۔ آپ نے فرمایا: ہمیں اسی کا حکم دیا جاتا تھا۔''

حضرت امام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آخری الفاظ پر غور فرمائیں کہ کنا نؤمر بذالك ''کہ ہمیں اسی کا حکم دیا جاتا'' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فرمان کی مخالفت دیکھتے تو اسی طرح غیرت میں آجایا کرتے تھے اور کبھی کبھار ان کے جذبات بھی قابو میں نہ رہتے۔

آج حد درجہ بے حمیتی کی بات ہے کہ ہم دن رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغاوت اور مخالفت دیکھتے ہیں لیکن ہمارے اندر غیرت نام کی کوئی چیز نہیں...... کہ ہم کسی کو روکیں...... یا کم از کم اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی غیرت:

ایک دفعہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی کہ حیا ساری کی ساری خیر ہے۔ حیا کے ہر پہلو کو اختیار کرنے والا بھلائی اور عافیت میں رہتا ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سننے کے بعد بشیر بن کعب کہنے لگے کہ ہم بعض کتابوں اور حکمت کی باتوں میں یہ بھی پاتے ہیں کہ حیا، وقار اور سکینت ہونے کے ساتھ ساتھ کمزوری بھی ہے۔

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے جب یہ کمزوری والی بات سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیا کو خیر کہہ رہے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا کمزوری بھی ہے۔

فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ

''حضرت عمران غیرت اور غضب میں آ گئے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔''

اور کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بات کر رہا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ حیا خیر ہی خیر ہے تو تو پھر حیا کمزوری نہیں ہو سکتی۔ [1]

آج بھی کئی نوجوان سائنس کی باتیں کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کے مقابلے میں سائنسی تحقیقات کو ترجیح دیتے ہیں یہ بھی ایمان سے ہاتھ دھونے والی بات ہے کہ آج کا مسلمان ایک کافر سائنسدان کی بات پر تو یقین کر لیتا ہے لیکن جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھا اور جس رسول ﷺ پر ڈائریکٹ اللہ کی طرف سے وحی اترتی تھی اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرتے تھے...... ایسے معصوم اور پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتا ہے...... کس قدر ظلم اور ناانصافی کی بات ہے۔

یاد رکھیں......!

سائنس کی تحقیق اور تھیوری آئے دن بدلتی رہتی ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کل بھی سچے تھے آج بھی سچے ہیں اور قیامت تک کے لیے سچے رہیں گے۔

---

[1] صحیح مسلم:37

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی غیرت:

قرآن کی روشنی میں اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطابق خطیب کے لیے یہی بات نمونہ ہے کہ وہ کھڑا ہو کر جمعے کا خطبہ پڑھائے بلا وجہ یا کوئی بہانہ ڈھونڈ کر بیٹھ کر خطبہ دینا خلاف سنّت ہے اور جب حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے خلافِ سنّت حرکت دیکھی تو کیسے غیرت سے بھڑک اٹھے۔

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ صحابیٔ رسول کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوئے تو انھوں نے منبر پر حضرت عبدالرحمن بن امّ الحکم کو دیکھا کہ وہ خطبہ دے رہا ہے، لیکن خطبہ بیٹھ کر دے رہا ہے، جو کہ خلافِ سنّت ہے، خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے، جبکہ انھوں نے بیٹھے دیکھا.......... تو غیرت میں آ کر کہنے لگے:

أُنْظُرُوْا إِلَى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا [1]

''اس گندے کی طرف دیکھو کہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔''

جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا [2]

''اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تمھیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔''

---

[1] صحیح مسلم: 864

[2] جمعہ: 11

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان نے واضح کر دیا کہ جو شخص بلا وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کے خلاف عمل کرے وہ خطیب نہیں خبیث ہے۔

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ کی غیرت:

جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور بات کے معاملے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی غیرت دیکھتے ہیں تو مارے شرم کے آنکھیں اوپر نہیں اٹھتیں کہ وہ لوگ جس قدر زیادہ حدیثِ رسول کے معاملے میں غیرت مند تھے ہم اسی قدر غافل اور متساہل ہیں کسی بڑے معاملے میں حدیث رسول کی مخالفت تو درکنار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سنّتِ رسول کے خلاف انگلی کا ایک اشارہ بھی گوارہ نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے، توانھوں نے ایک شہزادے کو منبر پر جمعہ پڑھاتے ہوئے دیکھا، تو وہ دورانِ جمعہ اپنے دونوں ہاتھوں کو منبر پر لہرا رہا تھا، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت یہ ہے کہ صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ جب حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے جوش خطابت میں اس کی یہ حرکت دیکھی تو فوراً غیرت کی رگ بھڑک اٹھی اور بغیر کسی چیز کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے:

قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ [1]

''اللہ ان دونوں ہاتھوں کو تباہ کرے۔''

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہادت کی انگلی سے زیادہ اشارہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

---

[1] صحیح مسلم: 874

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لیے بڑا سبق ہے جنھوں نے پورے دین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا اور صحابی نے ایک انگلی کا زائد اشارہ کرنے پر بھی غیرت میں آتے ہوئے سخت بددعا دی کہ اللہ تیرے ان ہاتھوں کا ستیاناس کرے تو رسول اللہ ﷺ کی سنّت کی مخالفت کیوں کرتا ہے

اللہ کی قسم......! میں اسے نہیں اٹھاؤں گا:

ہمارے ہاں اکثر لوگ ایسے ہیں جو ساری زندگی تقاریر سنتے رہتے ہیں...... خطباتِ جمعہ سنتے رہتے ہیں اور اکثر دروس میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ لیکن اس سب کچھ کے بعد بھی وہ گناہوں سے باز آتے ہیں نہ ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بغاوت سے رکتے ہیں...... قرآن کی آیت اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے معاملے میں ان کے اندر ذرّہ بھر بھی غیرت نہیں ہوتی...... جب کہ اسی تناظر میں اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل پر بھی کس قدر غیرت مند تھے...... ہزاروں کا نقصان برداشت کر لیتے تھے لیکن حدیثِ رسول کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابی کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلال میں آکر اسے خود اتارا اور اس کو پھینک دیا اور ساتھ فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہو......؟ سونے کی انگوٹھی یہ مرد کے لیے آگ کا انگارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ یہ فرما کر چلے گئے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس شخص کو کہا: اب تم اس گری پڑی انگوٹھی کو اٹھا لو اور اس کو بیچ کر فائدہ وغیرہ حاصل

کر لینا.....قربان جائیں صحابی رضی اللہ عنہ کے ایمان پر اور ان کی غیرت پر فرمانے لگے:

وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهُ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ [1]

''اللہ کی قسم.....! میں اس انگوٹھی کو کبھی نہیں اٹھاؤں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینک دیا۔''

سامعین کرام.....!

کاش! کہ ہمارے اندر بھی ایسی غیرت اور جذبہ پیدا ہو جائے، بلکہ صحیح البخاری میں دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی آتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ انگوٹھی پہن کر پھینک دی تھی اور فرمایا تھا میں آج کے بعد کبھی نہیں پہنوں گا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی انگوٹھیاں بازاروں میں فروخت نہیں کیں..... یا اپنی عورتوں کو نہیں دیں، بلکہ حدیث کے الفاظ میں ان کی غیرت اور جذبہ اطاعت کی ایسی خوشبو آتی ہے کہ کوئی شخص ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا..... جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پھینکی

فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ [2]

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔ اللہ اکبر

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ دس روپے کی سی ڈی نہیں توڑتے..... گھروں میں پڑے ہوئے آلاتِ موسیقی کبھی نہیں پھینکتے..... حتی کہ بڑے بڑے دیندار لوگ بھی بیاہ منگنی کے موقع پر اپنے بچوں کو سونے کی انگوٹھی پہناتے ہیں اور منع

[1] صحیح مسلم:2595

[2] بخاری:7298

کرنے پر جواب ملتا ہے کہ قاری صاحب......! ناک بھی رکھنا پڑتا ہے۔ انا اللہ

اور اسی طرح اسی غیرت کا مظاہرہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بھی کیا۔

صحیح البخاری میں ایک روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن ابی یعلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں موجود تھے اور انھوں نے پانی طلب کیا تو ایک مجوسی نے ان کو چاندی کے پیالے میں پانی لا دیا۔

فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ [1]

جب اس نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پیالہ رکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پیالہ پھینک مارا۔ اور فرمایا: میں نے اس کو پہلے بھی کئی دفعہ منع کیا تھا لیکن یہ باز نہیں آیا ہمارے پیارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے سے منع فرمایا تھا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ سونے چاندی کے برتن غیر مسلموں کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہوں گے۔

سامعین کرام......!

ان واقعات سے آپ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل کرنے کے معاملے میں کس قدر زیادہ غیرت مند تھے...... آج ہمارے ہاں یہ جذبہ اور غیرت نظر نہیں آتی...... صرف جذباتی اور زبانی دعوے ہیں جو کہ دنیا اور آخرت میں کسی کام کے نہیں

تو اس قابل ہے کہ تجھے قید کر دیا جائے:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح تابعین ومحدثین بھی رسول اللہ ﷺ کی

---

[1] صحیح البخاری:5426

ذات اور بات کے معاملے میں بہت زیادہ غیرت مند تھے اور غیرت مند ہونا بھی چاہیے، کیونکہ غیرت ہی اصل محبّت ہے اور غیرت ہی سے سچی نسبت اور چاہت کا پتہ چلتا ہے۔ ایک دفعہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر قربانی کے اونٹ کی کوہان پر زخم کر کے وہاں اس کا خون مل دیا تھا کہ تا کہ ہر کسی کو معلوم ہو کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔ اس کو اشعار کہتے ہیں...... امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا تھا ایک شخص آگے سے کہنے لگا: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خیال کے مطابق تو یہ جائز نہیں ہے وہ تو اسے "مثلہ" کہتے ہیں۔ اس سے تو جانور کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ غیرت میں آ گئے اور فرمانے لگے: میں تیرے سامنے نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کر رہا ہے۔ لہٰذا تو اس قابل ہے کہ تجھے قید کر دیا جائے اور جب تک تو توبہ نہ کرے اس وقت تک تجھے رہا نہ کیا جائے۔ [1]

میری مجلس سے اٹھ جاؤ:

ایک محدث درسِ حدیث دے رہے تھے، تو حدیث آئی کہ رسول اللہ ﷺ کدو کو بہت پسند کرتے تھے...... ان کی مجلس میں بیٹھا ایک شخص کہنے لگا: مجھے تو کدو بالکل بھی پسند نہیں۔ محدث امام جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے: میں تیرے سامنے رسول اللہ ﷺ کی پسند پیش کر رہا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں کہہ رہا ہے کہ مجھے پسند نہیں...... میری مجلس سے اٹھ......! ورنہ میں اس تلوار سے تیری گردن اتار دوں گا...... اللہ اکبر

اور اسی طرح کے بے شمار واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم

---

[1] تحفۃ الاحوذی: 1/23ح1

کی سیرت میں موجود ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اور تم آگے سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قول پیش کرتے ہو۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اللہ کے عذاب میں آجاؤ۔ [1]

اللہ کے بندو......!

رسول اللہ ﷺ کی حدیث آجائے تو پورا جگ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر ہی عمل کرنا چاہیے......تعصب کی عینک اتار کر اور اپنے دل میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سنّت کی قدر و قیمت اور غیرت پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی سنّت کے معاملے میں غیرت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

هذا ما كان عندی

والله تعالى اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

☆ ❋ ☆ ❋ ☆ ❋ ☆ ❋ ☆

[1] المعجم الاوسط:21 ؛ شرح معانی الآثار:3872 ؛ حجۃ الوداع:ابن حزم:1/ 339

آوارہ نظر کی تباہ کاریاں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ [1]

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔"

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ [2]

"اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو ان میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔"

---

[1] النور:30

[2] النور:31

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے آج میں جس موضوع کو بیان کرنا چاہتا ہوں مجھے اس موضوع پر قرآن وحدیث کے دلائل پیش کرنے سے قبل اس بات کا بہت زیادہ احساس ہو رہا ہے کہ مجھے یہ موضوع بہت پہلے بیان کر دینا چاہیے تھا، بلکہ اس موضوع کو بار بار بیان کر دینا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ موضوع اس قدر اہم ترین ہے کہ اس کو سنے سمجھے اور اس پر عمل کیے بغیر کوئی بھی مسلمان اپنے اسلام اور ایمان کی تاثیر اور مٹھاس محسوس نہیں کر سکتا...... اس موضوع کا نام ہے ''آنکھ کی حفاظت''

ذی وقار سامعین کرام......!

آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نہایت خوبصورت اسلوب اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ [1]

---

[1] البلد:8

"کیا ہم نے انسان کو دو آنکھیں نہیں دیں......؟" اور دوسرے مقام پر اسی نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [1]

"اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہم کچھ نہیں جانتے تھے اور تمھارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنایا تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں اپنے بندوں کے سامنے واضح کردیا کہ تمھیں ہم نے آنکھوں جیسی نعمتیں اس لیے نہیں دی کہ تم بے غیرت اور دیوث بن جاؤ بلکہ ہم نے تو یہ نعمتیں اس لیے دی ہیں کہ تم ان کے ساتھ اللہ کی قدرت کے مناظر دیکھو......عبرت والے مقامات پر غور کرو اور اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے
مگر تجھے اندھا کیا رنگ و بُو نے

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت زیادہ مقامات پر آنکھوں والوں کی اس طرف توجہ کروائی ہے کہ ان کے ساتھ قدرت کے نظارے کرو۔ زمین وآسمان کے نظام کو دیکھو اور نشانِ عبرت بننے والوں کو دیکھ کر اللہ کی نافرمانی سے باز آجاؤ......

[1] النحل:78

قرآن پاک نے کئی بار فرمایا ہے:

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ❶

''غور سے دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا......؟''

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا ❷

''کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی کو ہانکتے ہیں، پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں۔''

......اور کہیں فرمایا:

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ❸

''کیا پس تم اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہو، کیسے اس کو پیدا کیا گیا ہے......؟

اس کی تخلیق اور بناوٹ قدرت کا کیسا عجوبہ ہے، بلکہ مجھے یاد آئے امام ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سعودی عرب کے ایک بڑے نیک عالم دین گزرے ہیں، ان سے کسی نے پوچھا: مفتی صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو آنکھیں دے دے تو آپ سب سے پہلے کس چیز کو دیکھنے کی خواہش کریں گے......؟ فرمانے لگے: اونٹ......

سائل نے پوچھا: وہ کیوں......؟ فرمانے لگے: کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ اللہ تعالیٰ کتنے پیارے انداز میں فرماتے ہیں:

---

❶ آل عمران:137

❷ السجدہ:28

❸ الغاشیہ:17

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ

بہر صورت آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ان سے صرف وہی کچھ دیکھنا چاہیے جو ہمارے ایمان میں اضافہ کرے اور ہمیں اللہ کے قریب کردے اور اگر ان آنکھوں کو آوارہ چھوڑ دیا جائے، دل و دماغ کی طرف جانے والے یہ دونوں دروازے کھول دیئے جائیں تو انسان کا روحانی و جسمانی طور پر ستیاناس ہو جاتا ہے اور اس کے دونوں جہان برباد ہو جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیتے ہوئے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ مخاطب نہیں کیا، بلکہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الصِّیَامُ

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں''

یہ حکم جہاں مردوں کے لیے ہے وہاں عورتوں کے لیے بھی ہے۔ اسی طرح آپ دیگر احکامات کو دیکھ لیں مردوں اور عورتوں کو الگ الگ حکم نہیں دیا، لیکن جب آنکھوں کے احکامات بیان فرمائے، جب نظر کی حیا کی بات کی، جب نگاہوں کی غیرت کا معاملہ آیا، تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو الگ حکم دیا اور عورتوں کو الگ خطاب کیا اور کیا فرمایا......؟ ذرا غور فرمائیں......!

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ذٰلِكَ اَزۡكٰی لَهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ [1]

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی

[1] النور:30

حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔"

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ [1]

"اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو ان میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔"

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کہہ رہے ہیں کہ اگر دل میں ایمان کی رتی ہے تو اپنی آنکھوں کو جھکا لو۔ جب تمھارے سامنے غیر محرم عورت یا کوئی حیاسوز منظر آجائے تو اپنی نگاہوں کو پست کر لو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو...... ذالك ازكى لهم یہ عمل تمھاری زندگی، تمھاری موت اور تمھاری آخرت کو پاکیزہ کر دے گا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہاں ازکی کا معنی ہے...... "انفع" آنکھوں کا جھکانا تمھیں دونوں جہانوں میں بہت نفع دے گا...... "اطیب" آنکھوں کی پستی تمھارے دونوں جہانوں کو پاک صاف اور پاکیزہ بنائے گی اور آیت کے آخر میں فرمایا: تمھاری آنکھیں جس طرح اٹھتی ہیں اور جو کچھ دیکھتی ہیں اللہ تمھاری آنکھ کے ایک ایک اشارے سے اچھی طرح واقف ہے۔

[1] النور: 31

سامعین کرام......!

ہمارے دین اسلام میں نظر کی حفاظت کی اس قدر اہمیت ہے کہ عورتوں اور مردوں کو الگ الگ اس کا حکم دیا گیا ہے اور اسی عمل کو پاکیزگی کا راز قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن پاک کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نگاہیں جھکانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الْفَجْأَةِ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِيْ [1]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (غیر محرم عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا۔ پس آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نگاہ کو پھیر لوں۔"

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ اچانک غیر محرم عورت پر نگاہ پڑ جائے تو اس کو فوراً پھیر لینا فرض ہے۔ بصورت دیگر انسان سخت گنہگار ہے۔

غیر محرم کی طرف دوبارہ نہ دیکھ:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ اے علی!

لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةُ [2]

---

[1] صحیح مسلم: 2159

[2] ابوداود: 2149، جامع ترمذی: 2773

''نظر کے پیچھے نظر نہ لگا، کیونکہ تیرے لیے پہلی (معاف) اور دوسری تیرے لیے (معاف) نہیں ہے۔''

اس حدیث نے بھی واضح کر دیا کہ ٹکٹکی باندھ کر یا بار بار غیر محرم عورت یا حیا سوز مناظر کو دیکھنا منع ہے اور جو شخص اس سے باز نہیں آتا وہ حرام کا مرتکب اور گنہگار ہے۔

گلی بازار میں نگاہ کو جھکا کے رکھو:

بالخصوص گھر سے باہر نکلتے ہوئے اپنی نگاہ پر مضبوط پہرہ رکھنا چاہیے اور اگر بوجہ مجبوری گلی بازار میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر باتیں کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو راستے کا حق ہے کہ مسلمان اپنی نگاہ کو نیچا رکھے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گلی بازار میں کھڑے ہو کر باتیں کرنے کو ناپسند فرمایا تو ہم نے کہا: اللہ کے رسول......! ہماری مجبوری ہے، ہمارے ہاں گھروں میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم وہاں مجلسیں قائم کریں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر آسانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اگر تم گلی، بازار یا چوکوں چوراستوں میں گفت وشنید سے باز نہیں آسکتے تو پھر راستے کو اس کا حق دو اور اس کا پہلا حق یہی ہے غَضُّ الْبَصَرِ ''نگاہ کو نیچا رکھنا'' [1]

کیا آج ہمارا اس حدیث پر عمل ہے......؟ عموماً گلی محلوں میں دیکھا گیا ہے کہ نوجوان چوکوں چوراستوں میں ٹولیاں بنا کر کھڑے ہوتے ہیں اور وہ ہر گزرنے والی عورت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے جہاں کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں وہاں وہ

---

[1] صحیح مسلم: 2161

راستے کا حق بھی غصب کر جاتے ہیں۔

آنکھ نکال دے تو کوئی حرج نہیں:

کبھی کبھار جب ہم کسی آبادی یا گلی سے گزر رہے ہوتے ہیں تو بعض گھروں کے دروازے کھلے ہوتے ہیں...... یا چھت پر چڑھتے ہوئے ہمسایوں کے گھر پر نظر پڑتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی صورت میں بھی کسی غیر کے گھر پر نظر ڈالنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، کیونکہ گھروں میں اکثر خواتین پردے کو ہٹائے ہوئے بے تکلفی سے کام کاج میں مصروف ہوتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس مسئلے میں اس قدر غیرت اور غصے کا اظہار فرمایا کہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ [1]

"اگر کسی بھی شخص نے تیری اجازت کے بغیر تجھ پر جھانکا اور تو نے اس پر کنکر پھینکتے ہوئے اس کی آنکھ کو پھوڑ دیا تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔"

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیروں کے گھروں میں جھانکنے سے اس لیے منع کیا ہے کہ سو فیصد خدشہ ہے کہ نگاہ کسی حرام چیز پر واقع نہ ہو جائے اور جو شخص ایسے گھروں میں جھانکے جس میں خواتین بھی موجود ہوتی ہیں تو اس کا گناہ اور زیادہ سخت ہے۔

لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اگر کسی گھر کا دروازہ کھلا ہوا نظر

---

[1] صحیح مسلم: 2158

آ جائے تو بڑے بڑے دیندار لوگ بھی اس گھر میں نظر گھمائے بغیر نہیں گزرتے جو کہ شرافت، غیرت اور تقویٰ کے سراسر خلاف حرام عمل ہے۔

آنکھوں کا زنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ آدم کے بیٹوں کا زنا سے بچنا بہت ہی مشکل ہے وہ کچھ نہ کچھ زنا سے حصہ پا ہی لیتے ہیں۔

اَلْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ [1]

''آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔''

یعنی جب آدمی غیر محرم عورت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہوتا ہے وہ اس وقت آنکھوں کا زنا کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی نگاہیں بدی اور اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں لگی ہوتی ہیں...... اور اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ...... اس وقت آنکھوں کا زنا عام ہے۔ بڑے بڑے سمجھدار اور مذہبی لوگ بھی اخبارات اور ٹی وی کے آگے بیٹھے ہوئے غیر محرم عورتوں کی تصاویر سے اپنے دل کو بہلاتے رہتے ہیں یا انجانے میں بار بار دیکھتے رہتے ہیں اور پھر یہی غفلت اولاد میں منتقل ہوتی ہے جس کی وجہ سے پورا خاندان آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن کسی کو خبر تک نہیں ہوتی۔

اللہ کے بندو......!

مسلمان کی نگاہ کا اس کی زندگی اور آخرت پر بہت گہرا اثر ہے...... نگاہ کا معاملہ زندگی موت سے زیادہ اہم اور خطرناک معاملہ ہے اور ہم تو پوری دیانتداری

---

[1] صحیح مسلم: 2657

سے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے نوجوان کو اللہ تعالیٰ کا سچا مجاہد سمجھتے ہیں جو اپنی نگاہ کو ہر قسم کی آوارگی، بے راہ روی اور فحاشی سے بچا کر رکھتا ہے۔

آیئے......!

میں آپ کے سامنے نہایت سنجیدگی سے نظر کی حفاظت کے فوائد بیان کروں اور اس کے ساتھ ساتھ آوارہ نظر کی تباہ کاریاں بھی بیان کردوں تاکہ کل قیامت کے روز آپ کے پاس یہ عذر نہ رہے کہ ہم تک اللہ تعالیٰ کے دین کی یہ باتیں کسی نے نہیں پہنچائی تھیں۔

نظر کی حفاظت کے فوائد:

نظر کی حفاظت اور اپنی نگاہ کو محرمات سے بچانے کے فوائد اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو کسی ایک کتاب میں جمع کیا جا سکتا ہے نہ ہی کسی ایک مجلس میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس مبارک عمل کے فوائد وہی شخص سمیٹ سکتا ہے اور صرف وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اپنانے کی توفیق عطا کر دی ہے، کیونکہ اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی مومن بھی اپنی نگاہ نہیں جھکا سکتا۔ اس حمام میں بڑے بڑے دیندار بھی ننگے ہی نظر آتے ہیں...... بہر صورت ہم نہایت اختصار کے ساتھ نظر کی حفاظت کے سات اہم فوائد ترتیب سے بیان کرتے ہیں، ان کو اچھی طرح ذہن نشین فرما لیں۔

①......اللہ تعالیٰ سے رابطہ:

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنی نظر میں حیا پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے

اپنی نگاہ کو جھکا کر رکھتا ہے، ایسے شخص کی کال فوراً اللہ تعالیٰ سے مل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اس عمل پر بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

احادیث میں موجود ہے کہ جب بھی کوئی بندہ اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلتا ہے، اپنی شہوت کو چھوڑتا ہے، اپنے ناپاک جذبات پر قابو رکھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

أُنْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِيْ كَيْفَ صَبَرَ لِيْ نَفْسَهُ [1]

میرے بندے کی طرف دیکھو......! اس نے کس طرح میرے لیے اپنے نفس کو روکے رکھا۔"

سامعین کرام......!

اگر مندرجہ بالا حدیث پر پوری توجہ سے غور کیا جائے تو ایک مومن کا ایمان تازہ ہوجاتا ہے کہ جیسے ہی اس نے اللہ کی خاطر اپنے بُرے جذبات کو کنٹرول کیا...... اپنی شہوت کو چھوڑا، کسی غیر محرم عورت کا بیمار نظر اور آوارہ نگاہ سے پیچھا نہ کیا یا اس نے حیا سوز مناظر اور محرّمات سے دل کے چاہنے کے باوجود اپنی نگاہ کو پھیر لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں: اے میرے فرشتو، میرے بندے کی طرف دیکھو......! اس نے مجھے بِن دیکھے میری خوشنودی کے لیے اپنی شہوت کو چھوڑ دیا ہے...... اللہ اکبر

اور بعض روایات میں ہے میرے بندے کو دیکھو کہ میرا بندہ کیسے نیکی کی راہ میں نکلتا ہے اور يَخَافُ مِنِّيْ وہ مجھ سے ڈرتا ہے...... وہ میری حیا کرتے ہوئے میری فرمانبرداری اور اطاعت میں رہتا ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد: 1203 ؛ سلسلہ صحیحہ: 3478،41

کیا کسی بھی مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی کا مقام ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنا بندہ کہے اور پھر فرشتوں کو اس کے نیک عمل کی طرف متوجہ کرے اور امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحیح حدیث کو نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ لِشَابٍ لَا صَبْوَةَ لَهُ [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے نوجوان پر خوش ہوتے ہیں جس کی جوانی میں نادانی نہیں ہوتی۔''

بلکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی اطاعت کرتے ہوئے شرم وحیاء سے چلتا ہے اور محرّمات کے سامنے آجانے پر اپنی نگاہ کو جھکا لیتا ہے...... کسی بھی نوجوان کے لیے اس سے بڑھ کر بھی کوئی سعادت ہوسکتی ہے......؟

یاد رکھو......!

اس وقت چونکہ وحی کا سلسلہ بند ہے شاید آپ نے اس حقیقت کو فراموش کردیا ہو کہ اب بھی ایسے باحیا اور باکردار نوجوان موجود ہیں کہ جب اپنا قدم گلی ،بازار میں رکھتے ہیں تو ان کی چال کو دیکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں...... بلکہ قرآن کا مطالعہ تو یہاں تک بیان کرتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک نگاہ جھکا کر شرم وحیا سے چلنے والی نیک عورت کی چال کو بھی قرآن پاک کی آیتوں میں بیان کیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَجَآءَتْهُ إِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ: 2843

جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ❶

''ان میں سے ایک عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی۔ موسیٰؑ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لئے پانی پلایا تھا اس کی تم کو اُجرت دیں۔ جب وہ اُن کے پاس آئے اور اُن سے اپنا ماجرا بیان کیا تو اُنہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کرو۔ تم ظالم لوگوں سے بچ آئے ہو۔''

• یادرکھو......!

آج اگر چہ وحی کا سلسلہ بند ہے۔ ہمیں کسی بات کی خبر نہیں ہوتی لیکن اللہ کی عزت کی قسم...... ! ایسے خوش نصیب نوجوان اور ایسی غیرت مند بچیاں اللہ کی زمین پر موجود ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے منہ کے ایک ایک بول کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں کر دے۔ آمین!

②......فتنوں سے پاک زندگی:

اس وقت یورپ نے مسلمانوں میں نیٹ موبائل سمیت ایسی ایسی سہولیات عام کردی ہیں کہ جن کے استعمال میں اگر احتیاط نہ برتی جائے تو انسان کا ایمان اور اسلام برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور یہی صورتِ حال اس وقت 90 فیصد مسلمانوں کی بن چکی ہے کہ وہ دن رات انٹرنیٹ اور فیس بک کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں، ان کے سامنے کسی غیر محرم عورت کی تصویر کا آنا ان کے لیے قابل نفرت نہیں، بلکہ باعثِ لذت عمل بن چکا ہے اور زندگی میں اکثر فتنوں کا آغاز نگاہ کی آوارگی سے شروع ہوتا

❶ قصص:25

ہے اور پھر انسان کا پورا وجود فتنوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔

اس وقت آنکھ کا سب سے بڑا شکر بھی یہ ہے اور عالمِ کفر کو ان کے تمام منصوبوں میں ناکام کر دینے کا سب سے پہلا حل بھی یہی ہے کہ جب بھی نگاہ کے سامنے حیا سوز سین، تصاویر اور مناظر آئیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی نظر کو جھکا دیا جائے۔ اسی طرح گلی محلے میں چلتے ہوئے کسی بھی عورت کو...... چاہے وہ بے پردہ آوارہ ہو...... یا باپردہ شریف عورت ہو...... دیکھتے ہوئے فوراً اپنی نگاہ کو نیچا کر لینا چاہیے۔ اس کا دوسرا سب سے بڑا فائدہ زندگی میں یہ حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے پاکباز اور باحیا انسان کی زندگی کو تمام چھوٹے بڑے فتنوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں اور قرآن پاک بھی یہی کہتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ [1]

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔''

اس آیت میں ''ازکیٰ لھم'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جو لوگ حیا کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی نظروں کو جھکا لیتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی زندگی کو فتنوں سے پاک کر دیتے ہیں۔

ہم اللہ کے فضل سے بڑی جرأت اور بصیرت کے ساتھ دوٹوک الفاظ میں

---

[1] النور:30

یہ بات بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اپنے جوان بچوں اور بچیوں کو مخلوط ماحول سے جس قدر ممکن ہے بچا کر رکھو۔ وگرنہ وہ دن دور نہیں کہ آپ کی عزت اور غیرت کا جنازہ آپ کی نگاہوں کے سامنے نکل جائے گا لیکن اس وقت کچھ آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مخلوط ماحول نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کس قدر حساس اور خطرناک موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا تھا...... اللہ ہی کا فضل تھا کہ وہ نظروں کو جھکا گئے اور فوراً اپنی زبان سے پکار اٹھے: مَعَاذَ اللهِ ''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں'' وگرنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مخلوط ماحول میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے بچیاں شرم وحیا اور غیرت کے تمام تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے اس قدر آوارہ ہو جاتے ہیں کہ عزت اور غیرت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام مخلوط ماحول کے شر سے بچنے کے لیے جیل چلے گئے اور بہت رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٤﴾ [1]

''یوسف نے دعا کی کہ پروردگار جس کام کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اس کی نسبت مجھے قید پسند ہے اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف

[1] یوسف: 33-34

مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں میں داخل ہو جاؤں گا تو خدا نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان سے عورتوں کا مکر دفع کر دیا۔ بے شک وہ سننے (اور) جاننے والا ہے۔''

اللہ کی رحمت، نیک دعاؤں کی قبولیت اور پاکیزہ جذبات کی برکت نے بالآخر حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح کے فتنے سے بچا لیا اور ان کے سر پر نبوت کے ساتھ ساتھ مصر کی سلطنت کا تاج بھی سجا دیا گیا...... وگرنہ اس وقت ہمارے ملک میں مخلوط ملازمت، مخلوط تعلیم اور مخلوط ماحول نے جس قدر غیرت اور شرم وحیا کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اس سے ہر غیرت مند پریشان ہے۔

3...... مٹھاس بھری زندگی:

نظر کو جھکانے کا تیسرا اور اہم ترین فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے خوش نصیب کی زندگی کو عبادات کی مٹھاس اور حلاوت سے مالا مال فرما دیتے ہیں۔ جس نگاہ میں حیا ہو ایسے شخص کے دل میں نرمی ہوتی ہے اور یادِ الٰہی پہ اس کی آنکھیں سیلاب کے پانی کی طرح بہہ پڑتی ہیں۔ اس موضوع پر کئی ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بھی موجود ہیں کہ جن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کو خوش کرنے کے لیے غیر محرم عورت کو دیکھ کر اپنی نظر کو جھکا لیتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے عوض میں اس کے دل میں مٹھاس پیدا فرما دیتے ہیں جس کو وہ محسوس کرتا ہے[1]...... اس موضوع پر اکثر روایات اگرچہ سمجھ کے اعتبار سے درجہ صحت تک نہیں پہنچتیں لیکن تجربات کی روشنی میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جیسے عارف باللہ اولیائے کرام نے اس حقیقت کو جگہ جگہ تحریر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نگاہ جھکانے والے خوش نصیب مسلمان کی زندگی کو عبادت کی حلاوت اور مٹھاس سے بھر دیتے ہیں۔ اس کو اللہ

---

[1] مسند احمد: 22278

کے ذکر اور اس کی یاد میں وہ مزا اور نشہ حاصل ہوتا ہے جو بادشاہوں کو محلات میں بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اس لیے تو قرآن کہتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ❶

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔''

ازکٰی لھم کا ایک مطلب مفہوم ''اَحلٰی لَهُمْ'' بھی ہوسکتا ہے کہ جو مومن اللہ کی رضا کے لیے اپنی نگاہوں کو جھکاتے ہیں اللہ ان کی زندگی کو مٹھاس کے ساتھ بھر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انھی خوش نصیبوں میں کر دے۔ آمین!

ایک نوجوان کو کسی بزرگ عالم دین نے کہا کہ جب بھی کوئی شخص بدنظری کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی سزا ضرور ملتی ہے۔ ایک مرتبہ حرام پر نظر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل پر ایک کالا دھبہ لگ چکا ہے اور جو لوگ مسلسل بد نظری کا شکار رہتے ہیں تو ان کے دل کالے سیاہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو بڑی بڑی خطرناک سزائیں دیتا ہے...... جب آوارہ نوجوان نے اللہ والے سے یہ باتیں سنیں تو کہتا ہے: اَنْتَظِرُ عِدَّةَ اَيَّامٍ وَلَمْ يُصِبْ بِشَيْءٍ ''میں کئی دن انتظار کرتا رہا، مجھے کوئی سزا نہ پہنچی...... جب کئی دن گزر گئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ

---

❶ النور:30

میں اپنے اللہ کی نافرمانیاں بھی کرتا ہوں اور میری کبھی پکڑ بھی نہیں ہوئی، جبکہ مولانا صاحب فرماتے تھے کہ بدنظری کرنے والے کو سزا ضرور ملتی ہے...... ابھی میں اسی سوچ میں مست تھا کہ میرے دل و دماغ میں ایک خیال چھا گیا کہ کوئی کہنے والا مجھے کہہ رہا ہے: اے اللہ کے بندے! کیا یہ سزا تیرے لیے تھوڑی ہے کہ اللہ پاک نے تجھ کو عبادات اور مناجات کی لذت سے ہی محروم کر دیا ہے اور اس دنیا میں کسی شخص کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی سزا نہیں ہو سکتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو عبادت کی لذت سے محروم کر دے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک اللہ والے نے ایک نوجوان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے بیٹے! اپنی نظر پر پہرہ مضبوط رکھ! جس طرح ایک لقمہ حرام کھانے سے کئی دنوں کی عبادت برباد کر دی جاتی ہے اسی طرح ایک دفعہ کی بدنظری کئی دنوں کی عبادت سے لذت اور حلاوت کو ختم کر دیتی ہے...... اللہ اکبر

④......توفیق اور نور کے سب دروازوں کا کھلنا:

انسان میں اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز صلاحیتیں رکھ دی ہیں اور اسلام دنیا کا واحد دین ہے جو تمام انسانی صلاحیتوں کو اجاگر کرتا ہے اور ہمارے دین میں ایسے شخص کے لیے نور اور توفیق کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنی آنکھوں پر پہرہ مضبوط کر لے اور ان میں حیا پیدا کر لے۔

بڑے بڑے ذہین فطین صرف اور صرف ایک خامی کی وجہ سے ساری زندگی ناکام رہے، ان کی نگاہ آوارہ تھی اور ان کے زندگی کے کسی فیصلے اور معاملے میں اللہ کی توفیق اور مدد شامل حال نہیں تھی۔ کسی اللہ والے نے کیا خوب کہا ہے کہ جو شخص

مسلسل چالیس دن تک اپنی نگاہ پر پہرہ مضبوط کر لے......ان کو دائیں بائیں محرمات کی طرف نہ اٹھنے دے...... ایسے شخص پر اکتالیسواں دن بعد میں آتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی زبان پر علم وحکمت کے چشمے پہلے جاری فرما دیتے ہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اولیائے کرام میں سے ایک اللہ کے نیک ولی کا قول نقل کیا ہے کہ

مَنْ حَفِظَ بَصَرَهُ أَوْرَثَهُ اللّٰهُ نُوْرًا فِيْ بَصِيْرَتِهِ [1]

''جو اپنی نگاہ کی حفاظت کرتا ہے اللہ اس کی فہم وفراست میں نور پیدا کر دیتا ہے۔''

اور بلاشبہ اس بات کا تجربہ کیا گیا ہے کہ نگاہ کی آوارگی نحوست، شہوت پرستی اور گناہوں کا باعث بنتی ہے......زندگی کی روشن راہوں کو بھی تاریک کر دیتی ہے...... انسان کا قلب وسینہ بُری طرح میلا ہو جاتا ہے......اور جب نگاہ پاک رہے اور مکمل کنٹرول میں رہے تو جہاں قلب وسینہ روشن ہوتے ہیں وہاں زندگی کا ایک ایک لمحہ ایمان کی روشنی سے جگمگا اٹھتا ہے اور انسان اپنے ہر طرف نور ہی نور محسوس کرتا ہے اور جب وہ کسی معاملے میں اپنی رائے یا اپنے محتاط اندازے کو ظاہر کرتا ہے تو وہ سو فیصد سچا نکلتا ہے اور اسی کو فہم وفراست اور بصیرت کا نور کہتے ہیں اور یہی وہ خاص قوت و توفیق ہوتی ہے جو نگاہ کی طہارت سے انسان کو عطا کی جاتی ہے۔

5......آخرت کا روشن ہونا، جنّت کا حاصل ہونا:

آسمانی کتابیں اور اہل علم کی شہادتیں اس بات پر گواہ ہیں کہ جس شخص کی نگاہیں محرمات کو دیکھتے ہی جھک جاتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دونوں جہانوں میں

---

[1] تفسیر ابن کثیر: 43/6

اونچا کر دیتا ہے۔ دنیا و آخرت کی کوئی سعادت و کامیابی اس سے پیچھے نہیں رہتی...... موت بھی اعلیٰ اور قبر بھی پُر نور...... اور اس کے ساتھ ساتھ قیامت والے دن ایسے باحیا مسلمان کے لیے سب سے چھوٹی شاباش یہ ہو گی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔

بخاری شریف میں مشہور و معروف حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سات خوش نصیب ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔ ان میں سے

رَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ [1]

''ایسا شخص جس کو عہدے اور حسن کی مالکہ نے دعوتِ گناہ دی لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا۔''

معنی یہ ہے کہ کسی آوارہ عورت نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور اس کو بدی، بدکاری کا پورا موقع مہیا کیا لیکن اس نے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنی نگاہوں کو جھکا لیا، اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کی ہولناکیوں میں اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔

اور اسی حدیث میں ایک دوسرے خوش نصیب کا ذکر بھی موجود ہے کہ جس کی نگاہ آوارہ اور بے حیا نہیں، بلکہ وہ اللہ کے ڈر سے روتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بھی اپنے عرش کا سایہ نصیب کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان سے نکلنے والے الفاظ ہیں کہ

[1] صحیح البخاری: 660، 1423، 6806

وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَهُ [1]

''اور ایسا آدمی کہ جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس پُرفتن دور میں اپنے سامنے رونے والی آنکھیں عطا فرمائے۔ آمین!

اور قرآن کیا ہی خوب کہتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ [2]

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔''

⑥...... جہنم کی آگ ــــ حرام:

رسول اللہ ﷺ نے ایسے خوش نصیبوں کو جہنم سے آزادی کی خوشخبری سنائی ہے جو آنکھ کو اللہ تعالیٰ کی نعمت جان کر اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کی ساری زندگی محرمات سے داغدار نہیں کرتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَّا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي

[1] صحیح البخاری: 660، 1423، 6806

[2] النور: 30

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ [1]

''تین طرح کے لوگ ان کی آنکھیں آگ نہیں دیکھیں گی۔ایسی آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا اور ایسی آنکھ جو اللہ کی خشیت سے روتی رہی اور ایسی آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے جھک گئی۔''

احبابِ گرامی قدر......! یہ حدیث بہت زیادہ قابل غور ہے،آپ بتائیں......؟ کہ کسی بھی انسان کے لیے اس سے بڑھ کر کامیابی کیا ہوگی کہ اس کی آنکھ جہنّم کی آگ دیکھے بغیر ہی اللہ کی جنّت میں چلی جائے......سبحان اللہ

ان میں سے ایک خوش نصیب وہ ہے جو دنیا کی زندگی میں اپنی نگاہ کو حیا سوز تصاویر اور غیر محرم عورتوں کے سامنے کھلا نہیں چھوڑتا،بلکہ اس پر مضبوط پہرہ رکھتے ہوئے فوراً اپنی نگاہ کو پھیر لیتا ہے۔

محدثین کرام نے ''غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰه '' کی شرح میں لکھا ہے:

أَيْ اِنْصَرَفَتْ عَنْهَا وَلَمْ تَنْظُرْ إِلَيْهَا

'' یعنی اس نے اپنی آنکھ کو حرام کردہ چیزوں سے پھیر لیا اور ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔

7......جنّت کی ضمانت:

نظر کی حفاظت کا دوسرا نام جنّت کی ضمانت ہے۔جو شخص عقیدہ توحید وسنّت کا حامل ہو،فرائض کا پابند ہو اور حرام کو چھوڑنے والا ہو ایسا شخص اپنی نگاہ میں حیا پیدا

[1] کنز العمال:43251 ؛ سلسلہ احادیث صحیحہ:2673

کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے وی آئی پی مہمان خانے میں معزز مہمان کی حیثیت سے داخل فرمادیتے ہیں۔کئی ایک احادیث میں معصوموں کے امام حضرت محمد ﷺ نے بعض اعمال کی بنیاد پر جنّت کی بشارت اور ضمانت دی۔ان اعمال میں سے ایک دفعہ آپ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

غُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ [1]

''تم اپنی نگاہوں کو جھکالو۔''

میں تمھیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں کہ کل قیامت کے روز تم کو اللہ تعالیٰ سے جنّت لے کر دوں گا۔

ذی وقار سامعین کرام......! سچی اور کھری بات یہی ہے کہ ہمارے دین میں نظر کی حفاظت کو بہت زیادہ اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔جس شخص کا اپنی نگاہ پر پہرہ مضبوط ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے خیر و عافیت اور سعادت کے سب دروازے کھول دیتے ہیں اور جو شخص نظر کے معاملے میں آوارگی یا معمولی سی غفلت کا بھی شکار ہے اس کی دنیا اور اس کا دین دونوں برباد ہوجاتے ہیں۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخرالزماں حبیب ﷺ کے ذریعے ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ [2]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ:27081؛کنزل العمال:43532؛سلسلہ احادیث صحیحہ:1470

[2] النور:30

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔''

آوارہ نظر کی تباہ کاریاں:

بڑی تفصیل اور دلائل سے آپ کے سامنے اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے کہ عقیدہ توحید و سنّت کے بعد سب سے اہم ترین موضوع نظر کی حفاظت ہے۔ یہ موضوع جس قدر زیادہ اہم ہے ظلم کی بات ہے کہ اس موضوع کو بہت ہی کم بیان کیا جاتا ہے اور جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پورا معاشرہ حتی کہ بڑے بڑے مذہبی گھرانے بھی نظر کی آوارگیوں میں گرفتار ہو چکے ہیں اور ان کی زندگی میں اسلام اور ایمان نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی ...... کیونکہ یہ تو مسلمہ حقیقت ہے کہ جب نگاہ آوارہ ہوتی ہے تو پھر پورا وجود روح سمیت برباد ہو جاتا ہے۔

آیئے ......! اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے آوارہ نظر کی تباہ کاریوں کو بیان کرتا ہوں۔

1 ...... بہت بڑا نافرمان:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمان کے لیے جس قدر زیادہ وعیدیں قرآن وسنّت میں موجود ہیں آوارہ نظر والا انسان مکمل طور پر ان کی زد میں ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے نافرمان کو ''ظالم'' کہا ہے۔ اور جس کی نگاہ آوارہ ہے وہ ظالم ہے...... اسی طرح نافرمانوں کو ''فاسق'' کہا ہے اور بدنظری کرنے والا بھی پرلے درجے کا فاسق فاجر اور ناقص الایمان ہے۔

پاکبازوں کے امام حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے پاکبازی کا سوال کیا تو وہاں ساتھ یہ بات بھی کہی تھی کہ اے میرے اللہ! اگر میں ان عورتوں کے مکر میں آ گیا اَكُنْ مِّنَ الْجَاهِلِينَ تو میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔آیت کے اس ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کی نگاہ آوارہ ہو اور اس کے غیر محرم عورتوں کے ساتھ ناجائز قسم کے تعلقات ہوں تو ایسا شخص فاسق، فاجر اور پرلے درجے کا جاہل ہے۔اور اگر کسی بدنصیب کو اسی حالت میں موت آ گئی کہ اس کی نگاہ آوارہ تھی تو وہ آنکھوں کا زنا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور جہالت کی موت مرے گا، کیونکہ نگاہوں کو جھکانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور محرمات سے آنکھیں پھیر لینے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔ اب جس شخص نے بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کا حیا نہیں کیا تو اس کے لیے تباہی ہی تباہی ہے اور اس سے بڑھ کر تباہی کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص نافرمانی کی موت مر جائے اور اس کو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں میں اٹھایا جائے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ [1]

"تو جو لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی) مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔"

اس آیت کو عموماً فروعی مسائل کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے بار بار پڑھا

[1] النور:63

جاتا ہے کہ جو شخص آمین بالجہر، رفع الیدین، پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانا اور اسی طرح نماز کی دیگر سنتوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور امر آجانے کے باوجود اپنے مذہبی اماموں کی تقلید کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہیے کہ کہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آفت نہ آجائے......لیکن یاد رکھو! جس طرح مندرجہ بالا لوگ اس آیت کی زد میں ہیں اسی طرح وہ توحید وسنّت کا دعویدار بھی اس آیت کی زد میں ہے جس نے اپنی نظر کو آوارہ چھوڑ رکھا ہے اور وہ ہر غیر محرم اور حیا سوز تصاویر کو دیکھتا ہے۔

2......اسلام کے اصل مقصد کا فوت ہونا:

اسلام کی روح......اسلام کا فلسفہ......اور تمام اسلامی تعلیمات کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کو تزکیہ نفس حاصل ہو۔ نفس کی طہارت اور تزکیہ نفس کا حصول اسلام کا اصل ہدف اور مسلمان کی اصل منزل ہے، جب کہ جس شخص کی نظر آوارہ ہوتی ہے تو اس کو کسی صورت بھی تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا، چاہے وہ ایک ٹانگ پہ کھڑا ہو کر ساری رات قیام کرتا رہے۔

تزکیہ نفس کی اہمیت اسلام میں اس قدر زیادہ ہے کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی تزکیہ نفس کو قرار دیا گیا ہے۔ آپ پوری توجہ سے چند آیاتِ بابرکات کو باترجمہ سماعت فرمالیں اور پھر اس کے بعد اچھی طرح غور کرلیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں......؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [1]

''اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ بے شک یہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔''

اس آیت نے واضح کر دیا کہ نبوت ورسالت کا اصل ہدف تزکیہ نفس ہے۔ جس شخص کو نفس کی پاکی اور طہارت حاصل نہیں ہوئی اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔

اسی طرح سورۃ الاعلیٰ میں کامیاب لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ [2]

''کامیاب ہوا جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور اپنے رب کا نام لیا۔ پھر نماز پڑھی، بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو اور آخرت بہتر ہے اور پائدار ہے۔''

اور کہیں فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿١٠﴾ [3]

''کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے

[1] آل عمران:164
[2] الاعلیٰ:17
[3] الشمس:10

اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔"

یعنی جس کے نفس کا تزکیہ نہیں ہوا وہی ناکام اور نامراد ٹھہرا۔ نبی ﷺ کی بے شمار دعاؤں میں سے ایک خوبصورت دعا یہ بھی ہے

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَ زَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا [1]

"اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ اور اس کی پاکی دے دے اور تو ہی اس کو بہترین پاک کرنے والا ہے۔"

مندرجہ بالا دلائل سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ اسلام کا اصل مقصد تزکیہ نفس ہے جس شخص کی نظر آوارہ ہو اس کو کسی صورت بھی نفس کا تزکیہ حاصل نہیں ہوتا اور کسی بھی مسلمان کے لیے اس سے بڑا نقصان کوئی نہیں ہوسکتا کہ اس کو کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی تزکیہ نفس حاصل نہ ہو۔

3 ......حسرت وشہوت کا کباڑ خانہ :

جس شخص کی نگاہ آوارہ ہوتی ہے اس شخص کا دل ہمیشہ حسرت زدہ رہتا ہے، کیونکہ وہ جن غیر محرم عورتوں اور حیا سوز مناظر دیکھتا ہے ان کو پانا اس کے بس میں نہیں ہوتا......اس لیے وہ ساری زندگی اداس، مایوس اور حسرت زدہ رہتے ہوئے اپنی زندگی کو برباد کر لیتا ہے اور پھر صرف حسرت ہی نہیں بلکہ جن آوارہ تصاویر کو وہ دیکھتا رہتا ہے اس کی وجہ سے اس کا دل شہوت کا کباڑ خانہ بن جاتا ہے۔ ہمہ وقت گندے، ناپاک اور پلید خیالات اس کے دل کا چکر لگاتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی روح سے ہی تعفن نہیں آتا، بلکہ اس کی زندگی غلاظت کا ڈھیر بن کر رہ جاتی ہے۔

[1] مسند احمد:19308 ؛ صحیح مسلم:2722 ؛ سنن نسائی:5460

قرآن مجید میں مشہور آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ [1]

جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے۔ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا)۔"

اس آیت میں قلبِ سلیم والے شخص کو نجات اور کامیابی کی بشارت سنائی گئی ہے اور قلبِ سلیم کی ایک تفصیل یہ بھی ہے کہ سَلِمَ مِنْ شَهْوَةٍ جو دل شہوت کے جذبات سے بچا ہوا ہے کیونکہ شہوتوں میں اٹا ہوا دل کسی صورت بھی سلامتی والا دل نہیں ہو سکتا۔

ایک بہت بڑے اللہ کے ولی کا فرمان ہے:

لَا تُتْبِعْ بَصَرَكَ حُسْنَ رِدْفِ الْمَرْءَةِ فَإِنَّ النَّظْرَةَ يَجْعَلُ الشَّهْوَةَ فِي الْقَلْبِ [2]

"اپنی آنکھ کو عورت کے حسن کے پیچھے نہ لگا، کیونکہ اس طرح کا دیکھنا دل میں شہوت ڈال دیتا ہے۔"

اس وقت ہمارے نوجوانوں کے دل عبادت میں کیوں نہیں لگتے......؟ ان کی زندگی میں رات کے قیام اور دن کے سجدے نظر کیوں نہیں آتے......؟ ان کی تنہائیوں میں قرآن کی تلاوت کیوں نہیں......؟ اس کی صرف اور صرف وجہ ایک ہے کہ نیٹ، موبائل اور بازار میں نظر آوارہ ہے جس کی وجہ سے دل حسرت زدہ اور شہوت

[1] الشعراء:89.88

[2] الورع امام ابن ابی دنیا:963

کا کباڑ خانہ بن چکا ہے، لہٰذا اب اس دل میں نیکی کو قبول کرنے اور سرایت کرنے کی ذرا بھی گنجائش موجود نہیں ہے۔

یاد رکھو......! مجھے دعوے کرنے کی عادت نہیں، نہ ہی میں منبر و محراب پہ کھڑے ہو کر دعوے کرنے والا ہوں لیکن ایک بات پوری بصیرت اور معرفت سے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی نوجوان کو سدھارنے کے لیے کرنے والا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اس کو نگاہ جھکانے کی تلقین کریں، اس کی نگاہ میں حیا پیدا کرنے کی کوشش کریں...... مجھے پیدا کرنے والے کبریا کی کبریائی کی قسم ہے جس نوجوان کی نگاہ اللہ کا حیا کرتے ہوئے جھک جائے گی کائنات کی ہر شئے اس کے آگے جھک جائے گی اور وہ اللہ کا مقرب اور ولی انسان بن جائے گا۔

اے کاش......! آج کے نوجوان کو یہ حقیقت سمجھ آ جائے کیونکہ اگر اس کی آنکھ میں حیا نہیں تو بالکل اس پھول کی طرح بیکار ہے جس کی پتیوں میں خوشبو نہیں۔

4 ...... ہر گناہ کر جانے کا ہر وقت خطرہ:

آوارہ نظر کا چوتھا خطرناک نقصان یہ ہے کہ جس شخص کی نظر آوارہ ہوتی ہے وہ کسی وقت بھی بڑے سے بڑے خطرناک گناہ میں مبتلا ہو سکتا ہے......تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ بڑے بڑے دیندار لوگوں کو نظر کی آوارگی نے بے دین بنا دیا۔ اچانک عیسائی عورت کی طرف نگاہ اٹھی بالآخر وہ ایمان لوٹنے میں کامیاب ہو گئی...... شراب اور حرام کی طرف نگاہ اٹھی بالآخر وہ اس کو کرنے پر مجبور ہو گیا...... اس وقت جتنے بھی کبیرہ گناہ ہیں ان میں بنیادی کردار نظر کی آوارگی کا ہے۔

اس لیے نظر کی آوارگی کو معمولی کوتاہی یا چھوٹا گناہ نہ سمجھیں، یہ گناہ زندگی

میں تباہی مچا دیتا ہے.....نظر کی حیا کا معاملہ زندگی موت سے اہم معاملہ ہے۔

اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب حیا نہ رہے تو پھر جو جی میں آتا ہے کر [1]......کیونکہ حیا ہی ایک ایسی رکاوٹ ہے جو انسان کو ہر قسم کی بدی بدکاری سے روکتی ہے اور جس انسان میں حیا ختم ہو جائے وہ ہر قسم کی بدی اور بدکاری میں بُری طرح اپنے آپ ملوث ہو جاتا ہے۔ اور کسی بھی شخص کے لیے سب سے بڑی ہلاکت یہ ہے کہ اس میں حیا نہ رہے۔

5......اعمال کی بربادی:

سنن ابن ماجہ کی مشہور حدیث کے مطابق کئی نیکوکار لوگ قیامت والے دن نیکیوں کے انبار لے کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ انکے تمام اعمال کو گرد وغبار کی طرح ہوا میں اڑا دے گا...... ان کا کیا قصور تھا......؟ عقیدہ بھی درست اور بظاہر نیکیوں کے انبار بھی......لیکن یاد رکھو! صرف اور صرف نگاہ کی آوارگی اور تنہائی کی ناپاکی ان کے اعمال کی بربادی کا باعث بن جائے گی۔

سنن ابن ماجہ کی اس حدیث کو اچھی طرح سماعت فرمائیں اور اس پر پوری طرح غور کر لیں۔

لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِيْ يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ ، بِيْضًا ، فَيَجْعَلُهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُوْرًا قَالَ ثَوْبَانُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا، أَنْ لَا نَكُوْنَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ. قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ

---

[1] صحیح بخاری:3483

وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ وَيَأْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللهِ انْتَهَكُوْهَا [1]

مفہوم: قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جن کی نیکیاں بڑے بڑے پہاڑوں کی طرح ہوں گی لیکن اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو ہوا کی طرح اڑا دیں گے، یعنی ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون بدنصیب ہوں گے......؟ ہمیں ان کے بارے میں تفصیل سے بتائیں تاکہ لاعلمی کی وجہ سے ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں نہ ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ تمہارے ہم دین بھائی مسلمان ہوں گے بظاہر تو نیکیاں کرنے والے تھے لیکن جب وہ تنہائی میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو کراس کرتے، یعنی ان کی تنہائی گناہوں والی اور اللہ کی حرمتوں کا پامال کرنے والی تھی۔''

آج انٹرنیٹ، فیس بک اور ٹی وی کی سکرین پر حیا سوز کلپ، تصاویر اور پروگرام دیکھنے والوں کو آج ہی اپنی زندگی پر نظر ثانی کر لینی چاہیے......ورنہ قیامت کا دن سب سے بڑا ذلّت کا دن ثابت ہوگا۔

غور تو کریں......!

کہ انسان کے لیے وہ کس قدر مصیبت کی گھڑی ہوگی جب اس کے نیک اعمال بھی برباد ہو رہے ہوں گے...... استغفر اللہ العظیم

6 ......اللہ تعالیٰ سے دُوری:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لمحے لمحے اور ذرّے ذرّے کا

---

[1] رواہ ابن ماجہ:4245؛ سلسلہ احادیث صحیحہ:505

حساب لیا جائے گا حتی کہ آنکھوں کی نعمت کے متعلق بھی اللہ پوچھے گا جیسا کہ قرآن مجید میں واضح الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا [1]

''بے شک کان اور آنکھ اور دل سب کی آدمی سے پوچھ ہوگی۔''

اور جو لوگ گندی اور آوارہ نگاہ لے کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے، ان بدنصیبوں کو جہاں طرح طرح کے عذابوں کا سامنا ہوگا وہاں ان کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سے بھی محروم کر دیا جائے گا، کیونکہ آوارہ، پلید اور گندی نگاہ کسی صورت بھی دیدارِ الٰہی کے لیے نہیں اٹھ سکے گی...... انھی آوارہ نظر لوگوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ○ [2]

''بے شک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے۔''

امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ شَيْءٌ أَضَرَّ مِنْ إِطْلَاقِ الْبَصَرِ فَإِنَّهُ يُوْقِعُ الْوَحْشَةَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَرَبِّهِ [3]

---

[1] بنی اسرائیل:36

[2] مطففین:15

[3] الداء والدواء:416

''انسان پر نگاہ کی آوارگی سے بڑھ کر زیادہ نقصان دہ چیز کوئی نہیں، کیونکہ نگاہ کی آوارگی بندے اور اس کے رب کے درمیان وحشت اور دوری پیدا کر دیتی ہے۔''

آوارہ نظر والا دیدار تو درکنار وہ کسی صورت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب بھی نہیں آسکتا۔

آؤ اللہ کے بندو......!

اگر اللہ تعالیٰ کے پُرنور چہرے کے دیدار کی امید ہے تو پھر اپنی نگاہ میں حیا پیدا کرو......اور رسول اللہ ﷺ والی مبارک دعا کیا کرو:

أَسْئَلُكَ لَذَّةَ النَّظْرِ إِلٰى وَجْهِكَ [1]

''تیرے چہرے کو دیکھ کر جو لذت ملے گی میں اس کا سوال کرتا ہوں۔''

ان تمام دلائل و براہین کو سماعت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں آنکھوں کے شر اور فتنوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شرم و حیا والی پاکیزہ زندگی عطا فرمائے۔

اللہ کے بندو......!

نظر تبھی جھکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق شامل حال ہو۔ ''غض بصر'' کے لیے دعا بھی کیا کریں اور عملی کوشش بھی جاری رکھا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح تحقیق امام البانی: 2497؛ السراج المنیر :7185؛ صلاۃ النبی امام البانی: 1/ 1008

یہ ایک طویل دعا کا ٹکڑا ہے۔ بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو مکمل دعا یاد ہے اور وہ معنی و مفہوم پر غور کرتے ہوئے پابندی سے پڑھتے ہوئے ہمہ وقت ایمان کی مٹھاس محسوس کرتے رہتے ہیں۔

کو آنکھوں کا روحانی نور بھی نصیب فرما دیں گے، کیونکہ وہ اپنے خالص بھکاریوں کو کبھی خالی نہیں لوٹاتا۔

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

کامیابی کا راز
نفل نماز

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ [1]

''اور رات کے بعض حصے میں بیدار ہو کر نمازِ تہجد پڑھا کرو یہ آپ کے لیے نفل ہے، عین ممکن ہے یہ کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقامِ محمود عطا کرے۔''

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ [2]

''اے ایمان والو! مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ، بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ [3]

''اور مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ اور بلاشبہ یہ دونوں کام البتہ بھاری ہیں، سوائے خشوع کرنے والوں کے۔''

---

[1] بنی اسرائیل:79
[2] البقرہ:153
[3] البقرہ:45

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

ہر انسان چاہے امیر ہو یا غریب، ان پڑھ ہو یا پڑھا لکھا، ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح کامیاب اور کامران ہو جاؤں۔ ہم میں سے ہر شخص کامیابی و کامرانی کے لیے شب و روز محنت کرتا ہے، لیکن یاد رکھو! اس دنیا کی زندگی میں کامیابی کا راز نفل نماز ہے۔ جس شخص کو نفل نماز سے جس قدر زیادہ محبّت ہو گی اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے اسی قدر کامیابی کے سب دروازے کھول دیں گے۔

ہمارے دین نے ہمیں جس قدر نفل نماز سے جوڑنے کی کوشش کی ہے ہمارا رشتہ نفل نماز سے اسی قدر زیادہ کمزور ہو چکا ہے، بلکہ ٹوٹ ہی چکا ہے۔

تنہائی میں نوافل کی جگہ موبائل اور نیٹ نے لے لی ہے، بند کمروں میں رکوع و سجود کی بجائے حیا سوز ڈرامے اور فلمیں دیکھی جاتی ہیں اور یہی ہماری ناکامی، بربادی اور نحوست کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ دین ہمیں ہر پل نوافل کے ساتھ جوڑنا

چاہتا ہے اور ہم ہر قدم فحاشی کی دلدل کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔

آپ غور فرمائیں......! کہ اگر چار دن بارش رک جائے تو دین نے ہمیں نفل نماز کے ساتھ جوڑتے ہوئے نمازِ استسقاء پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح اگر سورج گرہن لگ جائے تو ظلمات اور اندھیروں سے نکلنے کے لیے ہمیں نفل نماز سے جوڑتے ہوئے نمازِ خسوف پڑھنے کی رہنمائی کی ہے۔

اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کوئی اہم ترین فیصلہ کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ سے براہِ راست نصرت اور رحمت لینے کے لیے بھی ہمیں نفل نماز کے ساتھ جوڑا گیا ہے اور نمازِ استخارہ کو ہمارے لیے مقرر کر دیا ہے۔

ان تمام باتوں سے آپ با آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں مصائب و آلام سے نکلنے کا آسان راستہ نفل ہے۔ آپ اس راستے کے ذریعے بڑی سے بڑی مشکل اور کٹھن سے کٹھن مصیبت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے دین نے ہمیں نفل نماز کے ساتھ جوڑا ہے لیکن ہمارے بعض نام نہاد پیشواؤں نے تعویذات اور درباروں مزاروں کے ساتھ جوڑ دیا ہے، جو کہ سراسر ہلاکت کا راستہ ہے۔

اللہ کے بندو! دو رکعت نفل نماز کی عزت و عظمت اور اس کا مقام و مرتبہ سمجھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو احادیث پر غور فرمائیں......!

صحابی رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرٍ دُفِنَ حَدِيْثًا فَقَالَ رَكْعَتَانِ خَفِيْفَتَانِ مِمَّا تَحْقِرُوْنَ وَتَنْفَلُوْنَ يَزِيْدُهُمَا هَذَا فِيْ عَمَلِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ بَقِيَّةِ دُنْيَاكُمْ [1]

[1] کتاب الزہد ابن مبارک تحقیق الاعظمی: رقم الحدیث: 31 ؛ سلسلہ احادیث صحیحہ: 1388

''نبی کریم ﷺ ایک قبر پر گزرے جس میں میت کو ابھی دفن کیا گیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دو ہلکی پھلکی رکعتیں جن کو تم حقیر اور زائد جانتے ہو، ان دو رکعتوں کو اس کے عمل میں بڑھا دیا جائے تو یہ اس کی طرف تمھاری باقی تمام دنیا سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

اس حدیث کی روشنی میں آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ دو رکعت نفل نماز کا مقام و مرتبہ اس قدر زیادہ ہے کہ دنیا اور دنیا کے خزانے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، بلکہ صحیح مسلم شریف میں واضح الفاظ ہیں:

رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا [1]

''فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے زیادہ بہتر ہیں۔''

میں تو ان احادیث کی روشنی میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ جو شخص صبح کی دو سنتیں شوق سے پڑھ لیتا ہے اور اس کے دل میں نفل نماز کی محبّت موجود ہے، اس کو حالات کی تنگی و ترشی سے گھبرانا نہیں چاہیے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہے کہ اس کی عزت و عظمت کا مقابلہ قارون کے خزانے بھی نہیں کر سکتے۔

آیئے......! میں نہایت اختصار سے کامیابی کے راز ''نفل نماز'' کے چند اہم فوائد کو بیان کروں تا کہ ہمیں بھولا ہوا سبق یاد آ جائے اور یہ امّت جو کہ کامیابی کی اصل پٹڑی سے اتر چکی ہے دوبارہ اس پر چڑھ کر اپنی منزل جنّت تک با آسانی پہنچ جائے۔

1 ......قُربِ الٰہی کا ذریعہ:

اصل کامیابی اور خوشی اللہ تعالیٰ کے قرب میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا

---

[1] صحیح مسلم: 725

بہترین اور آسان ترین ذریعہ نفل نماز ہے، نفل نماز کے ذریعے مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس قدر زیادہ قریب ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبّت فرمانا شروع کردیتے ہیں۔

اس سلسلے میں تین صحیح احادیث پر غور فرمائیں، امام المقرّبین، خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

① ... وَلَا يُحَافِظُ عَلٰى صَلٰوةِ الضُّحٰى إِلَّا أَوَّابٌ وَهِيَ صَلٰوةُ الْأَوَّابِيْنَ [1]

''چاشت کی نماز پر صرف وہی ہمیشگی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والا ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی خاص نماز ہے۔''

اور حقیقت میں بھی اس بات کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ چاشت کی نماز اللہ کے خاص بندوں کو ہی نصیب ہوتی ہے، ورنہ ننانوے فیصد نیکوکار لوگ بھی اس کا اہتمام نہیں کرتے اور اگر ہمت اور کوشش کرکے اس کا اہتمام کرلیا جائے تو دین ودنیا کے مزے دوبالا ہوجائیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

صحیح البخاری کی حدیثِ قدسی [2] کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے قرب کے ذریعے کو خود بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

② ...وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ [3]

''بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس

---

[1] صحیح ابن خزیمہ: 1224 ؛ سلسلہ صحیحہ: 703

[2] حدیثِ قدسی میں معنی ومفہوم اور کلام اللہ کا ہوتا ہے لیکن الفاظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہیں۔

[3] صحیح البخاری: 6502

کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔"

سامعین کرام......! یہ بات بھی کامیابی کی دلیل ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے پیار کرے لیکن یہ بات کسی بھی مسلمان کے لیے سب سے اونچی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پیار کرے۔ کسی بھی بندے کے لیے اس سے بڑھ کر اعزاز اور مقام و مرتبہ نہیں ہو سکتا کہ رب العالمین اس سے محبّت کرے اور اس اعزاز و اکرام کا واحد ذریعہ نفل نماز ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے نمازِ وتر کی اہمیت و فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

③... فَإِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ [1]

"بلا شبہ اللہ وتر ہے، وتر کو پسند کرتا ہے۔"

ظاہر ہے جب اللہ تعالیٰ وتر کو پسند کرتا ہے تو نمازِ وتر پڑھنے والے سے بھی اللہ تعالیٰ محبّت فرماتے ہیں اور نمازِ وتر بھی نفل نماز ہے اس کو فرض یا واجب کہنا درست نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام کائنات کو بھی اپنا قرب اور اعلیٰ مقام "مقامِ محمود" پانے کے لیے نفل نماز نمازِ تہجد پر ہمیشگی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ [2]

"اور رات کے بعض حصے میں بیدار ہو کر نمازِ تہجد پڑھا کرو یہ آپ کے لیے نفل ہے، عین ممکن ہے یہ کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقامِ محمود عطا کرے۔"

یاد رکھو......! اگر اللہ کے ہاں اونچا مقام چاہیے تو اس کا واحد ذریعہ نفل نماز

[1] سنن ابی داؤد: 1416

[2] بنی اسرائیل: 79

سے محبت ہے۔ نفل نماز پورے ذوق، شوق اور پابندی سے پڑھا کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بلند درجات عطا فرمائیں گے۔

2 ...... شکر گزاری کی اعلیٰ صورت:

ہمارا دین ہمیں شکر گزار بننے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بن جائیں اور ہمارا نام اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں آجائے۔ شکر گزار بننے کے لیے بعض علما کے مطابق ہر حال میں الحمدللہ کا ورد زبان پر جاری رہنا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے اور بعض اللہ والوں کا کہنا ہے کہ شکر گزاری کی یہ بھی صورت ہے کہ اپنے سے کم تر لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور ان کی ضروریات کو پورا کر دیا جائے۔ بلاشبہ یہ بھی شکر گزاری ہے...... لیکن! ہماری تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننے کے لیے بہترین ذریعہ نفل نماز اور لمبے لمبے قیام ہیں۔ جو شخص پوری بصیرت اور خشوع کے ساتھ نفل نماز اور لمبے قیام کرتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حقیقی معنوں میں شکر گزار بندہ ہے۔ اس کی دلیل صحیح البخاری کی وہ واضح حدیث ہے کہ جس میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر لمبے لمبے قیام کیا کرتے تھے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں متورم ہو جاتے، سوج جاتے۔ پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سوال کرتے اللہ کے پیغمبر! آپ تو ہر قسم کے گناہ کی آلائش سے پاک ہیں، آپ اس قدر زیادہ لمبے لمبے قیام اور رکوع وسجود کیوں کرتے ہیں......؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا [1]

---

[1] صحیح البخاری:1130

''کیا میں بہت زیادہ شکر ادا کرنے والا بندہ نہ ہو جاؤں؟''

مطلب کہ نفل نماز اور لمبے قیام ...... یہ کسی بھی مسلمان کے شکر گزار ہونے کی دلیل ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں '' گلیں باتیں'' شکر ادا کرنے والے زیادہ ہیں اور حقیقی شکر گزاروں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

3 ...... ہر مشکل کا حل:

کون ہے جس پر مشکلات نہیں آتیں......؟ نیکوکار لوگوں کو تو زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاو اولیاء نے بڑی بڑی کٹھن مشکلات کا سامنا کیا...... لیکن! سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کے پاس کسی بھی مشکل سے نکلنے کا آسان ترین حل کیا ہے......؟

☆ تعویذات لٹکانا......؟ ☆ سنیاسی باووں کا رُخ کرنا......؟

☆ نجومیوں کو ہاتھ دکھانا......؟ ☆ درباروں مزاروں پر منتیں ماننا......؟

نہیں...... نہیں......! عرش و فرش کے مالک کی قسم......! مشکلات سے نکلنے کے یہ حل نہیں......! یہ حل کیوں نہیں ہیں......؟ اس لیے کہ یہ حل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے نہیں، بلکہ لوگوں کے خود ساختہ اور بنائے ہوئے حل ہیں۔ ان میں سوائے وقت، مال اور ایمان کی بربادی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ہر قسم کی مشکل سے نکلنے کا آسان ترین حل صرف دو رکعت نفل نماز ہے۔ آپ شوق اور یقین سے دو رکعت نفل نماز پڑھ لیں، پہاڑوں جیسی مشکلات بھی کافور ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ......

ہمارے پیارے امام اعظم، پیرومرشد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ بھی حزین خاطر یا پریشان ہوتے یا آپ کو کسی بھی مشکل کا سامنا ہوتا تو آپ نفل نماز پڑھنا شروع کر دیتے، خوب قیام اور جی بھر کر رکوع وسجود کرتے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وآسانیوں کو اپنی آنکھوں سے اترتا ہوا دیکھ لیتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول بیان کرتے ہیں کہ

إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى [1]

''جب بھی آپ کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ نماز پڑھتے۔''

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سے پہلے انبیاء ورسل علیہم السلام کے متعلق بھی بیان فرمایا ہے کہ وہ ہر مشکل کے وقت نفل نماز کا ہی سہارا لیا کرتے تھے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَانُوْا إِذَا فَزِعُوْا فَزِعُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ يَعْنِيْ : الأَنْبِيَاء

''انبیاء کرام علیہم السلام جب گھبرا جاتے تو نماز کی طرف لپک پڑتے۔'' [2]

بلکہ آپ حیران ہوں گے کہ نفل نماز میں اس قدر قوت وطاقت اور تاثیر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ہر مشکل اور ہر ناخوشگوار سانحہ سے بچنے کے لیے نفل نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ پر غور فرمائیں!

إِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَّنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَّخْرَجِ السُّوْءِ وإِذَا دَخَلْتَ إِلٰى مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَّدْخَلِ السُّوْءِ [3]

---

[1] سنن ابی داود:1319

[2] مسند احمد:23927، سلسلہ احادیثِ صحیحہ:3466

[3] سلسلہ احادیثِ صحیحہ:1323

''جب تو اپنے گھر سے نکلے تو دو رکعتیں پڑھ، وہ تجھے بیرونی برے انجام سے بچالیں گی اور جب تو اپنے گھر میں داخل ہوتو دو رکعتیں پڑھ وہ تجھے اندرونی برے انجام سے بچالیں گی۔'' اللہ اکبر!

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ذرا غور تو فرمائیں!

يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا ابْنَ آدَمَ ! لَا تُعْجِزْنِيْ مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِيْ أَوَّلِ نَهَارِكَ اَكْفِكَ اٰخِرَهُ [1]

''اللہ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے! تو اپنے دن کی ابتداء میں چار رکعتوں سے عاجز نہ ہونا دن کے آخری پہر تک میں تجھے کافی ہو جاؤں گا۔''

احباب گرامیَ قدر بتائیں اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ بھی نفل نماز کا کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ بھی نفل نماز کا کہتے ہیں اور سو فیصد ضمانت دیتے ہیں کہ نفل نماز کے سامنے کوئی مشکل نہیں ٹھہر سکتی...... لیکن افسوس ایک ہم ہیں کہ جو یقین نہیں کرتے اور عمل نہیں کرتے، حالانکہ ہزاروں مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے نفل نماز کی وجہ سے ایسی غیبی مدد فرمائی کہ پہاڑوں جیسی سخت مشکلات بھی لمحہ بھر میں دور ہو گئیں۔

اختصار کے پیشِ نظر چند واقعات کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

(1)......واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود کے ملک سے ہجرت کا سفر شروع کیا جہاں بہت بڑا ظالم اور بدکار بادشاہ رہتا تھا۔ اس بدکار ظالم بادشاہ کو کسی نے کہا کہ ابراہیم

---

[1] ابوداود:1289

نامی شخص ایک عورت کے ساتھ ہمارے علاقے میں داخل ہوا ہے اور اس کے ساتھ جو عورت ہے وہ نہایت خوبصورت ہے، چنانچہ اس بدکار بادشاہ نے سیّدہ سارہ علیہاالسلام کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا...... اور یہ وقت کسی بھی غیرت مند نیک عورت کے لیے نہایت کٹھن اور پریشان کن ہوتا ہے...... سیّدہ سارہ علیہاالسلام نے جب یہ صورتِ حال دیکھی فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ ''اسی وقت حضرت سارہ علیہاالسلام نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوگئیں...... دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ سے ظالم بادشاہ سے بچنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول فرمالی۔ اس بادشاہ پر کپکپی طاری ہوئی اور اس کے پاؤں زمین میں دھنسنا شروع ہو گئے۔ [1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بہت زیادہ طاقت اور قوت ہے اور نفل نماز پڑھنے کے بعد مسلمان اور مومن آدمی اللہ تعالیٰ کے بہت قریب آجاتا ہے۔

(2)...... واقعہ حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ

آپ سب جانتے ہیں کہ جریج ایک نیک شخص تھا اور اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا ولی تھا۔ جب اس نے اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے میں غفلت کی تو اس کو ایک بہت بڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر بدکارہ عورت نے ان پر تہمت لگاتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ میری گود میں جو بچہ ہے وہ جریج کی بدکاری کا ہی نتیجہ ہے۔ اسی صورت حال میں حالات اس قدر بگڑ گئے کہ لوگوں نے حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کا خیمہ بھی گرا دیا اور آپ کو بھی سخت پریشان کیا۔ اسی دوران حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ نے نفل نماز پڑھ کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بچے کو قوتِ گویائی عطا فرمائی

---

[1] صحیح البخاری: 2217

اور اس بچے نے حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کی برأت اور صداقت کا اعلان کرتے ہوئے قیامت تک کے لیے آپ کے نام کو روشن کردیا۔اس پریشان کن صورت حال میں حضرت جریج نے اللہ کے سامنے کسی نبی، ولی کا واسطہ، وسیلہ نہیں ڈالا، نہ کسی اللہ کے پیارے کی قبر پر جا کر کوئی منّت مانی، بلکہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ پریشانی کے اس عالم میں آپ نے فرمایا:

دَعُوْنِیْ حَتّٰی أُصَلِّیَ فَصَلّٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ آتی الصَّبِیَّ فَطَعَنَ فِیْ بَطْنِہٖ وَ قَالَ یَا غُلَامُ مَنْ أَبُوْكَ ؟ قَالَ فُلَا نُ الرَّاعِی [1]

''مجھ سے پیچھے ہٹ جاؤ، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو بچے کے پاس آئے اور اس کے پیٹ پر مارتے ہوئے کہا: تیرا باپ کون ہے......؟ اس شیر خوار بچے نے فوراً کہہ دیا: فلاں چرواہا۔'' اللہ اکبر!

حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت اور صداقت کو دیکھ کر لوگوں نے کہا: ہم آپ کا عبادت خانہ اور خیمہ سونے کا بنا دیتے ہیں۔آپ نے فرمایا: نہیں! لوگوں نے کہا: چلو پھر چاندی کا ہی بنا دیتے ہیں۔آپ نے کہا: لا، نہیں! پھر کہا گیا کہ آپ ہی بتائیں کہ آپ کے معبد خانے اور خیمے کو کیسا بنایا جائے......؟ حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: رُدُّوْھَا کَمَا کَانَتْ ''جیسا تھا ویسا ہی بنا دو''

حضراتِ گرامیٔ قدر اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ کڑی سے کڑی مصیبت کا حل بھی نفل نماز ہے۔دوسری یہ بات بھی سمجھ آئی کہ اللہ کا سچا ولی دنیا کی زیب و زینت اور روپے، پیسے کا لالچی نہیں ہوتا۔جیسا کہ حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ نے سب آفریں ٹھکرا دیں۔

---

[1] صحیح مسلم:2550

③ ......واقعہ بنی اسرائیل

امیر المومنین فی الحدیث امام ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اپنی معروف اور مقبول کتاب سلسلہ احادیث صحیحہ میں ایک روایت لائے ہیں کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے چند لوگوں کا ایک قبرستان کے قریب سے گزر ہوا اور انھوں نے کہا:

لَوْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَدَعَوْنَا اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُخْرِجَ لَنَا رَجُلًا مِمَّنْ قَدْ مَاتَ نَسْأَلُهُ عَنِ الْمَوْتِ

"اگر ہم دو رکعتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں یہ کہ وہ ہمارے لیے مرنے والوں میں سے ایک ایسا آدمی قبر سے نکالے جس کو موت آچکی ہو، ہم اس سے موت کے حالات کے بارے میں پوچھیں گے۔"

میرے ذی وقار سامعین......! یہاں ایک بات رُک کر سمجھنے کے قابل ہے اور یقیناً اس سے ایمان بھی بڑھتا ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگوں کو کس قدر یقین کامل تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دو رکعت پڑھ کر کی ہوئی دعا کو رد نہیں فرماتے......دو رکعت نماز پڑھ کر جو شخص دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ناممکن مطالبے بھی ممکن بنا دیتا ہے اور اس کے لیے اپنی رحمتوں برکتوں کے سب دروازے کھول دیتا ہے، چنانچہ انھوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے بعد دعا مانگی...... ابھی وہ دعا ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِذْ أَطْلَعَ رَجُلٌ رَأْسَهُ مِنْ قَبْرٍ مِنْ تِلْكَ الْمَقَابِرِ خَلَاسِيٌّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُوْدِ ❶

❶ کتاب الزہد، امام احمد: 16؛ سلسلہ صحیحہ: 2926
خلاسی، ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ میں سے ایک گورا ہو اور ایک کالا ہو۔ مخلوط یورپی اور حبشی نسل کی اولاد۔ القاموس الوحید: 464

''اچانک ان قبروں میں سے ایک حبشی نسل کے شخص نے اپنا سر قبر سے باہر نکالا، اس کی آنکھوں کے درمیان سجدوں کے نشانات تھے۔''

بنی اسرائیل کے لوگوں نے اس سے سوالات کیے، موت اور قبر کے متعلق بہت کچھ پوچھا اور قبر سے باہر سر نکالنے والے شخص نے اللہ کے حکم سے بول کر بتایا کہ سال پہلے مجھے موت آئی تھی اور ابھی تک میں موت کی حرارت کو محسوس کرتا ہوں۔ اللہ اکبر

ذخیرۂ احادیث سے اس عظیم کرامت اور منفرد واقعہ سے صرف اور صرف دلوں میں اس بات کا یقین بٹھانے کی نیت ہے..... کہ اے اللہ کے بندو! دو نفل نماز میں بہت طاقت اور قوت ہے..... دو نفل نماز سے انسان اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ قریب ہو جاتا ہے اور دو نفل نماز کے بعد مانگی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کو اپنی رحمت کے ساتھ قبول فرما لیتے ہیں جیسا کہ آپ نے یہ صحیح واقعہ سماعت فرمایا۔

(4)...... واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ

خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں زمین تھی جو کہ عرصہ دراز سے بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے بنجر ہونے کے قریب تھی۔ زمین کے نگران نے آپ کو بتایا تو آپ رضی اللہ عنہ کافی فکر مند ہوئے، اپنی زمین کو دیکھنے کے لیے بصرہ گئے اور وہاں زمین کے پاس وضوء کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، نفل پڑھ کر ابھی دعا ہی کی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابرِ کرم نازل کیا، آپ کی زمین پانی سے سیراب ہوئی اور کھیتی باڑی کے قابل ہوگئی۔ [1]

---

[1] تاریخ دمشق: 3/85، طبقات ابن سعد: 7/21، سیر اعلام النبلا: 3/401، تہذیب التہذیب: 1/191، صفۃ الصفوۃ: 1/712۔ مؤرخ اسلام امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هٰذِهٖ كَرَامَةٌ بَيِّنَةٌ ثَبَتَتْ بِإِسْنَادَيْنِ یعنی یہ ان کی واضح کرامت ہے جو دو سندوں سے ثابت ہے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے بھی واضح ہوا کہ نفل نماز تمام مشکلات کا حل ہے، بشرطیکہ اس کو پورے خشوع اور یقین سے پڑھا جائے۔

آج ہمارے ہاں ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ تعویذ فروش مولویوں نے اور خانقاہی درباری نظام نے لوگوں کو اللہ سے توڑ دیا ہے اور ان کے دلوں میں نفل نماز کی محبّت اور نفل نماز کی چاہت سے خالی کر دیا ہے۔ ان کے ہاں ساری قدر و قیمت مولوی کے تعویذ کی ہی ہے یا کسی پیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی ...... انا للہ وانا الیہ راجعون

4 ...... فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا کرنا:

نفل نماز اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہے کہ قیامت والے دن جب سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا تو جن لوگوں کی نمازوں میں کمی کوتاہی تھی تو انکے متعلق اپنے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ

أُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَأَكْمِلُوْا لَهُ مَا نَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ [1]

''دیکھو کیا میرے بندے کی نفل نماز ہے......؟ جو اس کے فرائض میں کمی رہ گئی ہے وہ اس کے ساتھ مکمل کر دو۔''

سامعین کرام......!

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں

1 ...... اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے نرمی:

ایسے لوگ جن کی فرض نمازوں میں کمی تھی ان کو سزا ملنی چاہیے تھی یا ان کو

[1] سنن ابی داود: 864

بطورِ سرزنش جرمانہ ہونا چاہیے تھا، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کی نرمی اور محبّت ملاحظہ فرمائیں کہ فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا فرما رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور پیار کیا ہوسکتا ہے......؟

2...... نفل نماز کی اہمیت اور قدر و قیمت:

قیامت والے دن فرض نماز کی کمی کو نوافل ہی سے پورا کیا جائے گا اور جس کے پاس نوافل نہیں ہوں گے یقیناً وہ سزا کے حقدار ٹھہریں گے۔ اس عمل سے آپ اچھی طرح جان سکتے ہیں کہ قیامت والے دن نفل نماز کی اہمیت اور قدر و قیمت کس قدر زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نفل نماز کی محبّت سے بھر دے۔

بخشش کا خزانہ:

نفل نماز رحمت ہی رحمت ہے اور اس سے گناہوں کو بھی مٹا دیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بخشش اور مغفرت کے خزانوں کا دوسرا نام نفل نماز ہے۔ اس سلسلے میں قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل ہیں، چند ایک احادیث پر غور فرمالیں

مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ
لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

''جس نے مجھ جیسا وضو کیا پھر کھڑے ہوکر اس نے دو رکعتیں پوری کامل توجہ سے پڑھیں تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

اور اسی طرح ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ ... إِلَّا حُطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً [1]

''جو مسلمان بھی (دو رکعتیں پڑھتا ہے) اس کی خطاؤں کو مٹا دیا جاتا ہے۔''

ماہِ مقدس میں قیام اللیل اور تراویح پر زندگی بھر کے گناہوں کی مغفرت کا اعلان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ [2]

''جس نے رمضان کا قیام ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے کیا اس کی پچھلی زندگی کے بھی گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

اور اسی طرح حضرت معدان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

لَقِيْتُ ثَوْبَانَ فَقُلْتُ لَهُ : حَدِّثْنِيْ حَدِيْثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَنِيْ بِهِ . قَالَ: فَسَكَتَ . ثُمَّ عُدتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا . فَسَكَتَ . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . فَقَالَ لِيْ: عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ لِلّٰهِ . فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَامِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً [3]

''میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان کو کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں شاید کہ

---

[1] مسلم:226

[2] ابوداود:1372 ؛ احمد:22763

[3] سنن ابن ماجہ:1423

اللہ تعالیٰ اس سے مجھے فائدہ پہنچادے۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا تو وہ خاموش رہے۔ میں نے تین بار یہی کہا تو مجھ سے فرمایا: اللہ کے لیے سجدے کیا کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "جو بندہ اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک غلطی معاف کردیتا ہے۔"

بیان کردہ روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نفل نماز باعثِ بخشش اور موجب مغفرت ہے، لیکن ایک چھوٹا سا فرق اچھی طرح سمجھ لیں کہ فی ذاتہ نوافل بھی باعثِ مغفرت ہیں اور اگر دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کا سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ زندگی کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ان دنوں میں آیا جب آپ شدید بیمار تھے اور جس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: بھتیجے......! تیرا کیسے آنا ہوا......؟ میں نے کہا: حضرت! میری آمد کا مقصد صرف آپ کی اللہ کے لیے تیمارداری کرنا ہے، کیونکہ میرے والد عبداللہ بن سلام اور آپ کے درمیان نہایت پیارا اور گہرا تعلق تھا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: بِئْسَ سَاعَةُ الْكَذِبِ هٰذِهِ "اگر میں اس وقت بھی جھوٹ بولوں تو یہ بہت بری گھڑی ہے" کیونکہ میری زندگی کے آخری لمحات ہیں...... میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا، پورے خشوع وخضوع اور مکمل ذکر کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غُفِرَ لَهٗ "پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی، اس کو معاف کردیا جائے گا۔"[1]

---

[1] مسند احمد: 6/450، المعجم الاوسط: 5022، سلسلہ صحیحہ: 3398

ملکہ زبیدہ رحمہا اللہ کا خواب میں آنا

انبیاء ورسل علیہم السلام کے علاوہ بڑے سے بڑے صحابی اور ولی کا خواب بھی دین میں حجت نہیں ہے، کسی کے خواب کی بنیاد پر دین میں اضافہ کرنا سراسر گمراہی ہے، لیکن اس کے باوجود نیک اور صالح لوگوں کے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتے ہیں اور ان میں دوسرے نیک لوگوں کے لیے حوصلہ افزائی کا سامان ہوتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں نقل کیا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید کی اہلیہ ملکہ زبیدہ جس نے اربوں روپیہ خرچ کر کے میدانِ عرفات میں حاجیوں کے لیے نہر کا اہتمام کیا تھا، جس کو نہر زبیدہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب وہ صالح عورت فوت ہوگئی تو کسی عزیز نے انھیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ضرور معاف کر دیا ہوگا، کیونکہ تو نے اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کے لیے میدانِ عرفات میں پانی کا وسیع انتظام کیا تھا...... جواب میں ملکہ زبیدہ کہتی ہیں: وہ تو یقیناً برگزیدہ عمل ہی ہے، لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ایک عمل پر ہی معاف کر دیا کہ میرا معمول تھا کہ میں رات کو اللہ تعالیٰ کی جلالت اور کبریائی کو سامنے رکھ کر بلا ناغہ دو رکعت نفل نماز پڑھا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک عمل کی وجہ سے میری زندگی بھر کے گناہ معاف کر دیئے۔ اللہ اکبر!

سامعین کرام......!

نوافل سے بخشش ملنے کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی دوسروں پر ظلم وستم شروع کردے اور بعد میں دو نفل نماز پڑھ کر معافی مانگ لے...... ایسے نہیں ہوتا...... ہرگز ایسے نہیں ہوتا...... اگر کوئی شخص لوگوں کے حق مارتا ہے تو اس کو شہادت کا رتبہ مل

جانے کے باوجود بھی اس وقت تک بخشش اور مغفرت نہیں ملتی جب تک اس کے ذمہ قرض ادا نہ کر دیا جائے ...... نوافل کے ذریعے ملنے والی بخشش صحیح اور راجح قول کے مطابق ان صغیرہ گناہوں کی ہے جو نہ چاہتے ہوئے یا لاعلمی کی بنیاد پر ہو جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت:

قیامت کے دن کی ہولناکی آپ سب کے علم میں ہے، اس دن کی نفسانفسی آپ اچھی طرح جانتے ہیں، لیکن نوافل سے محبت رکھنے والے اور کثرت سے نوافل پڑھنے والے خوش نصیب لوگ قیامت والے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے بھی حقدار ٹھہریں گے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک صحابی شب وروز رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حسبِ عادت اور حسبِ معمول اس کو کہا: أَلَكَ حَاجَةٌ ''کیا تیری کوئی ضرورت ہے......؟ رسول اللہ ﷺ اپنے سے کمزور اور ضرورت مند لوگوں کو بہت خیال رکھتے تھے، اکثر اوقات ان سے پوچھتے رہتے کہ اگر تمھاری کوئی ضرورت ہے تو مجھے بتاؤ......! آج ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کی یہ سنّت زندہ کرنی چاہیے، اپنے سے کمتر اور غریب لوگوں کو ان کی ضروریات کے متعلق پوچھتے رہنا چاہیے اور جس قدر ممکن ہو ان کی ضرورت کو پورا بھی کر دینا چاہیے...... بہرصورت رسول اللہ ﷺ نے جب پوچھا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدمت گزار نے ایسا جواب دیا کہ اگر اس کو آبِ زر اور سونے کے پانی سے بھی لکھا جائے تو اس جملے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

وہ کہنے لگا:

حَاجَتِيْ أَنْ تُشَفِّعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''میری ضرورت یہی ہے کہ آپ قیامت والے دن میری شفاعت فرمادیں''

اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ سنا، تو بہت حیران اور خوش ہوتے ہوئے

قَالَ: مَنْ دَلَّكَ هٰذَا

''آپ نے فرمایا: یہ تجھے کس نے بتایا......؟''

یعنی صحابیٔ رسول نے اپنی روزمرہ کی کوئی گھریلو ضرورت بیان نہیں کی، حالانکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غربت کا عالم تھا۔ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوچھنے پر باغ و بہار کا مطالبہ بھی کر سکتے تھے......لیکن خادمِ رسول صحابی نے ضرورت بیان کرتے ہوئے حد کر دی اور کہا: اللہ کے رسول......! مجھے آپ کی شفاعت چاہیے اور یہ ضرورت میرے دل میں میرے رب نے ڈالی ہے۔ قَالَ رَبِّيْ.

رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے صحابی کی ضرورت کو سن کر فرمایا:

فَأَعِنِّيْ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ [1]

''زیادہ نفل پڑھ کر میری مدد کر''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے شفاعت کی امید اسی شخص کو رکھنی چاہیے جو نفل نماز سے محبت رکھتا ہے اور کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے اور یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے خدمت گزار کو نوافل پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ صرف نسبت اور بیعت کرنے سے بات نہیں بنے گی......بلکہ اصل چیز عمل ہے، جس شخص کو قیامت والے دن اس کے عمل نے

[1] مسند احمد: 16076، مجمع الزوائد: 2/249، سلسلہ احادیثِ صحیحہ: 2102

پیچھے چھوڑ دیا اس کو اس کا حسب ونسب اور اس کی مذہبی نسبت آگے نہیں کرے گی۔ ❶

نفل نماز اور جنّت میں سب سے آگے:

کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے وی آئی پی مہمان خانے یعنی ''جنّت'' کا طلب گار اور خواہش مند نہ ہو۔ گنہگار سے گنہگار شخص بھی اللہ تعالیٰ کی جنت کا امیدوار ضرور ہے اور قرآن وحدیث کے دلائل روزِ روشن کی طرح اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ نفل نماز سے محبّت اور نوافل کی کثرت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی جنّت کو واجب ہی نہیں کرتے، بلکہ اپنی جنّت میں اعلیٰ درجات اور بلند وبالا رُتبوں پر فائز فرما دیتے ہیں۔ چند ایمان افروز احادیث کو اپنے گلے کی مالا بنا لیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ❷

''جس نے بہت اچھا وضو کیا، پھر اپنے دل اور چہرے کی پوری توجہ سے دو رکعتیں ادا کیں، اس کے لیے جنّت لازم ہوگئی۔''

اس حدیث میں تین باتیں قابل توجہ ہیں:

① ......وضو سنّت کے مطابق نہایت توجہ اور اطمینان سے کرنا چاہیے، کیونکہ وہ نماز کی قبولیت کے لیے پہلی شرط ہے۔

② ......نوافل ادا کرتے ہوئے اپنی پوری توجہ نماز میں پڑھے جانے والے

---

❶ صحیح مسلم: 2699

❷ صحیح مسلم: 234

اذکار پر رکھنی چاہیے، جو زبان سے ذکر ادا ہو اس کا دل ودماغ پر اثر ہو رہا ہو اور پورا وجود نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کے سامنے جھک رہا ہو۔

③ ...... جو شخص فرائض کا پابند، حرام کی گئی چیزوں سے بچنے والا اور عقیدہ توحید وسنّت کا حامل ہو، اس کی دو رکعت نفل نماز اللہ کے ہاں اس قدر محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اپنے بندے پر جنّت کو لازم فرما دیتے ہیں۔

سامعین کرام......!

نفل اور جنّت کا تذکرہ ہو اور میں حبشہ کے بلال رضی اللہ عنہ کو فراموش کر جاؤں ایسے نہیں ہو سکتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ

أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: بِمَ سَبَقْتَنِيْ إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ قَالَ: مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا أَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح ہوتے ہی بلال کو بلایا اور فرمایا: تو کیسے جنّت میں مجھ سے سبقت لے گیا......؟ میں جب بھی جنّت میں گیا ہوں میں نے تیرے قدموں کی آہٹ کو اپنے آگے سنا ہے۔ انھوں نے کہا: میں نے جب بھی اذان کہی ہے تو دو رکعت نماز پڑھی ہے اور جب بھی میں بول و براز سے فارغ ہوتا ہوں تو میں وضو کرتا ہوں تو اس بات کا خیال کرتا ہوں میرے ذمہ اللہ کی خوشنودی کے لیے دو رکعتیں ہیں۔"

[1] مسند احمد: 22996 ؛ جامع ترمذی: 3689

اسی حدیث کے اگلے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بلال! تجھے جنّت میں یہ سبقت اور برتری صرف انھی نفلوں کی وجہ سے ہی ملی ہے۔

سامعین کرام......!

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان جتنا غریب کیوں نہ ہو، چاہے رنگ کا کالا ہو، عہدے اور منصب کے لحاظ سے وہ بالکل معمولی ہو...... اس سب کچھ کے باوجود اگر وہ نفل نماز سے محبّت کرنے والا ہے اور کثرت سے نوافل ادا کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنّت میں بھی سب سے آگے کر دیتے ہیں۔

اور صحیح مسلم میں امّ المومنین سیّدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى اثْنَتَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ [1]

''جس نے دن اور رات میں 12 رکعات پڑھیں اس کے لیے ان کے بدلے جنّت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔''

اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے راویوں کا جذبہ اور عظیم عمل بھی بیان کیا ہے۔ سیّدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے، میں نے یہ بارہ رکعت نماز کبھی نہیں چھوڑی۔

سیّدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرنے والے معروف تابعی حضرت عنبسہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے میں نے بھی بارہ رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔ حضرت عنبسہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرنے والے عمرو بن اوس

[1] صحیح مسلم: 728

ہیں، وہ بھی بیان کرتے ہیں:

مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنْبَسَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ

''جب سے میں نے ان کے متعلق عنبسہ بن ابی سفیان سے سنا ہے میں نے ان رکعات کو کبھی نہیں چھوڑا۔''

حضرت عمرو بن اوس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرنے والے ان کے شاگرد حضرت نعمان بن سالم رحمۃ اللہ علیہ وہ بھی یہی بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ حدیث اپنے استاذ عمرو بن اوس رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہے اس وقت سے لے کر آج تک یہ بارہ رکعات میں نے بھی کبھی نہیں چھوڑیں۔

سامعین کرام......!

اس حدیث شریف سے آپ با آسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کو نفل نماز سے کس قدر محبّت تھی۔ ان بارہ رکعات کی تفصیل جامع ترمذی سمیت دیگر کتبِ احادیث میں بھی موجود ہے، دو فجر سے پہلے، چار ظہر سے پہلے، دو بعد میں، دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد۔

لیکن اگر قرآن وحدیث کا پوری گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو نمازِ تہجد کے علاوہ پانچ نمازوں کے آگے پیچھے سنن ونوافل کی تعداد کم وبیش اکتیس کے قریب ہیں۔ اگر آپ مجھے توجہ دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے میں آپ کو یہ اکتیس رکعات گنوا بھی سکتا ہوں۔

جیسے 2 فجر سے پہلے، 4 چار ظہر سے پہلے اور 4 ظہر کے بعد، 4 عصر سے پہلے، 2 مغرب سے پہلے، 2 مغرب کے بعد، 2 عشاء سے پہلے اور 4 عشاء کے بعد

اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کبھی 5 وتر بھی پڑھا کرتے تھے اور 2 رکعات وتروں کے بعد بھی ادا کرتے تھے۔

اللہ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں جی بھر کر بالخصوص جوانی میں جی بھر کر سجدے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!......اللہ کی قسم! میں نے بڑھاپے میں بیماری کی وجہ سے بے شمار لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بغیر سجدے کے نماز پڑھتے ہیں۔

صحیح احادیث کے مطابق ایک ایک سجدے پر جنّت میں درجہ بلند کیا جاتا ہے، کتنے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو روزانہ سینکڑوں سجدے کرتے ہیں اور ان کے جنّت میں سینکڑوں درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَا فَاطِمَةَ أَكْثِرْ مِنَ السُّجُوْدِ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ [1]

"اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: اے ابو فاطمہ! نوافل زیادہ پڑھو! جو بھی مسلمان اللہ کے لیے خوب سجدے کرتا ہے، اللہ اس کے بدلے اس کے لیے جنّت میں درجے بلند کر دیتے ہیں۔"

میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں کہ اے میرے مولا و داتا......! تیرے فرمان کے مطابق، تیرے آگے جھکتے ہوئے نفل نماز میں نے پڑھ لی ہے۔اس کے بدلے میں میرے ساتھ کیے ہوئے سب وعدے پورے کر دے اور جنّت میں میرے درجات بلند کر دے

[1] مسند احمد: 15527

جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ:

حضراتِ گرامی قدر مسلمان کی ہر کامیابی نفل نماز کے ساتھ باندھ دی گئی ہے، جو شخص محبّت اور کثرت سے نوافل پڑھتا ہے اسے ہمہ جہت کامیابی وکامرانی نصیب ہوتی ہے، حتی کہ وہ جنّت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ پانے میں بھی کامیاب ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے خدمت گزار حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: سَلْ لِيْ مجھ سے سوال کر! ابھی یہ بول رسول اللہ ﷺ کے مبارک لبوں سے جدا ہی ہوا تھا کہ میں نے فوراً کہا: أَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ ''میں آپ سے جنّت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَوَ غَيْرَ ذَالِكَ ''کیا اس کے علاوہ بھی'' قُلْتُهُ وَذَاكَ ''میں نے کہا: صرف وہی''

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے مایوس کرنے کی بجائے خوشخبری سناتے ہوئے حکم ارشاد فرمایا:

فَأَعِنِّيْ عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ [1]

زیادہ نفلوں کے ساتھ اپنے معاملے میں میری مدد کر۔''

اس حدیث سے واضح ہوا کہ نفل نماز کی برکت صرف دنیا تک نہیں، بلکہ جنّت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تک ہے۔ نفل نماز پڑھنے والے کو جنّت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت تک ہر نعمت اور رحمت عطا کردی جاتی ہے۔

---

[1] مسلم: 489 ؛ ابوداود: 1320

تین اہم باتیں:

آخر میں نوافل کے حوالے سے تین اہم باتیں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ نفل نماز ادا کرتے ہوئے ان تینوں باتوں کو اپنے دل ودماغ میں تازہ رکھتے ہوئے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد بہت خزانوں سے نواز دیں گے۔

1...... نفل نماز تنہائی میں پڑھیں، تنہائی میں کیے ہوئے رکوع وسجود اور سجدوں میں جہاں عجب لذت ہوتی ہے، وہاں ایسی نفل نماز زندگی کو طمانیت اور روحانیت سے مالا مال کر دیتی ہے اور اجر وثواب کے لحاظ سے بھی تنہائی میں دو رکعت نفل نماز پڑھنے کا ثواب کم وبیش 27 نوافل کے برابر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، امام معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَطَوُّعُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهِ يَزِيْدُ عَلَى تَطَوُّعِهِ عِنْدَ النَّاسِ كَفَضْلِ صَلٰوةِ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ عَلَى صَلٰوتِهِ وَحْدَهُ [1]

”آدمی کا اپنے گھر میں نوافل ادا کرنا لوگوں کے پاس نفل ادا کرنے سے اس قدر زیادہ ہے جس طرح آدمی کے باجماعت نماز پڑھنے کی اکیلے نماز سے فضیلت ہے۔“

خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کی تنہائیوں میں لغویات کی بجائے نوافل ہیں، فحش بکنے کی جگہ سجدے ہیں...... اللہ ہمیں بھی ایسے لوگوں میں کر دے۔

2...... طُوْلُ الْقُنُوْتِ لمبا قیام...... جس قدر ممکن ہو کوشش کیا

---

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ: 3149 ؛ مصنف عبدالرزاق: 4835 ؛ مصنف ابن ابی شیبہ: 2/256

کریں کہ جو نوافل آپ تنہائی میں ادا کرتے ہیں ان نوافل میں بالخصوص قیام کو لمبا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نماز وہ ہے جس کا قیام لمبا ہو۔

اور یہاں پر ایک سوال ہوسکتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت حافظِ قرآن نہیں ہے، تو ایسے لوگ کہ جن کو قرآن پاک زیادہ زبانی یاد نہ ہو تو وہ اپنی نماز کے قیام کو لمبا کیسے کر سکتے ہیں؟ اس سوال کا آسان ترین اور بہترین جواب یہ ہے کہ تقریباً ہر مسلمان کو آیۃ الکرسی، قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اچھی طرح یاد ہیں، آپ انھیں کو اپنے قیام میں بار بار پڑھتے رہیں۔ مثال کے طور پر نفل کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد کو آپ سو دفعہ پڑھیں...... ہزار دفعہ پڑھیں...... آیۃ الکرسی کو سو دفعہ پڑھیں...... چاہے پانچ سو دفعہ پڑھیں اور اسی طرح آپ کو دیگر جتنی قرآنی دعائیں یاد ہیں وہ آپ جھوم جھوم کر دہرا دہرا کر قیام کی حالت میں بار بار پڑھتے رہیں...... نفل نماز میں ایک آیت بار بار پڑھنا اور مزے لے لے کے پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی محبوب، نادر اور نایاب سنّت ہے۔ ایسا کرنے سے جہاں آپ کی نماز کا قیام لمبا ہوگا وہاں اللہ تعالیٰ جنّت میں آپ کے درجات کو بھی بلند فرما دیں گے۔

3 رضا و رحمت کا احساس:

جب آپ نفل نماز پڑھ رہے ہوں تو آپ کو اس بات کا پورا یقین ہو کہ میرے اللہ کی رحمت میرے سامنے ہے...... میرے مالک کا چہرہ میرے سامنے ہے اور میرا خالق و مالک پورے لطف و کرم سے مجھے دیکھ رہا ہے...... جب آپ اپنی بے بسی اور اپنے خالق و مالک کی طاقت و قوت کو ذہن میں رکھ کر نوافل ادا کریں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنے قرب کی حلاوت نصیب کرے گا اور یہاں یہ بات اچھی

طرح سمجھ لیں کہ مومن کے سجدے اور رکوع اور سجود تو بڑے عظیم اعمال میں شامل ہیں مومن کے سینے میں جو خراش بھی آتی ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی دیکھتے اور جانتے ہیں اور سینے کی گھٹن اور دلی غموم وہموم کا یہی علاج بیان کرتے ہیں کہ خوب سے خوب نوافل پڑھو اور سجدوں میں جی بھر کر تسبیح کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ [1]

''اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں کہ ان کے الزامات کی وجہ سے آپ کا سینہ تنگی محسوس کرتا ہے، پس آپ اپنے رب کی تعریف کریں اور نوافل ادا کرنے والوں میں سے ہو جائیں اور اپنے پروردگار کی عبادت کریں یہاں تک کہ آپ کے پاس موت (پاک) کا پیغام آجائے۔''

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے اور آپ کے دل میں نفل نماز کی محبّت پیدا کرے اور ہمیں تنہائیوں میں لمبے لمبے رکوع وسجود کی سعادت عطا فرمائے اور ہماری تمام مشکلیں آسان کرتے ہوئے ہمارے لیے اپنی جنت کے سب دروازے کھول دے۔ آمین ثم آمین!

هذا ما كان عندى
والله تعالى اعلم بالصواب

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

☆ ❋ ☆ ❋ ☆ ❋ ☆

---

[1] الحجر: 97

ایمان کی مٹھاس کیسے ملتی ہے؟

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ [1]

''بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی پر ہو (تو کیا وہ سخت دل ہوسکتا ہے) پس ان پر ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں وہی کھلی گمراہی میں ہیں۔''

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ [2]

''جس کے متعلق اللہ ارادہ کرتا ہے یہ کہ اسے ہدایت دے اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔''

[1] الزمر:22
[2] الانعام:125

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتّقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، اما منا فی الدنیا واما منا فی الآخرۃ واما منا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

ایمان جامد چیز ہے نہ چند الفاظ کی ادائیگی کا نام ہے اور نہ ہی ایمان صرف ان عقائد کا نام ہے کہ جن کو صرف ایک دفعہ دل ودماغ میں بٹھالیا جائے ...... بلکہ ایمان ایک بہت بڑی دریافت ہے...... ایک بہت بڑی حقیقت ہے...... ایمان تازگی ہے اور ایمان مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انقلاب پیدا کر دینے والی چیز ہے...... جب کوئی شخص ایمان کا زبان سے اقرار کرتا ہے...... دل سے تصدیق کرتا ہے اور پھر پورے وجود کو نیک اعمال میں کھپا دیتا ہے تو ایسے مومن کی زندگی میں ایک حیرت انگیز لذت پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان اللہ کو وحدہ لاشریک اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الرسلین مان لے اور تمام ارکانِ ایمان کو تسلیم کر لے...... اللہ کی عدالت کی حاضری اور پھر جنّت وجہنّم کی حقیقت کو یقین کے ساتھ پالے اس کے اندر منفرد تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے...... اس کے بولنے اور سوچنے کے انداز بدل جاتے

ہیں۔ بظاہر انسان کا جسم ویسا ہی رہتا ہے جیسا ایمان لانے سے پہلے تھا لیکن انسان کے اندر جو ایک روحانی نظام ہے اس میں سمندر جیسی موجیں پیدا ہوجاتی ہیں...... ایمان بندے کو پاک اور بے باک بنا تا ہے......قرآن مجید سے میں آپ کے سامنے اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جادوگر آئے تو انھوں نے باقاعدہ فرعون سے اس بات کا عہد لیا کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے تو ہمیں انعامات سے نوازتے ہوئے ہماری اعلیٰ عہدوں پر ترقی کی جائے گی۔

قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِيْنَ ○ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ [1]

''جادوگروں نے فرعون کو کہا کہ ہم کو کوئی بھاری انعام ملے گا نا......؟ اگر ہم غالب رہے، فرعون نے کہا: ضرور! اور تم اس صورت میں ہمارے وزرا میں داخل ہوجاؤ گے۔''

چنانچہ مقابلہ ہوا، فرعون کے جادوگروں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں پھینکیں، اور فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہا: آج ہم ضرور غالب آئیں گے۔ جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں جادو کی وجہ سے سانپ بن گئیں۔ جادو کے زور سے وہ ایسی نظر آنے لگیں گویا کہ وہ دوڑ پھر رہی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور سچے رسول تھے۔

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ [2]

[1] الشعراء: 41-42
[2] الشعراء: 45

''پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ ان کے گھڑے ہوئے جادو (گورکھ دھندہ) کو اپنے اندر لے گیا۔''

جادوگروں نے اپنی نگاہوں کے سامنے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سچا معجزہ دیکھا تو فوراً سجدے میں گر گئے۔

قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ ○ [1]

''انھوں نے کہا ہم جہانوں کے رب پر ایمان لے آئے جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے۔''

فرعون جیسے مکار اور ظالم بادشاہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ہدایت قبول کرنے کی بجائے خونخوار درندوں کی طرح گرجتے ہوئے کہنے لگا کہ تم میری اجازت کے بغیر ایمان لے آئے ہو میں رب تمھیں بہت سخت سزا دوں گا۔ مجھے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی تمھارا بڑا استاد ہی تھا...... تمھیں ابھی بتا دوں گا کہ کسی بادشاہ کا ساتھ کیسے چھوڑا جاتا ہے۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ [2]

''میں بڑی بے دردی سے تمھارے ایک طرف کے ہاتھ کاٹوں گا اور دوسری طرف کے پاؤں اور تم تمام کو سولی چڑھاؤں گا۔''

سامعین کرام......! توجہ میری طرف رکھیں......اور ایمان کی طاقت اور

---

[1] الشعراء:47_48

[2] الشعراء:46

قوت اور ایمان کی مٹھاس اور ایمان کے بعد آنے والے انقلاب پر غور فرمائیں، جب فرعون نے کائنات کی سب سے زیادہ خطرناک سزا سنادی اور اس کی پوری تیاری بھی کرلی...... تو وہ جادوگر جو پہلے فرعون کے عہدوں کے حریص تھے...... جو فرعون کا قرب چاہتے تھے...... جب انھی کے اندر ایمان آیا...... اللہ کی توحید اور نبی موسیٰ علیہ السلام کی سچائی واضح ہوگئی تو انھوں نے ایمان لانے کے بعد دوٹوک الفاظ میں فرعون کو نہایت بے باکی اور جرأت کے ساتھ کہا: اے فرعون......!

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ [1]

”انھوں نے کہا جو دلائل ہمارے پاس آگئے ہیں ان پر اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم آپ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تو آپ کو جو حکم دینا ہو دے دیجیے۔ اور آپ (جو) حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں (دے سکتے ہیں) ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف

[1] طٰہٰ:72-76

کرے اور (اسے بھی) جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا۔ اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے۔ جس میں نہ مرے گا نہ جیئے گا اور جو اس کے روبرو ایماندار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کئے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے لئے اونچے اونچے درجے ہیں (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا۔''

اللہ کی قسم......! اس کو کہتے ہیں ایمان کی لذت اور حلاوت۔ اللہ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو بھی ایمانی غیرت اور ایمانی حلاوت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار قول

لیکن یہ بات یاد رکھو......! ایمان کی مٹھاس دنیا کا سب سے قیمتی خزانہ ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ ایمان کی مٹھاس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں...... ایمان کی لذت اور حلاوت سب سے زیادہ لذیذ اور میٹھی ہے

وَالْإِنْسَانُ فِي الدُّنْيَا يَجِدُ فِيْ قَلْبِهِ بِذِكْرِاللهِ وَ ذِكْرِ مَحَامِدِهِ وَآلَائِهِ وَعِبَادَتِهِ مِنَ اللَّذَّةِ مَا لَا يَجِدُهُ بِشَيْءٍ اٰخَرَ [1]

''دنیا میں انسان اللہ کے ذکر اور اس کی حمد و ثنا اور اس کی نعمتوں پر غور و فکر اور اس کی عبادات کے ذریعے دل میں جو مٹھاس پاتا ہے وہ دنیا کی کسی دوسری چیز میں نہیں پاتا۔''

---

[1] منهاج السنة النبوية: 5/ 389

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دل ایمان کی مٹھاس پالیتا ہے تو وہ فوراً نافرمانی، فسق اور کفر کی کڑواہٹ کو محسوس کرلیتا ہے، اسی لیے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل جانا پسند کرلیا لیکن نافرمانی کو پسند نہیں کیا۔ [1]

امام وہیب رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت قابل توجہ بات

اور یہ حلاوت اور لذت غافلوں اور منافقوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں سستی وکاہلی اور غفلت برتتے ہیں اور ایسے لوگ کہ جن کے دل گناہ اور نفاق سے آلودہ ہیں ان کو کسی صورت بھی ایمان کی لذت جیسا انمول خزانہ عطا نہیں کیا جاتا...... آپ نے کلمہ پڑھ لیا ہے اب سب غفلتیں چھوڑ دیں...... امیری، غریبی اور بیماری وصحت ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ اور پورا یقین رکھیں۔

امام وھیب الورد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا

هَلْ يَجِدُ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

''کیا اللہ کا نافرمان بھی ایمان کا ذائقہ چکھ سکتا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: بالکل بھی نہیں! وَلَا مَنْ هَمَّ بِالْمَعْصِيَةِ [2] بلکہ نافرمانی کا ارادہ کرنے والا بھی ایمان کی مٹھاس نہیں پاسکتا۔

ایمان کی مٹھاس کے لیے پہلی شرط کبیرہ صغیرہ گناہوں کو چھوڑ دینا ہے۔

آیئے......! آج میں آپ کے سامنے چند ایسے خوش نصیبوں کا ذکرِ خیر

---

[1] فتح الباری۔ امام ابن رجب: 1/ 58

[2] جامع العلوم والحکم: 2397

سناؤں کہ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان کی حلاوت عطا فرماتے ہیں۔

دنیا میں طرح طرح کی غذائیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ مشروبات ہیں۔ ہر چیز کا ذائقہ......لذت......حلاوت اور مٹھاس اپنی اپنی ہے۔لیکن اللہ کی عزت کی قسم......! دنیا کی کوئی غذا بھی ذائقے اور قوت وطاقت میں لذتِ ایمانی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

آیئے......! آج آپ کے سامنے چند ایسے اعمال کو پوری وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مومن بندے کو ایمان کی مٹھاس عطا فرماتے ہیں۔

1......کفر کو سخت ناپسند کرنے والا

اسلام اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام کی خاطر بہت قربانیاں پیش کی ہیں...... بلکہ اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنا ایمان اور اسلام بچانے کے لیے سب کچھ لٹا دیا تھا۔

ان کو اسلام سے پھیرنے کے لیے قریش مکہ اور دشمنانِ اسلام نے ہر حربہ استعمال کیا،لیکن ان کے دل میں اسلام کی اس قدر زیادہ محبّت اور کفر کی اس قدر زیادہ نفرت تھی کہ انھوں نے تپتے ہوئے صحرا پر لیٹنا گوارا کیا......اپنے آخری سانس تک کو قربان کردیا لیکن اسلام کو چھوڑ کر کفر کو قبول نہیں کیا......اور یہی وہ خوش نصیب تھے جن کو اللہ تعالیٰ آزمائشوں اور تکلیفوں میں ایمان کی مٹھاس عطا کردیتے تھے۔آج بھی موجودہ دور میں جس شخص کے دل میں ایمان کی شدید محبّت ہو اور اسلام سے والہانہ عقیدت ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کفر میں جانا اس قدر ناپسند کرتا ہو جس قدر آگ میں چھلانگ لگانا ناپسندیدہ عمل ہے......تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کو بھی ایمان کی

مٹھاس عطا فرماتے ہیں۔ حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں اسلام کی محبّت ہوگی۔

وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِيْ الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ [1]

''اور وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسے برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔''

تو ایسا شخص ایمان کی مٹھاس کو پالیتا ہے...... اس وقت کفر کی ترقی...... کفر کی تہذیب اور کفر کا غلبہ آپ کے سامنے ہے۔ بڑے بڑے مسلمان کفر اور اہل کفر کے قریب ہیں تو اس پرفتن دور میں جو شخص کفریات اور اہل کفر سے شدید نفرت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی مٹھاس ضرور نصیب فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اسلام کی وجہ سے بہت ستایا گیا لیکن ان سعادتمند ہستیوں نے ...... کٹنا ...... مرنا ...... اور جلنا گوارا کرلیا لیکن اسلام کو چھوڑ کر کفر کو قبول نہیں کیا۔

کتبِ تاریخ میں ایک ایمان افروز حیرت انگیز واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رومیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو قید کرلیا اور ان پر سختی کرتے ہوئے انھیں کہا: تَنَصَّرْ وَإِلَّا

---

[1] صحیح البخاری: 16

قَتَلْتُكَ ''عیسائی ہو جا ورنہ تجھے قتل کر دینا ہے''

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو انھوں نے پیتل کا دیگچہ منگوایا جس میں تیل کو خوب گرم کر کے جوش دیا گیا...... مسلمان قیدیوں میں سے انھوں نے ایک قیدی کو پکڑا اس کو عیسائیت کی دعوت دی۔ جب اس نے انکار کر دیا تو ان بد بخت عیسائیوں نے اس مسلمان قیدی کو تیل سے کھولتے ہوئے دیگچے میں پھینک دیا فَإِذَا عِظَامُهُ تَلُوحُ اس قیدی کی ہڈیاں تیل کے اوپر نمایاں نظر آ رہی تھیں یہ سارا منظر حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی دیکھ رہے تھے انھوں نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: عیسائی ہو جا ورنہ تجھے بھی پھینک دیں گے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم......! میں کسی صورت عیسائیت قبول نہیں کر سکتا، چنانچہ آپ کو دیگچے میں پھینکنے کا حکم دے دیا گیا۔ جب آپ کو اس کے قریب لا کر باندھا گیا تو آپ رو پڑے...... عیسائیوں نے کہا: لگتا ہے بن گئی ہے، شاید اب وہ عیسائیت کو قبول کر لے گا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں اس لیے نہیں رویا کہ تم مجھے تیل میں پھینکنے والے ہو میں تو اس بات پہ رویا ہوں کہ کاش آج میرے پاس جسم کے بالوں کے برابر جانیں ہوتیں تو میں ان تمام جانوں کو ایک ایک کر کے اسلام کی عظمت پر قربان کر دیتا۔[1]

وہ عیسائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب کو سن کر ان کی استقامت پر بڑا حیران اور خوش ہوا اور کہا: میں تجھے چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ تم میرے سر کو بوسہ دو۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ما أفعل ...... میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے کہا:

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: 4/56 طبع قدیم۔ تاریخ دمشق امام ابن عساکر: 27/359

تَنَصَّرْ وَاُزَوِّجُكَ ابْنَتِيْ وَاُقَاسِمُكَ مُلْكِيْ

''عیسائی ہو جا میں اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی کردوں گا اور اپنی بادشاہت میں تجھے شامل کرلوں گا۔''

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے پھر انکار کیا..... تو اس نے کہا: میرے سر کو بوسہ دو میں تیرے سمیت اسّی مسلمانوں کو چھوڑ دوں گا..... چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مان گئے، انھوں نے اس کے سر پر بوسہ دیا اور اسّی مسلمانوں کو ساتھ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

قَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن حذافہ کی طرف بڑھے اور ان کے سر کو بوسہ دیا۔''

یہی وہ خوش نصیب لوگ تھے کہ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کڑی آزمائشوں میں ایمان کی مٹھاس اور ایمان کی غیرت سے مالا مال کردے گا۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

حبشہ کے بلال رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کو بہت زیادہ ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ اسلام کی تاریخ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر کیے جانے والا ظلم ہر ایک کے علم میں ہے اور اس کے متعلق اسلام کی تاریخ بھری پڑی ہے۔

بعض تاریخی روایات میں آتا ہے کہ جب امام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو غلامی سے آزاد کروایا تو ایک دن پوچھنے لگے: اے بلال! تو سخت گرمیوں کے دنوں میں ریت کے ٹیلوں پر قریش مکہ کی سختیاں کیسے برداشت کرلیتا تھا.....؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے میرے آقا صدیق اکبر!

مَزَجْتُ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ بِمَرَارَةِ الْعَذَابِ فَطَغَتْ حَلَاوَةُ الْإِيْمَانِ عَلٰى مَرَارَةِ الْعَذَابِ فَلَمْ أَشْعُر بِشَيْءٍ ❶

''میں عذاب کی سختی میں ایمان کی مٹھاس کی آمیزش کر لیتا تو ایمان کی مٹھاس عذاب کی سختی پر غالب آجاتی اور مجھے (ان کا ظلم) کچھ بھی محسوس نہ ہوتا۔'' اللہ اکبر

اور آپ کو یاد ہوگا کہ جب عیسائی بادشاہ ہرقل نے اپنے دربار میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ رہے ہیں وہ دن بدن کم ہو رہے ہیں یا بڑھ رہے ہیں......؟ تو ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ابھی کافر تھے...... کہنے لگے: جی وہ تو دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ عیسائی بادشاہ نے کہا:

وَكَذَالِكَ أَمْرُ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يُتِمَّ

ایمان کی کیفیت ہی ایسی ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے۔''

پھر عیسائی بادشاہ نے سوال کیا: کیا اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ...... اس سے ناراض ہو کر اس کے دین کو چھوڑ دیتے ہیں یا نہیں......؟

ابوسفیان جو کہ ابھی کفر کی حالت میں تھے کہنے لگے: بالکل بھی نہیں چھوڑتے۔ عیسائی بادشاہ نے پھر اس موقع پر لذتِ ایمانی کی بات کرتے ہوئے کہا:

وَكَذَالِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ ❷

---

❶ کتاب المهتدين: 1/28 ؛ ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری: 1/104

❷ صحیح البخاری: حدیث 7

''ایمان کی خاصیت بھی ایسی ہے جس وقت دلوں میں اس کی مٹھاس رچ بس جائے۔''

اللہ کے بندو......! اندازہ کرو کہ ایک غیر مسلم عیسائی بادشاہ بھی ایمان کی حقیقت اور اس کی مٹھاس کو سمجھتا ہے...... آپ کو اس کا احساس کیوں نہیں...... اگر آج آپ ایمان کی مٹھاس لینا چاہتے ہیں تو موجودہ حالات میں کفر کے دست بازو بنیں نہ اہل کفر سے دوستیاں کریں اور نہ ہی ان کے ساتھ کسی قسم کے تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں...... کفر اور اہل کفر سے شدید نفرت ہو اور بالخصوص موجودہ دور میں مرزائی کائنات کے بدترین کافر ہیں۔ ان کے ساتھ قربتیں اور محبتیں بڑھانے والا کبھی ایمان کی مٹھاس نہیں پاسکتا اور اللہ معاف فرمائے کئی مسلمان بدبخت ایسے بھی ہیں کہ جنھوں نے دنیا کے تھوڑے سے مفاد اور یورپ کے ویزے کے لیے مرزائیت کو قبول کرلیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

جن لوگوں کے دلوں میں کفر کی شدید نفرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے سینے اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور ان کے دلوں کو ایمان کی مٹھاس سے بھر دیتا ہے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ [1]

''بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی

[1] الزمر:22

طرف سے روشنی پر ہو (تو کیا وہ سخت دل ہو سکتا ہے) پس ان پر ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں وہی کھلی گمراہی میں ہیں۔"

تقدیر پر مکمل ایمان رکھنے والا:

تقدیر کا مسئلہ اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔ تقدیر کا معنی یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہونے والا ہے اور ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایک کے ہر عمل کو زمین وآسمان کے بنائے جانے سے پچاس ہزار سال قبل لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا جیسا کہ حضرت امام عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَن يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ [1]

"اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیر بھی لکھی اور اللہ کا عرش پانی پر تھا۔"

تقدیر کا منکر ایمان کا منکر ہے اور اس کے کفر میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں۔ جو تقدیر کو نہیں مانتا وہ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا انکاری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زندگی میں آنے والے تمام معاملات کو اپنے وسعتِ علم اور کمال حکمت کے پیش نظر پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ لیکن بندے کو مکمل اختیار دیا ہے...... نیکی اور بدی میں کسی انسان پر کوئی جبر نہیں ...... ہر بندہ اپنے اختیار کو اپنی مرضی سے استعمال

[1] صحیح مسلم:2653

کرتا ہے......لیکن بندے نے جس عمل کو اختیار کرنا ہوتا ہے وہ علّام الغیوب کے علم میں پہلے ہوتا ہے......اس لیے تقدیر کے معاملات میں زیادہ الجھنا نہیں چاہیے۔ اس سے بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ عام انسان تو کیا بڑے بڑے امام گمراہ ہو چکے ہیں۔

بس آپ کے ذمہ یہی ہے کہ اپنے اختیار کا اچھا استعمال کریں۔ نیک اعمال میں محنت کریں اور اپنے اللہ پر مکمل بھروسہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سچے اور مخلص اہل ایمان کے عمل کو کسی صورت بھی ضائع نہیں کرتے ہیں۔

اور یاد رہے......! جو شخص ایمان کی مٹھاس کا متلاشی ہے تو اس کے کرنے کا بنیادی اہم کام یہ ہے کہ وہ اپنی تقدیر پر مکمل یقین رکھے...... کہ میرے اللہ نے میرے مستقبل کے تمام اعمال کو میرے کرنے سے پہلے ہی اپنے پاس لکھا ہوا ہے......اور میرے اللہ کا مجھ پر کوئی جبر نہیں، بلکہ میں ہر عمل اپنے اختیار اور اپنی پسند سے کرتا ہوں۔

حضرت امام عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَا بُنَيَّ اِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيْقَةِ الْإِيْمَانِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ [1]

''اے میرے پیارے بیٹے! اس وقت تک تم ایمان کے ذائقے کی حقیقت کو نہیں پا سکتے یہاں تک کہ تو اچھی طرح جان لے کہ جو معاملہ تجھے پہنچنا ہے وہ تجھ سے خطا ہونے والا نہیں اور جو تجھ سے خطا ہوا ہے وہ تجھ کو کسی صورت بھی پہنچنے والا نہیں۔''

---

[1] سنن ابی داؤد وصححہ الالبانی :4700

اس روایت سے واضح ہوا کہ ایمان کی مٹھاس کے لیے تقدیر پر مضبوط ایمان نہایت ضروری ہے اور حضرت ابن دیلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ماہر قرآن حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آکر انھیں کہا کہ میرے دل میں تقدیر کے معاملے میں کچھ شبہ سا ہے۔ آپ مجھے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا دیں جس سے میرے دل کا یہ شبہ دور ہو جائے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر زمین و آسمان والوں کو عذاب دینا چاہیں تو وہ انھیں عذاب دینے میں ظالم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحم فرمائے تو ان کے لیے اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہوگی۔

وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا قَبِلَهُ اللهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَئَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُصِيْبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ [1]

''اور اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ تجھ سے اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تو تقدیر پر ایمان نہیں لائے گا اور تو جان لے کہ جو کچھ تمھیں پہنچا ہے وہ تجھ سے خطا نہیں ہوسکتا تھا اور جو کچھ تجھ سے خطا ہو گیا وہ تجھے پہنچ نہیں سکتا تھا اور اگر تو اس عقیدے کے علاوہ کسی اور عقیدے پر فوت ہوا تو تو آگ میں داخل کر دیا جائے گا۔'' اللہ اکبر

ابن دیلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابیَ بن کعب رضی اللہ عنہ کے بعد میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت زید

[1] مسند احمد:21922 ؛ سنن ابی داوٗد:4699 ؛ سنن ابن ماجہ:77

بن ثابت رضی اللہ عنہم سے ملا تو انھوں نے بھی مجھے تقدیر کے مسئلہ میں یہی کچھ بیان کیا۔

امام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے:

يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَ ذَالِكَ فِي الْمُكَذِّبِيْنَ بِالْقَدْرِ [1]

''میری امت میں خسف اور مسخ ہوگا یعنی (زمین میں دھنسایا جانا اور شکلوں کا بگڑ جانا) اور یہ تقدیر جھٹلانے والوں کے لیے ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو تقدیر پر مضبوط یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اس کے ذریعے ایمان کی مٹھاس نصیب کرے۔ آمین!

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ محبّت کرنے والا

ایمان کی مٹھاس کو پانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ محبّت کا ہونا نہایت ضروری ہے اور محبّت صرف دعوے اور عقیدت کا نام نہیں بلکہ محبّت میں اطاعت پہلی بنیاد ہے جو شخص ہر ہر حکم اور فیصلے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اسی شخص کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبّت ہے اور وہی شخص ایمان کی مٹھاس کا زیادہ حقدار ٹھہرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا [2]

---

[1] سنن ابی داود: 4613 ؛ جامع ترمذی: 2153 ؛ سنن ابن ماجہ: 4061

[2] صحیح البخاری: 16

''ایسا شخص جس کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔''

آج ہم میں سے ہر شخص یہی دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے سب سے زیادہ محبّت ہے، حتیٰ کہ بے نماز بھی یہی سمجھتا اور کہتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ محبّت کرتا ہوں۔

یاد رکھو......! محبّت جعلی عقیدت اور دعووں کا نام نہیں۔ اگر آپ کو اللہ سے سب سے زیادہ محبّت ہے تو پھر آپ

☆......اللہ کے علاوہ غیروں کو غوثِ اعظم، گنج بخش اور داتا کیوں کہتے ہیں......؟

☆......اللہ کو چھوڑ کر غیروں سے مدد کیوں طلب کرتے ہیں؟

☆......آپ کو اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام یاد کیوں نہیں......؟

☆......آپ روزانہ ایک ترتیب اور شوق سے قرآن کی تلاوت کیوں نہیں کرتے......؟

☆......آپ کی عمر چالیس، پچاس سال ہو چکی ہے آپ کو قرآن مجید کا ترجمہ اور معنی و مفہوم کیوں نہیں آتا......؟

☆......آپ بیت اللہ کی بار بار زیارت کے لیے کوشش کیوں نہیں کرتے؟

☆......آپ کی تنہائی پاک کیوں نہیں ہوتی......؟

یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ صرف محبّت کا دعویٰ ہے لیکن اس دعوے میں سچائی نہیں ہے اور اگر اسی طرح ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ محبّت ہے تو پھر ہم

☆......رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو رد کیوں کرتے ہیں......؟

☆......رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کافر سائنسدان کی بات کو ترجیح کیوں دیتے ہیں......؟

☆......رسول اللہ ﷺ پر روزانہ ہزاروں مرتبہ دُرود کیوں نہیں پڑھتے......؟

☆......رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور مشن کو لے کر آگے کیوں نہیں بڑھتے......؟

یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ ہمیں دنیا اور دنیا کی ٹھاٹھ باٹھ سے عملی طور پر زیادہ محبّت ہے......اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی محبّت ہے لیکن عملی طور پر کوتاہیاں بہت زیادہ ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سچا محبّ کسی صورت بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور بغاوت نہیں کرسکتا۔

اگر آج سُودی کاروبار کرنے والا اور سُودی لین دین لکھنے والا دعویٰ یہ کرے کہ میں سب سے زیادہ اللہ و رسول ﷺ سے محبّت کرتا ہوں تو کسی صورت بھی بات سمجھ نہیں آتی۔ جن کو سچی محبّت تھی انھوں نے رب و رسول ﷺ کی بغاوت کر کے جائیدادیں نہیں بنائیں......؟ انھوں نے سُود پر پیسے لے کر کارخانے نہیں چلائے، بلکہ انھوں نے تو اپنا تن من دھن سب کچھ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبّت پر لٹا دیا۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا واقعہ معروف ہے اور صحیح البخاری میں بھی موجود ہے کہ جب آپ کو قریش نے قید کیا تو آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور جب آخری لمحہ تھا تو کہنے والے بد بخت نے کہا: اس وقت تیرا دل تو یہی چاہتا ہوگا کہ میری جگہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا......حضرت خبیب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں تو یہ بھی پسند

نہیں کرتا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک پر ذرّہ بھر خراش بھی آئے۔

یہ وہ سچے لوگ تھے کہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت میں کٹ مرے لیکن انھوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی اور بغاوت نہیں کی

دوسروں سے اللہ کے لیے محبّت کرنے والا

ایمان کی مٹھاس کے لیے ایک اہم ترین عمل یہ ہے کہ آپ لوگوں سے محبت حُسن کی بنیاد پر نہ کریں...... دوسروں سے محبّت صرف دنیا کے پیسے رُوپے اور مفاد کے لیے نہ رکھیں، بلکہ نیک سیرت اور نیک کردار لوگوں سے اللہ کے لیے پیار کریں۔ جو شخص کسی شخص سے محض اللہ کی خوشنودی کے لیے پیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ایمان کی مٹھاس عطا کرتے ہیں...... حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی مٹھاس اسے نصیب ہوتی ہے جو

وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ [1]

''کسی شخص سے صرف اللہ کے لیے پیار کرے۔''

یہ تو اللہ کے لیے سچی محبّت کا نقد صلہ دنیا میں ہے اور قیامت والے دن ایسے لوگوں کے مقام ومرتبے کا عالم یہ ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خود اعلان فرمائیں گے:

أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ .؟ أَلْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّيْ [2]

---

[1] صحیح البخاری:16

[2] صحیح مسلم:2566

''میری جلالت وبزرگی کے لیے آپس میں محبّت کرنے والے کہاں ہیں......؟
میں آج انھیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔''

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ معروف تابعی حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوئے تو انھوں نے ایک خوب صورت، باوقار نوجوان عالم دین کو دیکھا کہ لوگ اس سے مسائل پوچھتے ہیں اور پھر ان کے جواب پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور مجھے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں اور ان کا نام معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت ابوادریس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں انکے بارے میں اللہ کے لیے محبّت پیدا ہوگئی اور ملاقات کی خواہش بھی پیدا ہوگئی تو میں اگلے دن بہت جلد مسجد میں چلا گیا تاکہ لوگوں کے آنے سے پہلے پہلے میں پہنچ جاؤں اور جب وہ آئیں تو ان سے ملاقات کروں...... ابوادریس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ذہن کے مطابق تو بہت جلد مسجد میں گیا لیکن کیا دیکھتا ہوں وہ مجھ سے پہلے مسجد میں تشریف فرما ہیں...... میں نے ان کو نماز کی حالت میں دیکھا...... جب انھوں نے نماز مکمل کی تو میں انکے سامنے سے چلتا ہوا ان کے پاس آیا، سلام کیا، اور سب سے پہلے یہی بات کہی:

وَاللّٰهِ ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ

اللہ کی قسم......! بلاشبہ میں آپ سے اللہ کے لیے پیار کرتا ہوں۔''

انھوں نے کہا: کیا واقعی......؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم......! میں آپ سے اللہ کے لیے پیار کرتا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے مجھے میری چادر کے کنارے سے پکڑا

اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا: خوش ہوجا......! تیرے لیے بشارت ہے...... تیرے لیے بہت زیادہ خوشی کی بات ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ . [1]

''میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کی ہم نشینی کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبّت واجب ہوگئی۔''

اللہ تعالیٰ نے جو مٹھاس اس عمل میں رکھی ہے اللہ کی قسم! اس کی مثال کہیں نظر نہیں آتی...... رشتہ داری اور خونی تعلق بھی اس مٹھاس اور پاکیزہ تعلق کا مقابلہ نہیں کر سکتے...... بدنصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کی محبتیں صرف مفادات کی حد تک ہوتی ہیں اور کائنات کے اعلیٰ ترین ہیں وہ لوگ جو صرف اللہ کے لیے نیکی اور کردار کی وجہ سے سچی محبّت کرتے ہیں...... کسی بھی انسان کے پاس کسی شخص کو دینے کے لیے سب سے قیمتی تحفہ ''محبّت'' ہے اور یہ تحفہ صرف اللہ کی رضا کے لیے ہی کسی دوسرے کی خدمت میں پیش کرنا چاہیے۔

معروف سے معروف بندے کے ساتھ اللہ کے لیے محبّت کریں، چاہے وہ سمندر پار کسی دوسرے ملک میں رہتا ہو۔ اس محبّت کے لیے ملاقات بھی ضروری نہیں، دعوتیں کھلانا بھی ضروری نہیں، سچے دل سے دعا ہی کر دیں محبّت کے اظہار کے لیے اللہ

[1] موطا امام مالک: 953-954/2 وابن حبان فی (صحیحہ) 575؛

کے ہاں یہی عمل کافی ہے۔

آپ کو امام البانی رحمۃ اللہ علیہ سے محبّت ہے یا امام زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ سے امام شریم حفظہ اللہ سے یا کسی بھی دین کے سچے داعی سے محبّت ہے تو آپ انھیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان کی مٹھاس بھی عطا کرے گا اور قیامت والے دن اپنے عرش کے سائے میں ان پاک باز ہستیوں کے ساتھ اکٹھا بھی کرے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نبی اور اسلام کو اپنا دین مان کر خوش ہونے والا۔

مسلم شریف کتاب الایمان میں ایک حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا [1]

''اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول مان کر خوش ہوگیا۔''

اس حدیث کے مطابق اگر آپ اللہ کو اپنا خالق و مالک اور داتا مان کر خوش ہیں...... کتاب وسنّت اور توحید وسنّت کو اپنا دین مان پر دل سے خوش ہیں اور اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت، سنّت اور نبوت پر راضی ہیں تو

[1] صحیح مسلم: 151 ؛ جامع ترمذی: 2623

☆......ایمان کی مٹھاس کے لیے گلے شکوے چھوڑ دیں۔

☆......ایمان کی مٹھاس کے لیے کتاب وسنّت کی بالادستی کی بات کیا کریں۔

☆......ایمان کی مٹھاس کے لیے بدعت سے نفرت کریں اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت وسنّت سے محبّت کریں۔

اگر آپ مندرجہ بالا کام نہیں کرتے تو آپ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں آپ کو کسی صورت بھی ایمان کی مٹھاس نصیب نہیں ہوسکتی۔

اور اسی طرح سنن ابی داؤد میں ایک صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ عَبَدَاللهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَعْطٰى زَكٰوةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ [1]

"جس نے تین کام کیے تحقیق اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ ① جس نے اکیلے اللہ کی عبادت کی ② اور کہا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ③ اور دل کی خوشی سے ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ دی۔"

اگر آپ کو ایمان کی مٹھاس چاہیے تو ہر قسم کی شرک سے توبہ کرلیں، ایک اللہ کو چاہیں تو ٹوٹ کر چاہیں...... اپنی چاہتوں، حاجتوں، ضرورتوں اور التجاؤں کا مرکز ومحور صرف اور صرف اسی کو سمجھیں۔ اللہ کی قسم......! نقد ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی اور اسی طرح زکوٰۃ سے جان نہ چھڑائیں، بلکہ دل کی خوشی سے زکوٰۃ ادا

[1] سنن ابی داؤد: 1582

کریں۔ مال بھی کئی گنا بڑھے گا اور ایمان کی نقد حلاوت بھی نصیب ہوگی۔

مجھے یاد آیا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایمان کی مٹھاس کے لیے متعلق فرمایا کرتے تھے:

تَفَقَّدُوْا الْحَلَاوَةَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَ فِي الذِّكْرِ وَقِرأَةِ الْقُرْاٰنِ فَإِنْ وَجَدتُّمْ إِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّ الْبَابَ مُغْلَقٌ [1]

"ایمان کی مٹھاس کو تین چیزوں میں تلاش کرو۔ نماز میں، ذکر میں اور قرآن کی تلاوت میں۔ اگر تم پالو تو ٹھیک...... وگرنہ جان لو (توفیق اور قبولیت) کا دروازہ بند ہے۔"

اور وہ خوش نصیب جنھوں نے ایمان کی حلاوت کو چکھا ان میں سے ایک ہستی امام اہل سنّت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ انھوں نے دین کے لیے بہت صدمے اٹھائے ہیں۔ اپنے اور بیگانوں نے برابر ستایا اور پریشان کیا، لیکن وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا دشمن میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

جَنَّتِيْ وَبُسْتَانِيْ فِيْ صَدْرِيْ أَيْنَمَا رُحْتُ فَهِيَ مَعِيَ لَا تُفَارِقُنِيْ اِنَّ حَبْسِيْ خَلْوَةٌ وَ إِخْرَاجِيْ سِيَاحَةٌ وَقَتْلِيْ شَهَادَةٌ لَوْ بَذَلْتُ مِلْءَ هٰذِهِ الْقَلْعَةِ ذَهَبًا مَا عَدَلَ عِنْدِيْ شُكْرَ هٰذِهِ النِّعْمَةِ [2]

"میری جنت اور میرا باغ میرے سینے میں ہے جہاں کہیں میں جاؤں وہ میرے

---

[1] مدارج السالکین: 340/2

[2] الوابل الصیب۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ۔ 48

ساتھ ہی رہتا ہے مجھ سے جدا نہیں ہوتا۔ میرا قید کرنا خلوت نشینی ہے اور مجھے جلا وطن کرنا سیاحت ہے اور مجھے قتل کرنا شہادت ہے اگر میں اس قلعہ کے برابر سونا خرچ کروں تو وہ میرے نزدیک اس نعمت (یعنی ایمان کی حلاوت اور روحانیت) کے شکر کی برابری نہیں کر سکتا۔"

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ایمان کی حلاوت نصیب کرے۔

هذا ما كان عندی

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

رمضان ایسا
کہ روزہ نہ لگے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ [1]

''اے ایمان والو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

---

[1] البقرہ:183

تمہیدی گزارشات:

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ جاری وساری ہے اور آج رمضان المبارک کا پہلا خطبہ جمعہ ہے۔ سب سے پہلے میں دو باتوں کا اظہار بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

① ...... خوشی کی انتہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مرتبہ پھر رمضان المبارک جیسا مہینہ اور روزے جیسی عبادت کرنے کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ نیکیوں کے اس موسم بہار کو پالینے کے بعد جس قدر بھی خوشی کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دل کی خوشی سے اس ماہِ مقدس کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

② ...... دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ رمضان آیا ہے اور ہم صحت منداور تندرست ہیں...... اور آزاد بھی ہیں ورنہ ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو بیمار اور سخت پریشان ہیں اور کئی بیچارے ناجائز مقدمات میں گرفتار جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔

خطبہ جمعہ میں آنے والے اے رحمت کے فرشتو......! گواہ رہنا، جامع مسجد ربانی اہل حدیث کمال آباد میں تمام روزے دار نمازی رمضان کی آمد پر خوش بھی ہیں اور تہہ دل سے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بھی ہیں کہ اس نے ہمیں ایک دفعہ پھر صحت و سلامتی کے ساتھ رمضان کے روزے نصیب کیے ہیں...... ورنہ کتنے ہی ایسے پیارے ہیں کہ جو پچھلے رمضان تو ہمارے ساتھ تھے لیکن آج وہ سحری وافطاری میں ہمیں نظر نہیں آتے۔ اللہ ان سب کی بخشش فرمادے اور ہم کو دل کی خوشی اور شوق کے ساتھ اس ماہِ مقدس کی برکت اور مغفرت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

رسول اللہ ﷺ کو مدینے آئے دوسرا سال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزے مسلمانوں پر فرض قرار دیے۔

آج میں نے حسب وعدہ وہی مضمون بیان کرنا ہے جس کا پچھلے جمعہ میں اعلان کیا گیا تھا ''رمضان ایسا کہ روزہ نہ لگے'' یعنی رمضان اس قدر سکون اور مٹھاس کے ساتھ روزے کی حالت میں گزرے کہ مومن حبس، گرمی اور موسم کی شدت کے باوجود روزے کی حالت میں پریشان اور بے قرار نہ ہو، بلکہ وہ اللہ کے پیار میں بھوکا اور پیاسا رہتا ہوا لذت اور حلاوت محسوس کرے۔

ہمارے ہاں کچھ کمزور ایمان والے ایسے ہیں جو صرف ایک طرف ہی دھیان رکھتے ہوئے روزہ بھی نہیں رکھتے اور کہتے رہتے ہیں کہ......جی گرمی بہت ہے......دن بہت لمبا ہے......حبس کا موسم ہے......روزہ بہت لگتا ہے......اس طرح کی تمام باتیں صرف وہی لوگ کرتے ہیں کہ جن کا ایمان کمزور ہوتا ہے وگرنہ اگر لمحہ بھر کے لیے بھی انسان اتنا سوچ لے کہ میں گیارہ مہینے اپنے مرضی سے جس وقت چاہتا ہوں کھاتا پیتا رہتا ہوں اور اگر میں ایک مہینہ اللہ کو خوش کرنے کے لیے اس کے دیئے ہوئے ٹائم ٹیبل کے مطابق کھا پی لوں گا تو اس میں دنیا اور آخرت میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

آیئے لوگو......! آج میں آپ کے سامنے کم و بیش بارہ باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں ان کو ہمہ وقت یاد رکھنا آپ کا کام ہے......ان باتوں کو عملی طور پر محسوس کرنا آپ کے ذمہ ہے......روزہ کا لگنا تو درکنار اللہ کی قسم......! یہ روزہ آپ کی لذت اور حلاوت میں اور زیادہ اضافہ کر دے گا۔ جس قدر گرمی، حبس اور موسم کی شدت زیادہ تلخ ہوگی آپ کی ایمانی لذت اور روزے کی حالت میں آپ کی خوشی اور زیادہ بڑھتی چلی جائے گی۔

سب سے پہلی بات:

آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ آپ کو روزے کا حکم دینے والا کون ہے......؟ اور پھر اس رب العالمین نے آپ کو کس قدر پاکیزہ القاب کے ساتھ مخاطب کرتے ہوئے رمضان کے روزوں کا حکم دیا ہے...... ارشادِ خداوندی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ [1]

"اے ایمان والو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مومن کہہ کر خطاب فرمایا ہے اور پھر یہ آیت کریمہ ہمارے تک امام المرسلین ﷺ کے ذریعے پہنچائی ہے۔ کیا اس اعزاز اور اکرام کو جان لینے کے بعد بھی کسی مومن کو روزہ لگ سکتا ہے......؟

ہمیں تو روزے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوشی سے ڈبل شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہم جیسے گنہگاروں کو اس قابل سمجھا کہ ہمیں اپنے پیار میں بھوکا اور پیاسا رہنے کا حکم دیا...... وگرنہ ہم گنہگار اس قابل کہاں تھے۔

اے مسلمانو......! اگر کوئی دنیا کا وزیر اور بادشاہ آپ کو کسی کام کا حکم دے اور ڈائریکٹ آپ کا نام لے...... تو تم دن دیکھتے ہو نہ رات، صبح دیکھتے ہو نہ شام...... تو کیا خیال ہے جس کام کا حکم بادشاہوں کے بادشاہ، شہنشاہ رب العالمین نے دیا وہ کام دل کی کراہت یا مجبوری سمجھ کر کرنا چاہیے...... یا اس کو دل کی خوشی سے بہت بڑا اعزاز

---

[1] البقرہ:183

سمجھ کر انجام دینا چاہیے۔ مجھے یاد آیا ایک امام صاحب فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔

لَذَّةُ مَا فِي النِّدَاءِ أَزَالَ تَعْبَ الْعِبَادَةِ وَالْعِنَاءِ

''روزے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جس محبّت بھرے لقب سے آواز دی ہے اس نے عبادت کی تھکاوٹ اور مشقت کو ختم کر دیا ہے۔''

کیا خوب صورت انداز ہے کائنات کے مالک وخالق کا...... يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ...... اے ایمان والو......! اے مجھے خالق ومالک سمجھنے والو......! اے مجھے حنّان اور منّان کہنے والو......! تم پر میرے پیار میں چند لمحات بھوکے اور پیاسے رہنا فرض ہو چکا ہے۔

اور پھر غور فرمائیں......! روزوں کی فرضیت کا حکم سنانے کے بعد ساتھ تسلی بھی دی اور فرمایا صرف تم ہی نہیں، بلکہ تم سے پہلے بھی میرے کئی پیارے، میری یاد اور میرے پیار میں بھوکے اور پیاسے رہا کرتے تھے...... كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ......اور ساتھ فرمایا کہ اس بھوک اور پیاس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم دنیا کی زندگی گناہوں سے بچ کر اور میری حدود میں رہ کر گزارنے والے بن جاؤ گے اور جب پرہیزگاری کی زندگی پر تمہارا آخری سانس نکلے گا تو میں اپنی جنت کے سب دروازے تمہارے لیے کھول دوں گا۔

یہاں ایک بات یاد رہے......! کہ پہلے لوگوں کے روزے اور ہمارے روزوں میں بڑا فرق ہے...... اللہ کا خاص پیار ہے جو ہمیں اپنے روزوں میں نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر جب ہم پہلی امتوں کے روزوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان میں سحری کا تصور ہی نہیں ملتا، وہ ایک شام کو کھانا کھاتے پھر اگلی شام تک بھوکے اور

پیاسے رہتے تھے درمیان میں کسی قسم کی نہ سحری نہ ناشتہ......نہ لنچ......

لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ نے سحری کا مبارک تحفہ عطا کیا ہے۔ہم سحری کے وقت جی بھر کر کھانا کھاتے ہیں، بلکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نہایت دل نشین اسلوب میں بار بار سحری کھانے کی تلقین کی ہے۔میں آپ کے سامنے چند روایات پڑھتا ہوں آپ غور فرمائیں:

①... فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ ❶

''ہمارے روزے کے درمیان اور یہود ونصاریٰ کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز وہ سحری کا کھانا ہے۔''

②... اِنَّ السَّحُوْرَ بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُوهَا اللهُ فَلَا تَدَعُوْهَا ❷

''بلاشبہ سحری میں برکت ہے یہ اللہ نے تم کو عطا کی پس تم اس کو چھوڑو نہیں۔''

اس حدیث کے الفاظ ''یہ اللہ نے تم کو عطا کی ہے'' بہت ہی قابل غور ہے۔ ان الفاظ میں محبّت اور حلاوت کا ایک جہان ہے۔اس پر غور کرنے والوں کو کسی صورت بھی روزہ نہیں لگتا۔

③... إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْبَرَكَةَ فِي السَّحُوْرِ ❸

---

❶ سنن ابی داؤد:2345

❷ مسند احمد:23142

❸ سلسلہ صحیحہ:1291

’’بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے برکت کو سحری میں رکھ دیا ہے۔‘‘

④... السَّحُوْرُ أُكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلَا تَدَعُوهُ وَلَوْ أَن يَجْرَعَ أَحَدُكُمْ جَرْعَةً مِّنْ مَّآءٍ ❶

’’سحری کھانے میں برکت ہے پس اسے ترک نہ کرو اگرچہ تم میں سے کوئی ایک پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے۔‘‘

⑤... مَنْ أَرَادَ أَن يَّصُوْمَ فَلْيَتَسَحَّرْ بِشَيْءٍ ❷

’’جس نے روزے کا ارادہ کیا وہ کسی نہ کسی چیز سے سحری ضرور کرے۔‘‘

⑥... عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحَرِ فَإِنَّهُ هُوَ الْغَذَاءُ الْمُبَارَكُ ❸

’’تم سحری کے کھانے کو لازم پکڑو کیونکہ وہ مبارک غذا ہے۔‘‘

إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ ❹

’’بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔‘‘

درود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتا ہے، ان کو اجرو ثواب عطا کرتا ہے اور جنّت میں ان کے درجات بلند کرتا ہے اور فرشتوں کا درود یہ ہے کہ فرشتے سحری کھانے والے کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

---

❶ مسند احمد:11086

❷ سلسلہ صحیحہ:2309

❸ مسند احمد:17192

❹ صحیح الترغیب:1066

احبابِ گرامیٔ قدر......! اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں ہمیں سحری کے کھانے کا تحفہ عطا فرمایا اور اس کھانے کو اللہ کے رسول ﷺ نے مبارک کھانا قرار دیا......جن گھروں میں سحری کا کھانا کھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان گھرانوں پر بے شمار برکتیں نازل فرماتے ہیں۔

آپ اندازہ فرمائیں......! جس مہینے میں افطاری اور سحری بھی اعلیٰ درجے کی عبادت ہو، اس مہینے کا روزہ اور اس مہینے میں دیگر نیکیاں اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبوب ہوں گی...... میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں جب آپ اس پہلی بات کو محسوس کریں گے تو روزہ آپ کو کسی صورت بھی پریشان نہیں کرے گا۔

دوسری بات:

آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس مہینے میں ہمیں روزے رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے وہ مہینہ تمام مہینوں کا سردار مہینہ ہے اور پھر چونکہ اس مہینے میں اہل ایمان اللہ کے پیار میں بھوکے اور پیاسے رہتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پروٹوکول دینے کی انتہا کر دی...... جیسے کوئی دنیا کا بادشاہ یا وزیر کسی علاقے میں جائے تو وہ علاقے والے وہاں صفائی ستھرائی کے ساتھ خوبصورت ماحول کا اہتمام کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے ماہِ رمضان میں بڑا ہی خوبصورت اعلیٰ انتظام کیا ہے۔

☆...... اس مہینے میں شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

☆......سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔

☆...... جہنّم کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

☆...... جنّت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

☆...... نیکی کا ریٹ کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

☆...... ہر افطاری کے وقت لوگوں کو جہنّم سے آزاد کیا جاتا ہے۔ [1]

اے مسلم......! اے مومن......! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ جس مہینے میں تو اللہ کے پیار میں بھوکا اور پیاسا رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے کیسے کیسے عالی شان انتظام کر دیئے......؟ ایمانداری سے بتائیں کیا اس پروٹوکول کے بعد بھی کسی مسلمان کو روزہ لگ سکتا ہے......؟ حکم دینے والا رب رحمان ہے اور جس ماہ میں روزہ ہے وہ سب مہینوں کا سردار ماہِ رمضان ہے...... واہ سبحان اللہ! کیا لذت اور خوش نصیبی ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

تیسری بات ...... بے مثال نیکی

ہر نیکی مومن کے لیے باعثِ مسرت اور باعثِ فرحت ہوتی ہے اور جو نیکی بے مثال ہو...... اور جس نیکی کا نیک اعمال میں کوئی جوڑ ہی نہ ہو تو ایسی عالیشان اور بے مثال نیکی کرتے ہوئے مسلمان کو باغ باغ ہو جانا چاہیے۔ صحیح حدیث کے مطابق روزہ ایک ایسی نیکی ہے کہ جس جیسی نیکی کوئی نہیں......

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر کہا: مُرْنِيْ بِأَمْرٍ اٰخُذْهُ عَنْكَ ”مجھے ایسی نیکی کا حکم دیں

---

[1] جامع ترمذی: 682

جس کو میں آپ سے مضبوطی سے تھام لوں۔'' اللہ اکبر

سوال کرنے والے صحابیٔ رسول ہیں اور جواب دینے والے اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سینکڑوں نیکیاں ہیں اور ہر نیکی دوسری نیکی سے بڑھ کر ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوٹوک الفاظ میں حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ سے پوچھ کر کسی نیکی کو مضبوطی سے تھامنا چاہتا ہے تو

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ [1]

''اپنے اوپر روزوں کو لازم کرلے کیونکہ اس جیسی نیکی کوئی نہیں۔''

یعنی تمام نیکیوں میں روزہ بے مثال نیکی ہے اور اس کا کوئی جوڑ نہیں۔

مجھے بتائیں......! کیا اس حدیث کو سن اور سمجھ لینے کے بعد بھی کوئی شخص روزے والی نیکی سے محروم رہ سکتا ہے......؟ بشرط کہ اندر ایمان کی رتی ہو۔

چوتھی بات...... روزے دار کے منہ کی ہواڑ

دنیا میں انسان سے پیار کرنے والے بہت زیادہ ہوتے ہیں...... اچھے انسان صرف رشتہ داروں سے ہی نہیں، بلکہ اغیار سے بھی بہت محبت پاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس قدر زیادہ پیار اپنے روزے دار مومن بندے سے کرتے ہیں دنیائے کائنات میں کہیں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ میں آپ کے سامنے مثال بیان کرتا ہوں کہ ماں کو اپنے بیٹے سے کتنی محبّت ہوتی ہے لیکن کوئی بھی ماں اپنے بیٹے کے منہ کی ہواڑ کو خوشبو نہیں کہتی...... باپ اپنے بیٹے سے جس قدر بھی محبت کرے لیکن ہم نے کبھی

[1] سنن النسائی:2223

نہیں دیکھا کہ بیٹے کے منہ سے بُو اور ہواڑ آرہی ہو اور باپ اسے مہک سمجھ کر اپنے بیٹے کو سونگھتا اور چومتا رہے...... میاں بیوی کا پیار زمانہ جانتا ہے لیکن یہ بھی ایک دوسرے کے منہ کی بدبو سے نفرت کرتے ہیں۔

لیکن آیئے......! آج میں آپ کو ایک ایسی بے مثال ہستی کا ذکر سناتا ہوں جس کو رب العالمین کہتے ہیں...... جس کو ارحم الراحمین کہتے ہیں جس کو اپنے روزے دار بندے کے منہ کی ہواڑ سے اس قدر محبّت ہے کہ وہ اس نکلنے والی ہواڑ کو کستوری سے بھی بہتر سمجھتا ہے...... اللہ، اللہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ [1]

''البتہ روزے دار کے منہ کی ہواڑ اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی بہت زیادہ پاکیزہ ہے...... اللہ اکبر

اے میرے مسلمان بھائیو......! میرے ساتھ رکیں اور مل کر اس حدیث پر غور کریں کہ جب روزے دار کے منہ کی ہواڑ اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے تو روزے دار کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہوگا......؟ روزے کی حالت میں جب مومن بندہ سجدے میں آنسو بہا رہا ہو، ان سجدوں کی اللہ کے ہاں کیا شان ہوگی......؟ جب روزے کی حالت میں وہ چھپ چھپ کر اللہ کی راہ میں دے رہا ہو تو اس صدقے کی اللہ کی راہ میں کیا فضیلت ہوگی......؟

---

[1] صحیح البخاری: 7492

اللہ کی قسم......! روزے کی حالت میں جب بھوک اور پیاس کی شدت بڑھتی ہے تو سچے مومن کو روزہ نہیں لگتا...... بلکہ اس پر ایک ایمانی نشے کی کیفیت ہوتی ہے اور اندر ہی اندر سے وہ اپنے مالک کی محبّت کو اتنی مٹھاس سے محسوس کر رہا ہوتا ہے کہ اس کا لفظوں میں بیان کرنا بہت ہی مشکل ہے۔

آپ مجھے بتائیں......روزے کی حالت میں جب انسان اللہ کے اس قدر قریب ہو اس کے منہ کی بُو اور ہوا اللہ کے ہاں کستوری سے بھی بہتر ہو تو کیا سچا مسلمان کسی صورت بھی ایسی عزت افزائی سے محروم رہ سکتا ہے......؟

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

پانچویں بات ......قبولیت ہی قبولیت

گرمی کے موسم میں رمضان کا روزہ کم و بیش سولہ گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے لیکن جب مومن اللہ کی دی ہوئی عزت، اس کے دیئے ہوئے اعزاز و اکرام اور پروٹوکول پر غور کرتا ہے تو بیس گھنٹے کا روزہ بھی محسوس نہیں ہوتا، بلکہ وہ باعثِ لذت اور حلاوت ہی رہتا ہے...... اللہ کے بندو......! ہمارے ہاں تو محفوظ کمرے ہیں، پنکھے کولر اور اے سی ہیں، اعلیٰ قالین اور بہترین فراشے ہیں۔

ذرا مدینے کے تپتے ہوئے صحراؤں میں کھجور کے خوشوں سے بنے ہوئے چھوٹے سے حجروں کا جائزہ تو لیں جن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین مقیم تھے...... بظاہر ان کے لیے اطمینان سکون اور ٹھنڈک پہنچانے والی کوئی نعمت نہیں تھی۔ لیکن ان کے اندر ایمان کی مٹھاس تھی......ان کے دلوں میں محبّتِ

الٰہی کی ٹھنڈک تھی اسی لیے رمضان کے روزے تو درکنار وہ کبھی نفلی روزوں میں بھی کوتاہی نہیں کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین بندوں کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتے...... یہ ضمانت اور گارنٹی امام الصادقین، سچوں کے امام، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے کہ تین بندوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے۔ ان میں سے ایک وہ خوش نصیب ہے جس نے روزہ رکھا ہے اس کی زبان اور اس کے ہونٹ خشک ہیں، افطاری کا وقت بالکل قریب ہے اس وقت میں روزے دار آدمی اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضرور قبول فرمالیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے نکلنے والے الفاظ پر غور فرمائیں:

وَالصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ [1]

''اور روزہ رکھنے والا جس وقت افطار کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ اس وقت اسکی دعا کو رد نہیں فرماتے...... سبحان اللہ

اللہ کے بندو......! رمضان المبارک میں آپ کے پاس یہ موقع کم از کم انتیس مرتبہ ہوتا ہے کسی ایک موقع کو بھی ضائع نہ کریں۔ جی بھر کر آنسو بہائیں، ہاتھوں کو اٹھائیں، اللہ کو منائیں کیونکہ یہ نوازے جانے کا وقت ہے، مزدور کی مزدوری کا وقت ہے۔ صحیح حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ اس وقت صرف دعائیں ہی قبول نہیں کرتے، بلکہ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں۔

إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ [2]

---

[1] صحیح الجامع الصغیر: 5341: سنن ابن ماجہ:1752

[2] سنن ابن ماجہ:1643؛ صحیح الترغیب:1002

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہر افطاری کے وقت جہنّم سے لوگوں کو آزاد کرتے ہیں۔''

آپ جانتے ہیں کہ جس طرح خوشی کے موقع پر ملک کے حکمران توبہ تائب ہونے والے مجرموں کو جیلوں سے رہا کر دیتے ہیں اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ توبہ تائب ہونے والے اہل اسلام کو جہنّم کے انگاروں سے آزاد کر دیتے ہیں۔

اللہ کو گواہ بنا کر بتائیں کہ جب یہ تمام احادیث ہمارے دل و دماغ پر موجزن ہوں گی اور ایک چھتری کی طرح ہم پر سایہ فگن ہوں گی تو کیا ہمیں روزہ لگے گا......؟

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ [1]

چھٹی بات...... گناہ اور عذاب سے بچانے والا قلعہ:

خوش نصیب اور خوش قسمت وہ نہیں جس کے پاس مال کی بہتات ہو، بلکہ اعلیٰ درجے کی خوش نصیبی اور کامیابی یہ ہے کہ انسان دنیا میں اپنے دامن کو گناہوں کی آلودگی سے بچائے اور آخرت والے دن خود کو اللہ کے عذاب سے محفوظ کر لے۔

اور عجیب خوشی اور حیرت کی بات ہے کہ روزے سے دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ روزہ دنیا میں جہاں گناہوں سے بچاتا ہے وہاں قیامت والے دن اللہ کے عذاب سے بھی بچاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے روزے کو ڈھال قرار دیا ہے جس طرح مجاہد ڈھال پہن کر دشمن کے ہر وار سے خود کو محفوظ کر لیتا ہے اسی طرح مومن روزہ رکھ کر خود کو شیطان کے ہر فریب سے بچا لیتا ہے اور اسی طرح رسول

[1] البقرہ:183

اللہ ﷺ نے روزے کو مومن کا قلعہ قرار دیا ہے، یعنی روزہ ایک ایسا مضبوط محل اور قلعہ ہے جس میں مومن خود کو محفوظ کرتا ہے اور دنیا کی ہر تلخی اور گناہ کی ہر آلائش سے خود کو بچا لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تمام روایات کو چند جملوں میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں:

الصِّيَامُ جُنَّةٌ [1] وَهُوَ حِصْنٌ مِن حُصُوْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ عَذَابِ اللهِ وَفِي رِوَايَةٍ مِنَ النَّارِ [2]

''روزہ ڈھال ہے اور وہ مومن کے مضبوط قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے اور ایک روایت میں ہے آگ سے بچنے کے لیے۔''

اللہ کے بندو......!

ایسے لوگوں کو روزہ کسی صورت بھی محسوس نہیں ہوتا چاہے وہ سولہ گھنٹوں کی بجائے بیس گھنٹوں کا بھی رکھیں جن لوگوں کو اس چیز کا احساس رہتا ہے کہ میں نے روزہ رکھ کر گویا گناہوں سے بچنے والی ڈھال پہن رکھی ہے جو مجھے شیطان کے ہر کاری وار سے بچاتی ہے...... میں تو روزہ رکھنے کے بعد گویا ایک محفوظ محل اور مضبوط قلعے میں براجمان ہوں جہاں کوئی پریشانی نہیں پہنچا سکتا۔

لیکن یاد رہے......! اللہ کے بندو مجاہد کو ڈھال تبھی فائدہ دیتی ہے جب اس میں سوراخ نہ ہو اور وہ مضبوط ہو۔ آپ بھی اپنی ڈھال کو نگاہ اور زبان کی آوارگی کے

---

[1] سنن ابی داود: 2363 ؛ مسند احمد: 9225

صحیح الجامع الصغیر میں (الصيام جنة يستجن بها العبد عن النار) روزہ ایسی ڈھال ہے کہ جسے پہن کر مومن کو آگ سے چھپا لیا جائے گا۔ السراج المنیر فی ترتیب احادیث صحیح الجامع الصغیر: 2099،2024،2025

[2] المعجم الکبیر للطبرانی: 7608

سوراخوں سے کمزور نہ کریں، بلکہ روزے کی حالت میں بالخصوص زبان اور نگاہ کا خصوصی خیال رکھیں۔ آپ جہاں اس کی بدولت دنیا میں گناہوں سے بچیں گے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو آخرت کے عذابوں سے بھی محفوظ کرے گا۔

اللہ پاک نے قرآن پاک میں کس قدر خوبصورت اسلوب میں اہل ایمان کو یہ ڈھال پہننے کا اور اس محل میں براجمان ہونے کا حکم دیا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ [1]

ساتویں بات...... زندگی بھر کے گناہوں کی بخشش:

دنیا کا ہر شخص چاہے وہ کس قدر نیک...... یا بد...... امیر یا غریب کیوں نہ ہو، اس کی ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی طرح میری زندگی کے پاپ معاف کر دے...... مجھے کسی طرح اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت حاصل ہو جائے تو رمضان مبارک ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا گرانقدر قیمتی تحفہ ہے۔ جو شخص اس مقدس مہینے میں انتیس یا تیس روزے ہمت کر کے رکھ لیتا ہے اللہ زندگی بھر کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ امام الصائمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ [2]

''جس نے ماہِ رمضان کا روزہ رکھا ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اس

---

[1] البقرہ:183

[2] صحیح البخاری:1901

کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔''

اس حدیث میں دو باتیں نہایت قابل توجہ ہیں: پہلی بات کہ روزہ رکھنے والا مومن ہو...... یعنی اس کا عقیدہ کتاب وسنّت کے مطابق ہو، اللہ، رسول، آخرت اور جنّت، جہنّم سمیت تمام ارکان اسلام اور ارکان ایمان کو ماننے والا اور ان پر عمل کرنے والا ہو...... اور دوسری بات کہ نیت ثواب کی ہو کہ میرے بھوکے اور پیاسے رہنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید ہے یا بعض نے اس کا معنی کیا ہے کہ وہ خود کا احتساب کرتے ہوئے اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے، جو خوش نصیب بھی ایمان اور احتساب کی حالت میں روزہ رکھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بدلے پہلی زندگی کے سب گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

صغیرہ گناہوں کے معاف ہونے میں سب علما کا اتفاق ہے، البتہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے متعلق اگر وہ رمضان کے مہینے میں یا روزے کی حالت میں سچی اور پکی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ وہ بھی معاف فرما دیتے ہیں اور البتہ جس شخص نے حقوق العباد میں کوتاہی کی ہے اسے بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے اس کے لیے بھی معافی ہی معافی ہے لیکن وہ کوشش کر کے جو واجب الذمہ دوسروں کے حقوق ہیں، بالخصوص مال وغیرہ کی ادائیگی کے حوالے سے وہ ضرور ادا کرے۔

اللہ کے بندو......!

جس انسان کو یقین ہو کہ رمضان کا روزہ تو بخشش کا سامان ہے وہ کسی صورت بھی گرمی کی شدت سے گھبراتا ہے نہ ہی موسم کی سختی اسے بے قرار کرتی ہے، بلکہ وہ پیاس کی شدت میں بھی ایسی روحانی سیرابی محسوس کرتا ہے جس کو فی الفور الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

آٹھویں بات ...... جنّت کا داخلہ

موت کا وقت ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس کے لیے دلائل کی بھی ضرورت نہیں، آئے دن کے حقائق اس سچائی کو روزِ روشن کی طرح واضح کرتے جارہے ہیں۔ لیکن وہ شخص کس قدر سعادت منداور کامیاب ہے جس کو نیکی کرتے ہوئے عبادت کی حالت میں موت کا پیغام آئے اور پھر اس سعادت کے بھی کیا کہنے کہ کسی شخص نے ایمان کی حالت میں روزہ رکھا ہو...... اللہ کی محبّت اوراس کے پیار کی تلاش میں بھوکا اور پیاسا ہو اوراس کو موت کا جام پلا دیا جائے ...... ایسا شخص اگر فرائض کا پابند ہے ......حرام کاموں سے بچنے والا ہے اوراس کا عقیدہ توحیدوسنّت پر ہے تو وہ بغیر حساب اللہ کی جنّت میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ خُتِمَ لَهُ بِصِيَامِ يَوْمٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ [1]

''جس کے لیے دن کے روزے کے ساتھ خاتمہ ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

احباب گرامیٔ قدر......! اللہ کے بڑے پیارے رمضان مبارک میں روزے کی حالت میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ بلاشبہ ایسے صاحبِ توحید حوضِ کوثر پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں افطاری کریں گے۔ اسی رمضان 2016 کے پہلے عشرے میں ہمارے وزیرآباد کے نوجوان عالم سیّد عبدالستار شاہ صاحب اپنی بیٹی سمیت اور تیسرے عشرے میں ڈاکٹر عبداللہ خالد اپنے اکلوتے بیٹے سمیت (جو کہ پانچ بہنوں کا اکیلا بھائی تھا) روزے کی حالت میں روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان پیاروں کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق بغیر حساب کے

[1] سلسلہ صحیحہ: 1645؛ السراج المنیر: 2108

جنّت نصیب فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

نویں بات ...... روزہ سفارش کریگا:

ہر شخص جانتا ہے کہ مشکل گھڑی میں سفارش، شفاعت اور کسی اہم شخصیت کی تائید کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور یہ بھی بالکل واضح ہے کہ قیامت کا دن حد درجہ ہولناک اور سخت ہوگا...... ایسی مشکل کی گھڑی میں مومن کی سفارش کے لیے اس کا رکھا ہوا روزہ اور اس کا پڑھا ہوا قرآن پیش ہو جائے گا اور جب وہ دونوں اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو قبول کرنے کے بعد اپنے بندے کو بخشش اور مغفرت کے خزانے عطا کرتے ہوئے اپنی جنّت کا مہمان بنالیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ! إِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ ، فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ ، وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ ، فَيُشَفَّعَانِ [1]

''روزہ اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے اللہ! میں نے اس کو دن بھر کھانے اور شہوت سے روکا اس کے حق میں میری شفاعت کو قبول فرما اور قرآن کہے گا: میں نے رات کو اس کو نیند سے روکے رکھا میری اس کے حق میں سفارش قبول فرما۔ پس ان دونوں کی سفارش کو قبول کر

---

[1] رواه احمد والطبرانی فی الکبیر والحاکم وصححه ووافقه الذهبی وحسنه الالبانی فی تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة: 1/394 وهداية الرواة فی تخریج احادیث المشکوة : 2/313 رقم الحدیث: 1904

لیا جائے گا۔'' (اللہ اکبر)

اللہ کے بندو......! رمضان کے روزے کو بوجھ نہ سمجھو، کیونکہ یہ تو آپ کا خیر خواہ ہے......آپ کا سفارشی ہے......سفارشی بھی ایسی گھڑی کا جس گھڑی کوئی بھی کسی کے کام نہیں آئے گا۔

دسویں بات ...... دیدارِ الٰہی کی سعادت:

روزے دار کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا اور دیدار کے وقت جب اللہ تعالیٰ اپنے پیار میں بھوکے اور پیاسے رہنے والے بندے کو انعامات سے نوازیں گے تو اس وقت اس کی خوشی کی انتہا ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّه فَرِحَ بِصَوْمِهِ وفي رواية وَإِذَا لَقِيَ اللهَ تعالى فَجَزَاه فَرِحَ [1]

''روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جب وہ افطار کرتا ہے تو اپنی افطاری پر خوش ہوتا ہے اور جب وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا تو وہ اپنے روزے رکھنے کی وجہ سے خوش ہوگا۔ ایک روایت میں ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ اس کو جزا دے گا تو وہ خوش ہو جائے گا۔''

اللہ کی قسم......! جب مومن اس حدیث کو پڑھتا ہے تو اس کو سولہ گھنٹے کی پیاس بھی عجیب سی روحانی مٹھاس عطا کرتی ہے اور جو لوگ ان احادیث کو محسوس نہیں کرتے، ان احادیث پر غور نہیں کرتے وہ دونوں جہانوں میں ہر قسم کی سعادت اور

---

[1] صحیح البخاری:1904 صحیح مسلم:1151

کامیابی سے محروم رہ جاتے ہیں اور اسی طرح ایک اور حدیثِ قدسی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ لِأَجْلِي

''آدم کے بیٹے کا ہر نیک عمل کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سوائے روزے کے، کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا کیونکہ روزے دار اپنی شہوت اور کھانے کو میرے لیے چھوڑتا ہے۔'' [1]

اے اہل ایمان...... ! اے اللہ کے پیار میں بھوک اور پیاس برداشت کرنے والو یہ حدیث روزے کے فضائل میں منفرد شان کی حامل ہے۔ اس حدیث پر اگر پوری توجہ سے غور کر لیا جائے تو روزے سے بڑھ کر کوئی آسان اور پاکیزہ عبادت نظر ہی نہیں آتی۔ اس حدیث میں روزے دار کو خاص الخاص اعزازات سے نوازا گیا ہے۔

(1)...... روزے دار کو روزے کی جزا اللہ خود دے گا...... حالانکہ تمام اعمال کی جزا اللہ ہی دے گا لیکن یہاں روزے کو خاص کر کے اپنی طرف منسوب کرنے میں ایک الگ شان اور روزے دار کا بلند مقام ہے...... جب اللہ جزا دے گا تو اس کی جزا کتنی عظیم ہوگی کیونکہ وہ خود عظیم ہے...... جب اللہ جزا دے گا تو اس کی جزا کتنی پیاری ہوگی کیونکہ وہ خود ''ودود'' ہے۔ جب اللہ روزے کی جزا دے گا تو وہ جزا

[1] صحیح البخاری: 1894، 7492؛ سنن ابی ماجہ: 1638

کس قدر زیادہ ہوگی کیونکہ وہ خود ''واسع'' ہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ،

② ...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لیے ہے۔ حدیث شریف میں جو لفظ ''لِیْ'' آیا ہے یہ بڑے کام کا ہے۔ اللہ کی قسم ......! اس لفظ میں جو محبّت ہے میں اس محبّت پر پورا جہاں قربان کردوں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے روزہ میرے لیے رکھا ہے ..... کیا شان ہے اس میں مومن کی کہ اللہ اس کی بھوک پیاس کو ''لِیْ'' کہہ کر بیان کرے۔

اصل میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام ''شکور'' بھی ہے اور اس کا معنی ہے۔ ''قدردان'' اپنے بندے کے نیک عمل کی حوصلہ افزائی اور قدردانی کرنے والا۔

قربان جائیں ......! اس قدردان مولا پر کہ جس نے اپنے بندے کی قدردانی کی انتہائی کردی۔

③ ...... اللہ فرماتے ہیں وہ اپنے کھانے اور شہوت کو چھوڑتا ہے'' لِأَجْلِیْ'' ''میری وجہ سے'' پہلے فرمایا: (''لِیْ'') میرے لیے، روزہ رکھا میرے لیے، اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس نے اپنے کھانے اور شہوت کو چھوڑا میرے لیے، میری وجہ سے ......(''لِأَجْلِی'')

اللہ کی قسم ......! روزے کی ساری مٹھاس اس ''لِیْ'' اور ''لِأَجْلِی'' میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گیارہویں بات: اسپیشل جنّتی دروازہ:

کسی بھی مومن کی اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ جہنّم سے بچالیا جائے اور جنّت میں داخل کردیا جائے۔ جنّت اللہ تعالیٰ کا ایسا بے مثال وی آئی پی مہمان خانہ ہے جو

اس نے اپنے مومن بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔قرآن وحدیث کے مطابق روزے دار کو بڑے شاندار پروٹوکول کے ساتھ الگ سے سپیریٹ دروازے سے جنّت کا مہمان بنایا جائے گا۔رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی ہے:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ ! فَيَقُوْمُوْنَ . [1]

''بلاشبہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے قیامت والے دن اس سے روزے دار ہی جنت میں داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہیں ہوگا، کہا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں......؟ پس وہ کھڑے ہوجائیں گے۔''

اللہ کے نیک بندو......!

مندرجہ بالا حدیث بھی حلاوت اور لذت میں اپنی مثال آپ ہے۔کیا قابل رشک سماں ہوگا جب آواز دینے والا آواز دے گا ''این الصائمون'' روزے دار کہاں ہیں، جب میدانِ حشر میں یہ آواز گونجے گی تو ''فیقومون'' تو سب روزے دار کھڑے ہوجائیں گے...... حشر والے دن کی اس آواز اور پھر روزے داروں کا کھڑے ہونا کس قدر سعادت اور فخر کی بات ہے اور وہ کس قدر سعادت بھری گھڑی ہوگی جب روزے داروں کو جنّت کے خاص اور سپیشل دروازے ''باب الریان'' سے لایا جائے گا اور نہایت ہی پاکیزہ مشروب پلا کر ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ کی جنّت کا مہمان بنا دیا جائے گا۔

---

[1] صحیح البخاری:1896

بارہویں بات ...... صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ

رسول اللہ ﷺ سے ایک صحابی نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی حاجت روا اور مشکل کشا اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور پھر میں پانچ نمازیں پڑھوں اور مال کی زکوٰۃ بھی دوں اور رمضان کے روزے بھی رکھوں تو پھر میرا انجام کیا ہوگا......؟ مجھے کن کا ساتھ ملے گا......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ تو صدیقوں اور شہیدوں میں ہوگا۔ [1]

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

☆ ✻ ☆ ✻ ☆ ✻ ☆

[1] رواه ابن حبان فى صحيحه: 3520 وقال الامام المنذرى فى الترغيب اسناده صحيح أو حسن وصححه الالبانى فى صحيح الترغيب

جنتی دروازے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَـتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ○ [1]

''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر جنّت کی طرف چلایا جائے گا، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دربان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔''

[1] الزمر:73

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی،تنہائی، بادشاہی،شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ......سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین ،امام المجاہدین والمتقین ، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرة وامامنا فی الجنتہ،کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا......آلِ رسول،اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام،اولیائے کرام،ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

آج کا موضوع ہر لحاظ سے منفرد علمی وتحقیقی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بے مثال جنّت کے خوبصورت دروازے بھی بنائے......آج کے خطبہ میں جنّت کے دروازوں کا تذکرہ ہوگا اور ان خوش نصیبوں کا تذکرہ ہوگا کہ جن کو جنّت کے آٹھوں دروازوں سے داخلے کے لیے آواز دی جائے گی یا ان کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس دروازے سے چاہیں اللہ کی جنّت میں داخل ہوجائیں۔

اللہ کے بندو......! لڑائی جھگڑے اور شہوت کے اندھیروں میں زندگی بسر نہ کرو، بلکہ اپنی زندگی کو پُرلطف اور پُرسکون بنانے کے لیے ہمہ وقت اس بات پر غور کرو کہ جنّت کے دروازے کس قدر خوبصورت ہوں گے......ان دروازوں کا حُسن کیا ہوگا کہ جن کو جنّت کے باہر لگایا گیا ہے۔

اللہ کی قسم......! ہم تو مسجدِ حرام اور بیت اللہ کے دروازوں کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں...... ہمارے پاؤں تو خوشی سے زمین پر نہیں لگتے جس وقت ہم مسجدِ نبوی کے دروازوں کو کھلتا ہوا دیکھتے ہیں......بس ہر وقت اس وقت کو محسوس کیا کرو کہ جب ہم جنّت کے دروازوں کے پاس ہوں گے......ان دروازوں سے دربانِ جنت دخولِ جنّت کا اعلان کریں گے اور ان دروازوں کو ہمارے لیے کھولا جائے گا۔

دنیا کی زندگی کو بہت لمبا نہ سمجھیں۔قرآن نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ قیامت والے دن لمبی عمر پانے والے لوگ بھی یہی کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک گھڑی ہی ٹھہرے ہیں۔

اگر قرآن وحدیث کا پوری گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جنت تیار ہو چکی ہے اور اس کو خوبصورت دروازے بھی لگا دیئے گئے ہیں اور ان کے خوبصورت ترین نام بھی رکھ دیئے گئے ہیں...... جنّت کے دروازے بھی کھولے جاتے ہیں جیسا کہ مشہور احادیث ہیں کہ رمضان المبارک میں جنّت کے دروازوں کو کھولا جاتا ہے اور صحیح مسلم (2565) کی اہم ترین حدیث کے مطابق ہر سوموار اور جمعرات کو بھی جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔سوائے کینہ پرور اور مشرک کے ہر ایک کو سوموار اور جمعرات کے روز بخشش عطا کی جاتی ہے۔

ابھی جنّت کے دروازوں کا کھلنا نہ ان آنکھوں سے ہمیں رمضان میں نظر آتا ہے نہ ہی سوموار اور جمعرات کو......لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا، صحیح احادیث میں ذکر آ گیا، ہمیں نظر آئے نہ آئے ہمارا رسول اللہ ﷺ کے فرامین پر پورا ایمان ہے۔ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ہمارا آنکھوں کا دیکھا غلط ہوسکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمایا کسی صورت بھی غلط نہیں ہوسکتا۔

قرآن پاک میں کئی ایک مقامات پر جنّت کے دروازوں کا دل نشین تذکرہ موجود ہے...... تعداد کا تذکرہ قرآن پاک میں تو کسی جگہ نہیں ملتا، البتہ کئی ایک صحیح احادیث میں جنّت کے دروازوں کی تعداد کا ذکر بھی موجود ہے اور وہ آٹھ ہے۔ سورۃ الزمر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہایت ہی خوبصورت انداز میں اہل ایمان کے اس شاہانہ استقبال کا تذکرہ کیا ہے جو جنّت کے دروازوں پر کیا جائے گا۔

آج کا ہمارا موضوع ہے ''جنتی دروازے'' تو آیئے...... ! قرآن پاک کی ایمان افروز اور رُوح پرور آیت پر غور فرمائیں:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ [1]

''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر جنّت کی طرف چلایا جائے گا، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دربان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔''

اللہ کی قسم...... ! سچے مومن اور متقی نے اپنی شان...... اپنا مقام اور اپنا پروٹوکول دیکھنا ہو تو سورۃ الزمر کی اس آیت پر غور کرے کہ ابھی قیامت آئی نہیں...... اپنی جنّت کے دروازے کھلے نہیں، لیکن کتنی ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ مومن کے شاہانہ استقبال کا اس آیت میں تذکرہ کیا جا رہا ہے...... وہ کیا ہی لذت بھری گھڑی ہوگی کہ

---

[1] الزمر:73

جب جنّت کے دروازوں کو کھولا جائے گا اور رحمت کے معصوم فرشتے سلامٌ علیکم، سلامٌ علیکم کی صدائیں بلند کریں گے اور کہیں گے: طِبتم ''خوش رہو، پھلو پھولو، آباد رہو'' اور ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ کے وی آئی پی مہمان خانے میں داخل ہو جاؤ...... اللہ ہمیں یہ بہاریں دیکھنے کی اور صدائیں سننے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

جنت کے دروازوں کی تعداد:

صحیح احادیث کے مطابق جنّت کے دروازوں کی تعداد آٹھ ہے...... سات دروازوں کے نام رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمائے ہیں اور وہ صحیح احادیث میں موجود ہیں...... ایک دروازے کا نام نصِ صریح یعنی حدیث شریف میں واضح طور پر موجود نہیں، البتہ مہمانانِ جنّت ...... علمائے امّت نے قرآن وحدیث کے دلائل سے استدلال کرتے ہوئے وہ نام بتانے کی بھی کوشش کی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آٹھویں نمبر پر تفصیل سے اس نام کا تذکرہ کریں گے اب آپ پوری توجہ سے ٹیکیں چھوڑ کر...... ہمہ تن گوش اور سراپائے ہوش بن کر جنّت کے آٹھ دروازوں کا تذکرہ سماعت فرمائیں۔

پہلا دروازہ...... باب الصلاۃ ''نماز والا دروازہ''

بخاری شریف کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جنّت کے چار دروازوں کا اکٹھا تذکرہ فرمایا اور اہل صلاۃ...... نماز پڑھنے والوں کے لیے کتنی خوش بختی اور سعادت کی بات ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے باب الصلاۃ کا ذکر کیا یعنی نماز والا دروازہ...... ایسا دروازہ جس سے نمازیوں کو جنّت کا مہمان بنایا جائے گا۔ جنھوں نے شوق اور محبّت سے فرائض کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل

پڑھے ہوں گے وہ ''باب الصلاۃ'' سے بلائے جائیں گے اور جنّت کے مہمان بنائے جائیں گے۔ حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امامِ اہل جنّت، امامِ معصوم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ ❶

''پس جو شخص نماز والوں میں سے ہوگا اس کو باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا۔''

اگر آپ بھی چاہتے ہیں کہ آپ کو ''باب الصلاۃ'' سے بلایا جائے تو آپ فرض نماز اوّل وقت میں ادا کیا کریں...... فرض نماز سے پہلے اور بعد کی سنّتیں ادا کیا کریں...... اور اس کے علاوہ ہو سکے تو نوافل کا اہتمام کیا کریں...... جو شخص نمازِ اشراق اور نمازِ تہجد جیسے نوافل پڑھتا رہا ہو اس کے لیے ''باب الصلاۃ'' کھولا جائے گا اور دربانِ جنّت دروازے سے صدا بلند کرے گا: اے اللہ کے سامنے جھکنے والے......! تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو، اس دروازے سے اللہ کی جنّت میں داخل ہو اور ہمیشہ ہمیش کے لیے اس کی جنّت کا مہمان بن جا۔ سبحان اللہ

دوسرا دروازہ باب الجہاد...... جہاد والا دروازہ:

جہاد کا معنی ہے کوشش کرنا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد سب سے اعلیٰ ترین کوشش یہ ہے کہ انسان اللہ کی راہ میں مجاہد بن کر نکلے اور دین کی سربلندی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو قربان کر دے...... بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ نوجوان جن کے دلوں میں جہاد کا جذبہ ہے...... اور وہ جہاد کرتے ہیں...... مجاہدین سے محبّت کرتے ہیں اور جہاد کرنے والوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں...... یاد رہے! جس شخص کے دل

❶ صحیح البخاری:1897

میں جہاد کا سچا جذبہ ہو اور اس نے عملی طور پر جہاد کیا ہو...... یا اللہ کی راہ میں شہادت پائی ہو ایسے پاکباز سعادت مند......خوش نصیب مسلمان مجاہد کو "باب الجہاد" سے اللہ کی جنّت کا مہمان بنایا جائے گا۔

امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام اہل جنّت...... امام المجاہدین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ [1]

"اور جو جہاد والوں میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔"

کوئی شک نہیں کہ نمازی اور حاجی کی بڑی شان ہے......سخی اور عالم کا بڑا رتبہ ہے......لیکن یاد رکھو! مجاہد اور غازی کی شان کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، اگر اس کا جہاد دین کے مطابق ہو......اور صرف اور صرف اسلام کی بلندی کے لیے ہو......اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔

یہاں میں کھل کر ایک بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ کئی بد بخت اہل اسلام پر گولیاں برساتے ہیں...... مسلمان حکمران اور مسلم افواج پر خودکش دھماکے کرتے ہیں اور پھر اس کو جہاد کا نام دیا جاتا ہے......رب اکبر کی قسم! اور اس بے نیاز رب کبریا کی کبریائی کی قسم! یہ جہاد نہیں، یہ فساد ہے...... یہ جہاد نہیں یہ ظلم ہے...... یہ جہاد نہیں یہ جہنّم ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بد بختوں کو ذلیل و خوار کرے...... جو سچے مجاہدوں کو بھی بدنام کر رہے ہیں۔

اور یاد رہے......! اگر آپ کے دل میں جذبہ جہاد موجود ہے اور آپ اسلام کی سربلندی کے لیے جامِ شہادت نوش کرنے کے لیے تیار ہیں......تو اگر کسی وجہ

---

[1] صحیح البخاری: 1897

سے آپ کو موقع نہ ملا اور آپ بستر علالت پر طبعی موت فوت ہو گئے ...... تو اللہ تعالیٰ صرف سچے جذبے کی وجہ سے آپ کو ''باب الجہاد'' سے جنّت عطا کریں گے اور جنّت میں شہداء اور مجاہدین کا ساتھ عطا فرمائیں گے۔

تیسرا دروازہ ...... باب الریّان ''خوب سیراب کرنے والا دروازہ''

روزے دار کا اللہ کے ہاں بہت مقام ہے ...... اللہ تعالیٰ کو بن دیکھے اس کی یاد میں بھوکا پیاسا رہنا چھوٹا عمل نہیں ہے ...... اللہ کی قسم! بہت بڑا مبارک عمل ہے۔

جو لوگ دنیا میں رمضان کے روزوں کے ساتھ ساتھ نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرتے رہے ہوں گے ...... اور انھوں نے یومِ عرفہ، یوم عاشورا سمیت دیگر نفلی روزے کثرت سے رکھے ہوں گے تو ایسے وی آئی پی مہمانوں کو باب الریّان سے اللہ تعالیٰ کی جنّت کا مہمان بنایا جائے گا۔ حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امامِ اہل جنّت ...... امام الصائمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ

''جو کوئی روزے والوں میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔

قربان جائیں ...... بلائے جانے کا انداز نہایت باوقار اور شاہانہ ہوگا۔ اعلان کرنے والا اعلان کرے گا ...... این الصائمون ......؟ روزے دار کدھر ہیں؟ ابھی صدا بلند ہی ہوگی کہ دنیا میں جنھوں نے روزے رکھے تھے وہ سارے کے سارے کھڑے ہو جائیں گے، پھر ان کو باب الریان کے پاس لایا جائے گا ...... لذت بھرا مشروب پلایا جائے گا اور ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ کی جنّت کا مہمان بنا دیا جائے گا۔

چوتھا دروازہ......باب الصدقہ:

رسول اللہ ﷺ نے بخاری والی حدیث میں جس چوتھے دروازے کا نام بیان کیا ہے وہ ''باب الصدقہ'' ہے۔ جو لوگ دنیا میں رزقِ حلال کماتے تھے...... مالدار تھے اور مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ سخی بھی تھے، اللہ کی راہ میں دل کھول کر اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو قیامت والے دن ''باب الصدقہ'' سے جنّت عطا فرمائیں گے۔

حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امامِ اہل جنّت اور سخیوں کے امام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ [1]

''اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔''

یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ''باب الصدقہ'' سے جنّت جانے کے لیے لاکھوں کروڑوں خرچ کرنا ضروری نہیں، آپ کی پانچ ہزار کی آمدنی ہے تو اس میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ مال کی کثرت کم دیکھتے ہیں اور دل کے اخلاص کو زیادہ دیکھتے ہیں۔ ایک صحیح حدیث کے مطابق کبھی کبھار مخلص آدمی کا ایک روپیہ لاکھ روپے کے صدقے پر غالب آجاتا ہے۔

اور صدقہ کے متعلق ایک اور بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جس طرح مسجد، مدرسہ، فی سبیل اللہ اور غربا و مساکین پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ ثواب عطا کرتے

---

[1] صحیح البخاری: 1897

ہیں اسی طرح جب رزقِ حلال کو ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچوں کی ضرورتوں پر خرچ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ثواب عطا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اللہ کی راہ میں ایک دینار دیتا ہے، دوسرا دینار غریب مسکین پر خرچ کرتا ہے اور تیسرا دینار بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے، ان میں سے سب سے زیادہ افضل تیسرا ہے جو اس نے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔ [1]

ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کئی لوگ ساری ساری زندگی بیوی بچوں کو ترساتے رہتے ہیں۔ ہمت، طاقت اور سب کچھ ہونے کے باوجود سو روپیہ تک خرچ نہیں کرتے...... ایسے لوگ اگرچہ نیک بھی ہوں تو ان کو ''باب الصدقہ'' سے آواز نہیں دی جائے گی۔

اور اسی طرح یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جس بندے کے جس نیکی میں نمبر زیادہ ہوں گے اس کو اسی دروازے سے جنّت کا مہمان بنایا جائے گا۔ اور بندے کا رزلٹ اللہ کی نگرانی میں فرشتے تیار کریں گے۔ اس لیے ہر نیکی میں سو بٹا سو لینے کی کوشش کریں تاکہ آپ کو آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے۔ اور ایک نکتے کی بات سمجھ لیں ''دُعِیَ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ دُعِی کا معنیٰ ہے ''بلایا جائے گا'' یعنی جنّتی مہمان خود ہی جنّت میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ پورے تزک واحتشام اور وقار سے اسے بلایا جائے گا اور اس عزت اور مقام کو آپ بھی سمجھتے ہیں کہ جب چار بندوں میں سے کسی کو نوازشات کے لیے بلایا جائے تو یہ اس کے لیے زیادہ خوشی اور سعادت کی بات ہے۔ اور قرآن پاک نے بھی کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

[1] صحیح مسلم:995

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِينَ ○ ❶

''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر جنّت کی طرف چلایا جائے گا، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دربان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔''

پانچواں دروازہ...... الباب الایمن ''بابرکت دروازہ''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کی امت پر بہت زیادہ احسانات فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ قیامت کے روز اس امت کی ایک کثیر تعداد بغیر حساب وکتاب کے جنّت کی مہمان بنائی جائے گی۔ بخاری شریف کی معروف حدیث کے مطابق ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنّت جائیں گے اور پھر اس تعداد میں اضافہ کرتے ہوئے سخی مولا رب العالمین نے یہاں تک بشارت سنائی کہ جو ستر ہزار بغیر حساب جائے گا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار ستر ہزار بندہ بغیر حساب کے اللہ کی جنّت کا مہمان بن جائے گا اور اگر ستر ہزار کو ستر ہزار سے ضرب دی جائے تو یہ تعداد چار ارب نوے کروڑ بنتی ہے۔ ❷

❶ الزمر: 73

❷ جس روایت میں ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار کا ذکر ہے وہ روایت مسند احمد: 5/393 مکتبہ اسلامی باب الحاء، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی ابن لھیعہ بھی ہے جس کی وجہ سے اس پر کچھ نقد ہے البتہ ہزار کے ساتھ ستر ہزار جانے والے خوش نصیبوں کا تذکرہ جامع ترمذی اور سلسلہ صحیحہ میں موجود ہے اس طرح ٹوٹل تعداد انچاس لاکھ ستر ہزار بنتی ہے۔

امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ کے عرش کے نیچے طویل سجدہ کریں گے اور آپ مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو

فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ! أَدْخِلِ الْجَنَّةِ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

''کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کی امت کے وہ لوگ جن کے ذمے حساب نہیں ہے ان کو جنّت کے دروازوں میں ''الباب الایمن'' سے جنّت میں داخل کردو۔'' سبحان اللہ

''ایمن'' دائیں جانب کو بھی کہتے ہیں۔ ''ایمن'' کا معنی بابرکت بھی ہے۔ تو بلاشبہ اس دروازے کے مبارک ہونے میں کیا شک ہے جس دروازے سے اہل جنّت بغیر حساب کے اللہ کی جنّت میں داخل ہوں گے۔

چھٹا دروازہ...... باب لاحول ولاقوۃ الا باللہ

ذکرِ الٰہی کا ہر بول باعثِ برکت ...... باعثِ رحمت...... باعثِ مغفرت اور موجبِ جنّت ہے۔ لیکن تمام اذکار میں سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کو ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ اور اس کلمے کا معنی یہ ہے کہ اے میرے اللہ! میں جو کچھ بھی ہوں صرف اور صرف تیری توفیق سے ہوں...... تیرے اذن اور تیرے حکم کے بغیر حرکت کر سکتا ہوں نہ ہی کام کرنے کی قوت رکھتا ہوں...... جو لوگ اس ذکر کی رُوح کو سمجھ کر اس کو کثرت کے ساتھ پڑھتے ہیں...... اس جنّتی اور عرشی خزانے کو اپنی زندگی کا معمول بناتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کو باب ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' سے جنّت

میں داخل فرمائیں گے۔ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو''ذاکرین اللہ کثیرا'' بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے'' وہ اس مبارک دروازے سے جنّت کی طرف بلائے جائیں گے۔

اس سلسلے میں ایک خوبصورت واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدُمُهُ قَالَ فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِيْ بِرِجْلِهِ وَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَىٰ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ؟ فَقُلْتُ: بَلَىٰ ! قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ [1]

''ان کے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لیے اسے آپ کے حوالے کیا ہوا تھا۔قیس کہتے ہیں: میں نماز پڑھ کے بیٹھا کہ میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے اور (پیار سے) مجھے اپنا پاؤں لگایا اور کہا: کیا میں جنّت کے دروازوں میں سے کسی ایک دروازے پر تیری رہنمائی نہ کروں......؟ قیس کہتے ہیں: میں نے کہا: کیوں نہیں! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔''

ذی وقار سامعین کرام......! اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''لاحول وقوۃ الا باللہ'' کو جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ قرار دیا ہے اور بلاشبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح فرمان کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ جنّت کا ایک دروازہ ''باب لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' بھی ہے۔

[1] ترمذی:3581 ؛ سلسلہ احادیث صحیحہ:1746

ہمارے بعض علمائے کرام بلا وجہ رسول اللہ ﷺ کے ان صریح الفاظ کی تاویل کرتے رہتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی درست نہیں۔ ایک صحیح روایت میں رسول اللہ ﷺ نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کو جنّت کا خزانہ قرار دیا ہے اور روایت میں عرش کے نیچے جو خزانے ہیں ان خزانوں میں سے ایک خزانہ قرار دیا ہے۔ اور جس روایت کو ہم نے نقل کیا ہے اس میں اس عظیم ذکر کو جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کثرت سے ذکر کرنے کی سعادت نصیب کرے اور ''باب لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' سے جنّت کا مہمان بنادے۔

ساتواں دروازہ...... باب الوالد

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد والدین کا مقام ومرتبہ اور ان کی حیثیت کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں...... ہمارے معاشرے میں عمومی طور پر صرف ماں ہی کی شان بیان کی جاتی ہے، جبکہ قرآن وحدیث کی نصوص پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ والد کا درجہ بھی بہت زیادہ ہے۔ فرش پر اگر والد بیٹے پر خوش ہے تو عرش پر رب رحمان بھی خوش ہے۔ جو والد صدقِ دل سے اپنی اولاد کے لیے دعا کریں صحیح حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کو کسی صورت بھی رد نہیں کرتے ہیں...... وہ قبول ہی قبول ہے جس میرے بھائی کا والد زندہ ہے۔ میں اس کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ دائیں بائیں دھکے کھانے کی بجائے، درباروں، مزاروں، خانقاہوں، بابوں اور ملنگوں کے پیچھے وقت برباد کرنے کی بجائے اپنے باپ کی خدمت کرو...... اللہ سب مشکلیں آسان کرے گا اور دین ودنیا کے سب خزانے عطا

کرے گا۔ درویشوں کے امام حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا

أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ لِيْ امْرَأَةً وَإِنَّ أَبِيْ يَأْمُرُنِيْ بِطَلَاقِهَا فَقَالَ: أَبُوالدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ [1]

''اور بلاشبہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: میری ایک بیوی ہے اور میرا باپ اس کو طلاق دینے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا آپ فرمارہے تھے: والد جنّت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے۔''

اس حدیث کے واضح الفاظ میں والد کو جنّت کا دروازہ قرار دیا ہے۔ جن بدبختوں نے دنیا میں دل سے ماں باپ کی خدمت کی ہوگی، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھا ہوگا اور ہر ممکن ان کی اطاعت کی ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے خوش نصیبوں کو اس درمیانے دروازے ''باب الوالد'' سے جنّت کا داخلہ نصیب فرمائیں گے۔

جنّت کے آٹھویں دروازے کا نام

سات دروازوں کے نام احادیثِ صحیحہ، مرفوعہ، اور صریحہ کی روشنی میں آپ سماعت فرما چکے ہیں۔ جنّت کے آٹھویں دروازے کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی صحیح حدیث سے تو موجود نہیں ہے، البتہ ائمہ اسلام کا کہنا ہے کہ ''باب الحج'' ہوگا کیونکہ حج اسلام کا رکن ہے...... جس خوش نصیب نے زندگی میں بہت زیادہ حج عمرے کیے ہوں گے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو باب الحج والعمرۃ سے جنّت میں داخل فرمائیں گے۔

---

[1] ترمذی:1900 ؛ سلسلہ احادیثِ صحیحہ:914

اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ ’’باب الصلاۃ، باب الصدقہ اور باب الریان‘‘ کے ساتھ ساتھ ’’باب الحج‘‘ بھی ضرور ہونا چاہیے...... جس میں ایسے حجاج کرام اور ایسے معتمرین حضرات کو جنّت کا داخلہ دیا جائے گا جو کثرت سے حج اور عمرہ کیا کرتے تھے

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ جنّت کے ایک دروازے کا نام ’’باب الصبر‘‘ بھی ہوگا جس میں سے آزمائشوں پر صبر کرنے والے مسلمانوں کو جنّت کا داخلہ نصیب کیا جائے گا اور اسی طرح اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ ایک دروازہ ’’باب الکاظمین الغیظ‘‘ بھی ہوگا جس کے ذریعے ایسے لوگ جنّت میں جائیں گے جو دنیا میں اللہ کے لیے اپنے غصے کو پی جایا کرتے تھے...... لوگوں کے ستانے کے باوجود...... پریشان کرنے کے باوجود وہ دل میں غصے کو نہیں پالا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بردبار، حلیم مزاج لوگوں کو، خوش نصیبوں کو اس دروازے سے جنّت میں داخل کریں گے۔ قرآن پاک نے تو کمال نقشہ کھینچ دیا ہے...... فرمایا:

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ [1]

’’اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر جنّت کی طرف چلایا جائے گا، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دربان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔‘‘

[1] الزمر:73

جنّت کے دروازوں کی چوڑائی

جنّت کے دروازے جنّت کی طرح بے مثال ہوں گے۔ کشادہ آسمان کی طرح حد درجہ چوڑے ہوں گے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے جسے امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ إِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیْعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَیْنَ مَكَّةَ وَ هَجَرٍ أَوْ كَمَا بَیْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰی [1]

''اس ذات کی قسم......! جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ جنّت کی چوکھٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ شہر اور ھجر شہر کے درمیان ہے یا جتنا مکہ اور بصری شہر کے درمیان ہے۔''

اور آپ خوش ہوتے ہوئے حد درجہ حیران ہوں گے کہ مکہ سعودی عرب میں ہے اور ھجر شہر بحرین میں ہے...... ھجر اور مکہ کے درمیان مسافت تقریباً ساڑھے گیارہ سو کلومیٹر ہے اور مکہ سے بصری شہر تقریباً ساڑھے بارہ سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے مثال جنّت میں جانے کے لیے جو دروازے لگائے ہیں ان کی چوڑائی اس قدر زیادہ ہے...... اللہ اکبر

آپ آسانی کے لیے یوں سمجھ لیں کہ ایک ایک دروازہ اس قدر چوڑا ہوگا کہ جتنا فیصل آباد سے کراچی ہے...... کئی بے وقوف لوگ اپنی ناقص عقل پر پرکھتے ہوئے یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ اتنے چوڑے دروازے کیا کرنے ہیں......؟ اتنے

[1] صحیح مسلم: الایمان ''باب ادنیٰ اہل الجنۃ منزلۃ''

چوڑے دروازے کیسے بن سکتے ہیں......؟ اللہ کے بندو! جس اللہ نے کئی ارب لوگ پیدا کیے اور بغیر کسی ستون کے اتنی بڑی نیلی چھت آسمان کی شکل میں ہمارے اوپر ڈال دی، کیا ایسے ''الخلّاق العلیم'' رب العالمین کیلئے ساڑھے بارہ سو کلومیٹر دروازے لگانا کوئی مشکل بات ہے......؟

اللہ کی قسم......! بڑے بدنصیب ہیں وہ عقل پرست، جو رب العالمین کی باتوں پر یقین، ایمان رکھنے کی بجائے شکوک وشبہات کا شکار ہوجاتے ہیں......اور خوشی کی بجائے الٹا پریشان ہوجاتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

جنّت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے:

بہت بڑے امام، امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت ہی شاندار نکتہ......قرآن کی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں...... پوری توجہ سے سماعت فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ [1]

''یہ نصیحت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے تو عمدہ مقام ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے، ان میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور (کھانے پینے کے لئے) بہت سے میوے اور شراب منگواتے رہیں گے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنّت کے دروازے اہل جنّت کے لیے کھلے رہیں گے۔

---

[1] ص: 49-51

وَهُوَ أَنَّهُمْ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ لَمْ تُغْلَقْ أَبْوَابُهَا عَلَيْهِمْ بَلْ تَبْقَى مُفَتَّحَةً كَمَا هِيَ وَأَيْضًا فَإِنَّ فِيْ تَفْتِيْحِ الْأَبْوَابِ لَهُمْ إِشَارَةٌ إِلَى تَصَرُّفِهِمْ وَذَهَابِهِمْ وَإِيَابِهِمْ وَتَبَوُّئِهِمْ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَآؤُوْا وَ دُخُوْلِ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمْ كُلَّ وَقْتٍ [1]

''جب اہل جنّت، جنّت میں ہوں گے تو ان کے لیے جنّت کے دروازوں کو بند نہیں کیا جائے، بلکہ وہ کھلے رہیں گے جیسے وہ تھے۔ اور اسی طرح اہل جنّت کے لیے دروازوں کو کھلا رکھنے میں ان کے اختیار، آنے جانے اور جنّت کے متعدد مقامات پر اپنی مرضی سے جیسے وہ چاہیں رُکنے کی طرف اشارہ ہے اور ہر وقت ان پر فرشتوں کا دُخول ہوگا۔'' سبحان اللہ!

قربان جائیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی جنّت کے دروازوں پر جو ہمہ وقت کھلے رہیں گے اور ویسے بھی جنّت کے دروازے بند کرنے کی ضرورت ہی نہیں...... کیونکہ ہم دنیا میں اپنے گھروں، کارخانوں کے دروازے صرف اس لیے بند کرتے ہیں کہ چوری، ڈکیتی کا خطرہ ہوتا ہے...... وہاں ایسی بھی کوئی بات نہیں...... یا اس لیے دروازوں کو بند کیا جاتا ہے کہ گرد وغبار، گندگی آنے کا خدشہ ہوتا ہے...... وہاں سوائے خوشبو، چمک دمک اور نور کے کوئی دوسری چیز نہیں ہوگی۔

اے مسلمانو......! خوش ہو جاؤ......!

جیسے دروازہ کھلوانے کے لیے ہم دروازوں پر دستک دیتے ہیں، اسی طرح

[1] حادی الارواح: 1/ 54

جنّت کے دروازے پر دستک دی جائے گی...... اور سب سے پہلے دروازہ کھٹکھٹانے والے ہمارے پیرومرشد...... ہمارے امام اعظم، ہمارے امام معصوم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔ آیئے......! جنّت کے دروازے پر دستک کی بات رسول اللہ ﷺ کے خاص خادم کی زبان سے سنتے ہیں۔ امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ ؟ فَأَقُوْلُ: مُحمد. فَيَقُوْلُ: بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ مِنْ أَحَدٍ قَبْلَكَ [1]

''قیامت والے دن میں جنّت کے دروازے پر ہوں گا اور دروازہ کھلواؤں گا، جنّت کا خازن کہے گا: آپ کون ہیں......؟ میں کہوں گا: محمد! خازن کہے گا: مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔''

اس حدیث میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

① ...... معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جنّت کا دروازہ کھلوائیں گے اور بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ آپ کھٹکھٹائیں گے...... حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ [2]

''اور میں سب سے پہلے جنّت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔''

---

[1] صحیح مسلم۔ الایمان باب فی قول النبی ﷺ انا اوّل الناس

[2] سابق حوالہ

اس عمل میں بھی رسول اللہ ﷺ کی عزت، عظمت اور شان وشوکت روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے۔

② ...... رسول اللہ ﷺ جب دروازہ کھٹکھٹائیں گے...... یا دروازہ کھول دینے کی گزارش کریں گے تو فرشتہ پوچھے گا: آپ کون ہیں...... آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میں محمد (ﷺ) ہوں...... اور دروازہ کھل جائے گا

اور یہاں میں آپ کو صرف اور صرف یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ دیکھ لیں! ہمارے پیارے پیرومرشد اورامامِ اعظم کا تعارف کس قدر زیادہ ہے......؟ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان...... آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وہیبت کو جنّت کا دربان بھی کتنی اچھی طرح جانتا ہے کہ نام سنتے ہی وہ جنّت کا دروازہ کھول دے گا...... سبحان اللہ

اور یہی شان رسول اللہ ﷺ کو معراج کی رات بھی نصیب ہوئی جب جبریل علیہ السلام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر پہلے آسمان پر گئے تو پہلے آسمان کے خازن نے پوچھا: کون......؟ سیّدالملائکہ نے کہا: میں جبریل ہوں۔ اس نے پھر سوال کیا: آپ کے ساتھ کون......؟ سیّدنا جبریل علیہ السلام نے ہمارے پیرومرشد کا جواب میں کوئی لمبا چوڑا حسب ونسب بیان نہیں کیا...... یا آپ کے اوصاف...... خصائل اور خصائص کی فہرست بیان نہیں کی...... صرف اور صرف زبان سے ایک کلمہ کہا کہ میرے ساتھ ہیں: محمد (ﷺ)

حضرات......! آج بھی بخاری موجود ہے آپ اٹھا کر دیکھ لیں کہ نام سننے کی دیر تھی آسمان کے فرشتے نے فوراً دروازہ کھول دیا...... اور اسی طرح دوسرے تیسرے چوتھے اور آخری آسمان تک یہی کچھ ہوا...... حضرت جبریل علیہ السلام آپ کا نام

لیتے جا رہے ہیں...... دروازے کھلتے جا رہے ہیں...... اور ہمارے امام اعظم اور پیرو مرشد آسمان کی بلندیوں کو چڑھتے جا رہے ہیں۔

بہرصورت آج میں نے آپ کے سامنے دلائل سے جنّت کے آٹھ دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ وقت بہت زیادہ ہو چکا ہے...... ان شاء اللہ الرحمن ہم اگلے جمعے ان خوش نصیبوں کا تذکرہ پوری تفصیل کے ساتھ کریں گے کہ جن کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازوں کو کھولا جائے گا...... جن کو آٹھوں دروازوں سے آواز آئے گی یا جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس دروازے سے چاہیں ہمیشہ ہمیش کے لیے جنّت کے وارث بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو یہی شرف ...... یہی سعادت یہی عزت...... حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم آٹھوں دروازوں سے دخول جنّت کی صدائیں سنیں اور ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ کی جنّت کے مہمان بن جائیں۔

هذا ما كان عندی

والله تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

مومن جنت کے دروازوں پر

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ [1]

''اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا ...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحابِ رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

[1] یونس:25

تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق اور محض اسی کے فضل وکرم سے گزشتہ خطبے میں جنّت کے خوبصورت دروازوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آج کے خطبہ میں نہایت ہی اختصار سے ہم ان خوش نصیبوں کا تذکرہ سننے والے ہیں کہ جن کو جنّت کے دروازوں پر نہایت عزت سے نوازا جائے گا...... اگر قرآن وحدیث کا بغور مطالعہ کیا جائے تو جنّت کے دروازوں پر ملنے والے اعزاز تین طرح کے ہیں۔

1 ...... کچھ خوش نصیب تو ایسے ہوں گے کہ جن کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازوں کو کھول دیا جائے گا وہ جس دروازے سے چاہیں پورے پروٹوکول کے ساتھ اس سے گزر کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ کی جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔ کسی بھی مومن کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازوں کا کھلنا بہت بڑے اعزاز کی بات ہے

2 ...... کچھ خوش نصیب ایسے ہوں گے کہ جن کے دروازے کا انتخاب اللہ تبارک وتعالیٰ خود فرمائے گا...... جیسا کہ کئی ایک صحیح روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جس دروازے سے چاہیں گے جنّت میں داخل کریں گے...... کسی بھی مومن اور مسلمان کے جنّت جانے کے لیے اس کے جنّتی دروازے کا انتخاب رب العالمین خود آپ فرمائیں گے...... اس سے بڑھ کر اعزاز کیا ہو سکتا ہے۔

3 ...... کچھ خوش نصیب ایسے ہوں گے کہ جن کو جنّتی دروازوں سے آواز آئے گی...... فرشتے پکار پکار کر کہیں گے: اے اللہ کے بندے! تیرے لیے یہ دروازہ بہتر ہے اس سے داخل ہو کر ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ کی جنّت کا مہمان بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ اعزاز نصیب فرمائے......

اور یہ اعزاز تبھی ملے گا جب ہم ایسے اعمال کریں گے کہ جن کے کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنّت کے آٹھوں دروازوں کے کھلنے کی بشارت فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا خوب فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ [1]

''اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔''

اس آیت کے مفہوم پر غور فرمائیں کہ سلامتی کے گھر کی طرف بلانے والا اللہ خود آپ ہے..... وہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت اور جنّت کی طرف بلاتا ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے آجاتے ہیں.....خود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایت پر قائم رکھتے ہوئے ہمیشہ ہمیش کے لیے اس کی جنّت کے حقدار قرار پاتے ہیں۔

☆ اے خلیفۂ بلافصل رضی اللہ عنہ......! تیری عظمت کو سلام:

امتِ مسلمہ میں انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد سب سے اونچا درجہ خلیفہ بلافصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور ان کے اعزاز کی کیا بات ہے ان کے متعلق والنجم اذا ھویٰ کی شان والے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا: میرے ابوبکر! مجھے پوری امید ہے کہ تجھے جنّت کے آٹھوں دروازوں سے آواز دی جائے گی۔

صحیح البخاری کے الفاظ پوری توجہ سے سماعت فرمائیں:

---

[1] یونس:25

فَقَالَ ابُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللهِ ! مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضُرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ : نَعَم! وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ [1]

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں! کسی شخص کو کوئی ضرورت تو نہیں کہ اسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے مگر کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے آوازیں دی جائیں گی ......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! اور میں امید رکھتا ہوں کہ تم انھی میں سے ہو۔''

احبابِ گرامی قدر کس قدر شرف اور سعادت کی بات ہے سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے آٹھوں دروازوں سے بلائے جانے کی عظیم خوش خبری سنائی ہے......

اور مجھے امید ہے کہ صرف ذوقِ خطابت نہیں...... پورے وثوق سے یہ بات کہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سچی محبّت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے بھی یہ شان عطا فرمائے گا...... ہمارا سر فخر اور شکر سے بلند ہے کہ ہمارے دلوں میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی محبّت مال جان اور اولاد سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ اسی عقیدت پر زندہ رکھے اور اسی عقیدت پر سلامتی کی موت عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا خوب فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح البخاری: 1897

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ [1]

''اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔''

(1). نماز، زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ مکمل اطاعت کرنے والا:

جس خوش نصیب نے نماز، زکوٰۃ کی پابندی کی......شوق سے نماز پڑھتا رہا اور دل کی خوشی سے زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور اس کے ساتھ ساتھ رب رسول کی بات سن کر مکمل اطاعت کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو جس دروازے سے چاہیں جنّت کا مہمان بنائیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَبَدَاللهَ وَلَمْ يُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَسَمِعَ وَاَطَاعَ فَإِنَّ اللهَ يُدْخِلُهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ لَهَا ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ [2]

''جس نے اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ ذرّہ بھر شرک نہ کیا، نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور سننے کے بعد اطاعت کی بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو جنّت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہیں گے داخل کریں گے۔ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں۔''

احبابِ گرامی قدر......! اس حدیث میں بنیادی طور پر سمجھنے والی تین باتیں

---

[1] یونس:25

[2] مسند احمد:22768

ہیں......پھر جا کر یہ اعزاز حاصل ہوتا ہے۔

1......اللہ کی عبادت میں غیر کی شراکت نہ ہو۔

جو لوگ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی غیروں کو پکارتے ہیں، درباروں، مزاروں پر سجدہ کرتے ہیں، غیر اللہ کی نذر و نیاز دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اس عظیم محرومی کی فکر کرنی چاہیے کہ ان کو قیامت والے دن اس سعادت سے محروم کر دیا جائے گا۔

2......نماز، زکوٰۃ کی پابندی ضروری ہے۔

جو شخص فرائض کا پابند ہو اور سنن و نوافل بھی ادا کرتا ہو اور اگر مال زکوٰۃ کو پہنچ جائے تو وہ اڑھائی فیصد کے حساب سے سالانہ زکوٰۃ بھی نکالتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے کہ اس کا عقیدہ توحید بھی مضبوط ہو، ایسے شخص کو بلاشبہ اس عظیم اعزاز سے نوازا جائے گا۔

3...... غیر مشروط مکمل اطاعت:

یہ تیسری شرط پہلی دونوں شرطوں کی طرح اہم ترین ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے روز دخولِ جنّت کے وقت آپ کے لیے جنّتی دروازے کا انتخاب آپ کا رب کرے تو پھر اپنی من مانی چھوڑ دیں......نفس کی پوجا چھوڑ دیں...... بری خواہشات اور شہوات کے پیچھے چلنا چھوڑ دیں ورنہ کسی صورت بھی آپ کو یہ اعزاز نہیں ملے گا۔ یہ اعزاز تو صرف ان چند خوش نصیبوں کے لیے ہے کہ جن کے سمع و اطاعت کا جذبہ بالکل ابراہیمی تھا اور وہ اذ قال لہ ربہٗ اسلم، قال اسلمت لرب العالمین کی عملی تفسیر تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا خوب فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ

اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ ❶

''اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔''

② صوم وصلاۃ کا پابند، 7 بڑے گناہوں سے بچنے والا:

اللہ کی رحمت اور جنّت کے حصول کے لیے کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے بچنا نہایت ضروری ہے اور بالخصوص جو شخص اپنے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھلے دیکھنا چاہتا ہے اس کے لیے بنیادی کام یہ بھی ہے کہ وہ ہلاک کردینے والے کبیرہ سات گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا فَقَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَکَبَّ فَأَکَبَّ کُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا یَبْکِیْ لَا نَدْرِیْ عَلٰی مَا ذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہُ فِیْ وَجْہِہِ الْبُشْرٰی فَکَانَ أَحَبَّ إِلَیْنَا مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَیَصُوْمُ رَمَضَانَ وَیُخْرِجُ الزَّکٰوۃَ وَیَجْتَنِبُ الْکَبَائِرَ السَّبْعَ إِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ أَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَقِیْلَ لَہٗ اُدْخُلْ بِسَلَامٍ ❷

❶ یونس:25

❷ سنن نسائی:2440۔ اِسنادہ حسن

''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور تین دفعہ کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پھر آپ نے اپنے سر مبارک کو جھکایا اور ہر صحابی نے بھی اپنا سر جھکایا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رہے تھے، ہم نہیں جانتے کہ آپ نے کس بات پر قسم کھائی، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور آپ کے چہرے میں خوشی تھی اور یہ خوشی ہمیں سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی زیادہ محبوب تھی۔ آپ نے فرمایا: جو بھی مسلمان پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ دے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچے اس کے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کو کہا جائے گا سلامتی سے داخل ہو جا۔''

اس حدیث میں بالخصوص اس شخص کو جنت کے آٹھوں دروازوں کے کھلنے کی بشارت سنائی گئی ہے جو ہلاک کر دینے والے سات کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اور وہ کبیرہ گناہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا
2۔ جادو کرنا
3۔ ناحق قتل کرنا
4 سود کھانا
5۔ یتیم کا مال کھانا
6۔ میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا
7۔ پاکدامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

یاد رہے......! جس شخص نے کلمہ پڑھ کر ان گناہوں میں سے کسی ایک گناہ کا بھی ارتکاب کیا وہ قیامت کے روز اس عظیم اعزاز سے محروم کر دیا جائے گا اور اللہ

معاف کرے اس وقت پورا معاشرہ ان گناہوں کی لپیٹ میں ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا خوب فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ [1]

''اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے، جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔''

مسنون وضو کے بعد مسنون دعا پڑھنے والا

توحید بھرے کلمات کی ہمارے دین میں بہت اہمیت ہے۔ ایسے سعادتمند لوگ جن کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جو اپنے ہر وضو کے بعد مندرجہ ذیل ذکر توحید پڑھتا رہا ہوگا بشرط کہ اس کا عقیدہ اور عمل بھی توحیدی کلمات کے مطابق ہو۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّاب رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَن تَوَضَّأَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ [2]

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ

[1] یونس:25

[2] صحیح مسلم: باب ذکر المستحب عقب الوضوء:234

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ کہا، اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔"

یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ مندرجہ بالا دعا اچھی طرح رٹ کر ہر وضو کے بعد پڑھ بھی لی جائے تو جنّت کے آٹھوں دروازے اس وقت تک نہیں کھلیں گے جب تک عمل اور عقیدہ اس دعا کے مطابق نہ ہو۔

کان کھول کر اچھی طرح سن لیں......! صرف رٹے رٹائے الفاظ انسان کی بخشش کا باعث نہیں بنتے، نہ ہی انسان کو ان سے اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، چہ جائیکہ اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں۔

ہمارے دین میں عقیدہ اور عمل، یہ دونوں چیزیں بنیادی ہیں۔ اجر وثواب اور دیگر تمام اعزازات ان دونوں کے بعد نصیب ہوتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ [1]

"اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔"

3. اللہ کی راہ میں جوڑا صدقہ کرنے والا

ہمارے دین میں صدقہ وخیرات کو بہت زیادہ اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ ہمارے دین میں بہت بڑی راز کی بات ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص مال زکوۃ کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں دیتا رہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اسے بے حساب دیتے

[1] یونس:25

ہیں۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ! هٰذَا خَيْرٌ . ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا صدقہ کیا اس کو جنّت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ اے عبداللہ! یہ ''دروازہ بہتر ہے۔''

امام اہل حدیث امام احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:

وَمَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ يُدْخِلُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَيِّ بَابٍ شَآءَ مِنْهَا الْجَنَّةَ ❷

''جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا تو بلاشبہ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں، اللہ عزوجل اس کو ان دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہیں گے جنّت میں داخل کریں گے۔''

یاد رہے......!

یہاں جوڑے سے مراد ایک جیسی دو چیزیں ہیں، مثلاً دو اونٹ......دو

❶ صحیح البخاری: 1897

❷ مسند احمد بن حنبل: 19437

روٹیاں......دوسوٹ......دوگھڑیاں......دومسواکیں......دوخوشبو کی شیشیاں

اوراسی طرح جوڑے سے مراد دو متقابل چیزیں بھی ہو سکتی ہیں، بلکہ ہیں جیسا کہ روٹی کے ساتھ سالن...... چائے کے ساتھ بسکٹ...... کھجور کے ساتھ پانی...... یا دودھ وغیرہ۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خرچ کرنے والا وہ مکمل صدقہ کرے جس سے دوسرے کو مکمل فائدہ پہنچے اور مکمل فائدہ جوڑے سے ہی پہنچتا ہے۔ [1]

ویسے میں نے بھی تجربہ کیا ہے کہ جو شخص تحفہ اور ہدیہ میں دو چیزیں دے تو اس کا فائدہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مجھے چند دن پہلے ایک پیارے بھائی نے خوشبو کی دو شیشیاں تحفے میں دیں۔ ایک میں نے گاڑی میں اور دوسری گھر میں رکھ لی۔

اسی طرح ایک چیز گم ہو جاتی ہے، ضائع ہو جاتی ہے تو دوسری کام آ جاتی ہے اور پھر اس طرح ہدیہ دینے والے کے لیے کئی مہینے دعائیں نکلتی رہتی ہیں۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ [2]

”اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔“

جس کی اولاد میں سے تین نابالغ فوت ہو جائیں:

دنیا آزمائش گاہ ہے۔ یہاں آزمائش ہوتی ہے اور بالخصوص اللہ اپنے

---

[1] جو میرا بھائی میری اس کتاب کا یہ صفحہ پڑھ کر مجھے سب سے پہلے فون کرے گا کہ میں اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے امانتداری سے اس کو اپنی دو کتابیں بطورِ ہدیہ پیش کروں گا۔ ان شاءاللہ

[2] یونس:25

پیاروں کو تو ضرور آزماتا ہے۔ بحکمِ الٰہی اگر کسی کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں وہ بیٹے ہو یا بیٹیاں اور وہ اس غم پر صبر کرلے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بچوں کو اس کے استقبال کے لیے جنّت کے دروازوں پر کھڑا کردے گا وہ اپنے ساتھ اپنے محبوب والدین کو اللہ کی جنّت میں لے کر جائیں گے۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ [1]

''جس شخص کے نابالغ تین بچے فوت ہوئے وہ ان بچوں کو جنّت کے آٹھوں دروازوں کے پاس پائے گا جس سے وہ چاہے داخل ہو جائے۔''

احبابِ گرامی قدر......! ہمارے معاشرے میں بہت خرابیاں آچکی ہیں۔ لوگ توہمات میں گر چکے ہیں۔ اللہ نہ کرے جس عورت کے دو، تین بچے فوت ہو جائیں تو کوئی بدعقیدہ لوگ اس عورت کو منحوس سمجھتے ہیں...... اس کے پاس بیٹھنا، اٹھنا، کھانا، پینا یا اس کے گھر جانا اپنے لیے باعثِ نقصان سمجھتے ہیں جبکہ یہ بہت بڑے ظلم کی بات ہے اور ایک دکھی عورت کو مزید دکھ دینے کی بات ہے۔

اللہ کی قسم......! جب کوئی عورت کلمہ پڑھ کر بھی ایسی حرکتیں کرتی ہے اور اس قدر بدعقیدہ ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی ایسی عورت کے کلمے کی کوئی ضرورت نہیں۔

---

[1] مسند احمد: 17644

اے مسلمان بہنو......! ایسی دکھی عورتوں کے پاس جایا کرو، ان کو جا کر حوصلہ دینا، صبر کی تلقین کرنا اور ان کی دلجوئی کرنا بھی اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اور یہ ایک ایسی نیکی ہے کہ جس کے بدلے اللہ تعالیٰ زندگی بھر کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتے ہیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی دیکھ لیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو یا ایک روایت کے مطابق ننھے منے معصوم بچے فوت ہو گئے حتیٰ کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین بچیاں بھی آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئیں تھیں، جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی ہی آزمائش کرتے ہیں۔

اللہ کے حضور دعا کریں کہ جن کے پاس اولاد نہیں، اللہ ان کو اولاد عطا کرے اور جن کے معصوم شہزادے، شہزادیاں فوت ہو گئے اللہ ان کو نعم البدل عطا کرے اور ان کے لیے قیامت والے دن جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دے۔ آمین!

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ [1]

''اور اللہ تعالیٰ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔''

چار کام کرنے والی عورت:

اسلام نے عورت کو بہت مقام دیا ہے...... بیوی کی صورت میں وہ گھر کی ملکہ ہے...... ماں ہو تو جنّت اس کے قدموں تلے ہے اور اسی طرح دو بیٹیوں کی تربیت

[1] یونس:25

کرنے والا یا دو بہنوں کو کھلانے پلانے والا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس قدر محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنّت بھی دیں گے اور جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ بھی عطا فرمائیں گے۔

لیکن آیئے......! آج میں آپ کے سامنے اپنے موضوع کی مناسبت سے ایک صحیح حدیث بیان کرتا ہوں کہ جس میں اس سعادت اور عظمت کو واضح کر دیا گیا ہے کہ جو عورت اس دنیا میں چار کام کرے گی تو مرنے کے بعد اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ [1]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عورت پانچ نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنّت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہو جائے گی۔''

میں اسلامی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ غور فرمالیں اسلام نے آپ کے لیے کس قدر آسانی کی ہے۔ آپ گھر کے کام کاج اور بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ اگر چار کام کر لیں

(1)...... بروقت پانچ نمازیں پڑھے...... اگر نفل نوافل اور سنّتیں ادا کرے

[1] صحیح ابن حبان: 4163 ؛ المعجم الاوسط: 8805

تو بہت بڑی سعادت ہے وگرنہ کم از کم فرض نماز ادا کرتی ہے۔

② ...... ماہِ رمضان آئے تو دل کی خوشی سے فرض روزے رکھتی ہے......
چاہے زندگی بھر نفلی روزے نہ بھی رکھے...... صرف فرضی روزوں کی پابندی کی ہو۔

③ ...... اپنی عزت کی حفاظت کی ہو...... کسی غیر محرم کو اپنے وجود کے قریب نہ آنے دیا ہو...... پاکدامنی اور شرم وحیا سے باپردہ زندگی گزاری ہو۔

④ ...... خاوند کس قدر بھی بے رُخی کرنے والا یا ظلم کرنے والا کیوں نہ ہو حتی المقدور اس کی خدمت اور اطاعت کی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے چار کام کرنے والی کو اس بات کی ضمانت اور بشارت دی ہے کہ اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔
اللہ کی قسم......!

یاد رکھنا بے دین آوارہ اور فیشن پرست عورتیں دیندار پردے والی خاوند کی فرمانبردار عورت کے جوتے کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کے لیے قیامت کے دن جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دے۔ آمین ثم آمین!

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

خوشبوئے جنّت کسے ملے گی؟

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾
تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ
رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ
الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ
بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾

''بے شک نیک لوگ چین میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے۔ تم ان کے چہروں ہی سے راحت کی تازگی معلوم کر لو گے ان کو خالص شراب سربمہر پلائی جائے گی۔ جس کی مہر مسک کی ہوگی تو (نعمتوں کے) شائقین کو چاہیے کہ اسی سے رغبت کریں اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی جو ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین ، امام المجاہدین والمتّقین ، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ،کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے آج میں آپ کے سامنے نہایت ہی دل نشین اور ایمان افروز موضوع بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس موضوع کا عنوان ہے کہ جنّت کی خوشبو کس خوش نصیب کو ملے گی۔

ذی وقار سامعین حضرات......! دنیا میں بڑے بڑے حسین مناظر اور پھولوں سے مزین باغات ہیں،لیکن ان کی خوشبو دیواروں کے باہر سے محسوس نہیں ہوتی۔لیکن اللہ تعالیٰ کی جنّت جوکہ اس وقت مکمل تیار ہوچکی ہے۔اس کے مزین اور معطر ہونے کا عالم یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جنّت آنے سے کئی سال پہلے ہی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو اپنی جنّت کی خوشبو کی پہلی قسط دنیا میں ہی عطا کردیتے ہیں۔قرآن وحدیث کا پوری گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو کوئی ایک صحیح دلائل سامنے آتے ہیں جن سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جنّت کی خوشبو دنیا میں، موت کے وقت، قبر میں اور قیامت والے دن اپنے بندوں کو عطا فرمائیں گے......یعنی جنّت ابھی بہت آگے ہوگی لیکن وہ خوش نصیب جنّت کی

خوشبو سے لمبا عرصہ پہلے ہی محظوظ ہو رہے ہوں گے اور جنّت میں تقریباً پانچ طرح کی خوشبوئیں ہوں گی...... آج کا موضوع پوری بیداری اور دلجمعی سے سماعت فرمائیں اور میں آپ کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو دنیا میں بار بار خوشبوئے جنّت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خوشبوئے جنت بہت ہی اعلیٰ ہے:

دنیائے کائنات کی کوئی بھی چیز خوشبوئے جنّت کا مقابلہ نہیں کر سکتی...... مقابلہ کیسے کرے گی جنّت کی خوشبو اس قدر پاکیزہ، بلند و بالا اور اعلیٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا [1]

”اور بلاشبہ اگر اہل جنّت میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو جو کچھ اس کے درمیان ہے اس کو روشنی سے بھر دے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور البتہ اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور دنیا کے خزانوں سے زیادہ بہتر ہے۔“

آپ اندازہ فرمائیں جب خاتونِ جنّت کا دنیا میں لمحہ بھر کے لیے جھانکنا اس کو اس قدر معطر کر دے گا تو پھر جنّت اور جنّت میں موجود خوشبو کا کیا عالم ہوگا......؟

اللہ کے بندو......! ایسی قیمتی جنّت اور ایسے پاکیزہ خوشبودار مہمان خانے کو دنیا کی بدکار عورتوں کی خاطر اور حرام کے پیشے کی خاطر برباد نہ کرو۔ اللہ کی زمین پر صحیح

[1] صحیح البخاری: 2796

معنی میں اللہ والے بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد مشک سے معطر اپنے وی آئی پی مہمان خانے میں بلند وبالا تاج وتخت عطا کرے گا۔

دنیا میں جنّت کی خوشبو:

کئی ایک روایات سے اس سچی حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں بھی جنّت کی خوشبو عطا فرماتے ہیں اور اس کے لیے شرط یہ ہے کہ بندے کے دل میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مر مٹنے کا جذبہ موجود ہو اور اس کے دل کا ایک ایک خانہ رسول اللہ ﷺ کی محبّت سے بھرا ہوا ہو...... مخلص اور رسول اللہ ﷺ کے سچے محبّ جنّت کی خوشبو دنیا میں ہی پا لیتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے۔ انھوں نے کہا:

غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أُجِدُّ فَلَقِيَ يَوْمَ أُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ - يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ . فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ أَيْنَ يَاسَعْدُ ! إِنِّيْ أَجِدُ رِيْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ أُحُدٍ فَمَضَى فَقُتِلَ فَمَا عُرِفَ حَتَّى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ أَوْ بِبَنَانِهِ وَبِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ [1]

---

[1] صحیح البخاری:4048

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی لڑائی میں غائب رہا، اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ لڑائی میں شرکت کا موقع دیا تو وہ دیکھے گا کہ میں کتنی بہادری سے لڑتا ہوں، چنانچہ وہ احد میں شریک ہوئے اور جب لوگوں کو شکست ہوئی تو انھوں نے کہا: اے میرے اللہ! مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے متعلق تجھ سے معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ مشرکوں نے کیا ہے اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں، پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے تو راستے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہوا تو کہا: اے سعد! تم کہاں جا رہے ہو......؟ میں تو احد پہاڑ کے دامن سے جنّت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے حتی کہ شہید کر دیئے گئے، ان کی لاش نہیں پہچانی جا رہی تھی یہاں تک کہ ان کی بہن نے ایک تل اور انگلیوں کے پوروں سے ان کو پہچانا اور ان کے جسم پر 89 کے قریب نیزے، تلوار اور تیروں سے زخم لگے تھے۔''

بخاری پاک کی اس حدیثِ پاک نے واضح کر دیا کہ جنّت کی خوشبو کئی اللہ والوں کو دنیا میں ہی نصیب ہوتی ہے۔

اسی طرح معرکہ احد کی بات ہے کہ حضرت زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے احد کے دن سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش کے لیے بھیجا اور فرمایا: اگر تو اس کو دیکھ لے تو اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ وہ آپ کا حال دریافت کر رہے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں احد کے شہیدوں میں تلاش کرتا ہوا ان کے پاس پہنچا تو ان کے آخری سانس تھے اور ان کے جسم پر نیزوں، تلواروں اور تیروں کے ستر کے قریب زخم تھے میں نے کہا: اے سعد! اللہ کے رسول ﷺ تجھے سلام کہتے ہیں اور تیری حالت دریافت کرتے ہیں۔ انھوں نے پہلے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو کہنا :

أَجِدُ رِيْحَ الْجَنَّةِ [1]

''میں جنّت کی خوشبو پا رہا ہوں'' اور میری قوم انصار کو کہنا اگر دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو کل قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں تمھارے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا۔'' اللہ اکبر!

اللہ کے بندو......! جن لوگوں کے جذبات اللہ اور اس کے رسول کے متعلق اس قدر پاکیزہ اور بلند و بالا ہوتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا حق نہیں رکھتا جب وہ بظاہر مصائب و آلام اور آزمائشوں کی چکی میں پس رہے ہوتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اس وقت جنّت کی خوشبوؤں سے محظوظ کر رہا ہوتا ہے۔

سفرِ آخرت اور خوشبوئے جنّت:

جب مومن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے تو موت کے وقت بھی روح قبض کرنے والے فرشتے جنّت کی خوشبو اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں...... ہر طرف بہار ہی بہار اور فرشتوں کی سلامی ہوتی ہے اور قرآن مجید نے اس موقع کی منظر کشی کرتے ہوئے کمال کر دی ہے:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾

''پھر اگر وہ (خدا کے) مقربوں میں سے ہے تو (اس کے لئے) آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں۔''

---

[1] مستدرک حاکم: 4906

یاد رہے! یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن ہم نے اس کو ضمنی طور پر صحیح حدیث کے متابعت میں نقل کیا ہے۔

اور بعض روایات میں بھی واضح طور پر موجود ہے کہ موت کے وقت مومن کے پاس آنے والے فرشتے اپنے ساتھ جنّت کی خوشبو بھی لے کر آتے ہیں اور جب مومن کو قبر کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو وہاں اس کے پاس جنّت کی خوشبو آتی رہتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جونہی مومن فرشتوں کے سوالات میں کامیاب ہوتا ہے تو

فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ لَهُ قَالَ : فَيَأْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهِ [1]

''آسمان سے پکارنے والا پکارے گا یہ کہ میرے بندے نے سچ بولا ہے۔ اس کے لیے جنّت سے بستر بچھا دو اور اس کو جنّت سے لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنّت کی طرف دروازہ کھول دو۔ پس اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پس اس کے پاس جنّت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور تا حدّ نگاہ اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی یہی خوشبوئیں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خوشبوئے جنّت اور اس کی اقسام:

اللہ کی جنّت میں ہر مہک کا انداز نرالا ہوگا اور قرآن و حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنّت میں کم و بیش پانچ طرح کی خوشبوئیں ہوں گی، جن سے اہل جنّت کے ماحول کو دوبالا کیا جائے گا۔

---

[1] مسند احمد: 18733، سنن ابی داؤد: 3212، 4753 والحدیث حسن

آیئے! اب میں نہایت اختصار سے جنّت کی پانچ خوشبوؤں کا تذکرہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان سے محظوظ ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

جنّت میں پہلی خوشبو......''کافور''

سورۂ دھر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنّت کی ایک خوشبو''کافور'' کا ذکر کیا ہے۔ اور اس''کافور'' میں جنّتی مشروب کی آمیزش ہوگی جس سے وہ مشروب نہایت ہی معتدل، پُرلذت اور حلاوت بھرا ہوگا۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝٥ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝٦ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝٧ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝٨ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ [1]

''جو نیکوکار ہیں اور وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکالیں گے یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہوگی خوف رکھتے ہیں اور باوجود یہ کہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکر گزاری کے (طلبگار)۔''

---

[1] الدھر:9

ان آیاتِ برکات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ کافور کی آمیزش والا مشروب بالخصوص اہل جنّت میں سے ان خوش نصیبوں کو پلایا جائے گا جو دنیا میں اپنی نیک نذروں کو پورا کیا کرتے تھے، مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور قیامت کے دن سے ڈرا کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بھی یہ تینوں خصلتیں اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہاں یہ بات یاد رہے کہ جنّتی کافور کو دنیا کے کافور جیسا نہ سمجھیں، یہ تو صرف لفظی مشابہت ہے، ورنہ مہک، حلاوت اور ٹھنڈک کے لحاظ سے دنیا کی کافور جنّتی کافور کے ''عُشرِ عشِیر'' کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتی۔

جنّت میں دوسری خوشبو ''کستوری''

''کستوری'' نہایت ہی نایاب اور اعلیٰ ترین خوشبو ہے۔ اور اس وقت کم وبیش ایک تولہ خالص کستوری کا ریٹ سوالاکھ کے قریب ہے...... سوالاکھ دے کر سوفیصد یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ خالص ہے۔ لیکن جنّت میں سوفیصد خالص تو درکنار اعلیٰ قسم کی ایسی کستوری ہوگی کہ جس کے متعلق دنیا میں سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ جنّت میں کستوری کی خوشبو کہاں ہوگی اور کہاں سے آئے گی......؟ اس سلسلے میں چند احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔

خادمِ رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَيْنَمَا أَنَا أَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا

الْكَوْثَرُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِيْنُهُ أَوْ طِيْبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ [1]

''اس درمیان کہ میں جنّت میں چل رہا تھا کہ اچانک ایک نہر پر پہنچا، اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: جبریل! یہ کیا ہے......؟ انھوں نے کہا: یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کی خوشبو یا مٹی تیز کستوری جیسی تھی۔''

اور ایک روایت کے مطابق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب میں نے نہر کوثر کو دیکھا تو

فَضَرَبْتُ بِيَدِيْ اِلَى تُرْبَتِهِ فَإِذَا هُوَ مِسْكَةٌ ذَفِرَةٌ [2]

''اس کی مٹی پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ انتہائی تیز مہکنے والی کستوری تھی۔''

☆...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حوضِ کوثر اور نہر کوثر سے کستوری کی خوشبو آئے گی اور نہرِ کوثر کی مٹی بھی کستوری ہی ہوگی...... سبحان اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنّت اور اہل جنّت کا نہایت دلنشین تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو گروہ سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے...... پھر ان کے بعد جو لوگ جنّت میں جائیں گے ان کے چہرے چمکدار ستاروں سے بھی زیادہ روشن ہوں گے...... دلوں میں محبّت ہی محبّت ہوگی...... ہر جنّتی کو اعلیٰ درجے کی حسین و جمیل دو بیویاں دی جائیں گی...... اور وہ صبح و شام اللہ کی

---

[1] صحیح البخاری: 6581

[2] مسند احمد: 12542

جنّت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے...... اہل جنّت بیمار ہوں گے...... نہ ناک سے کوئی آلائش نکلے گی اور نہ ہی منہ سے تھوک آئے گا...... ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے...... اور کنگھے صرف سونے کے......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل جنّت کی مہمانی کا تذکرہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ [1]

''اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ جب اہل جنّت بول و براز اور تھوک جیسی چیزوں سے بھی پاک ہوں گے تو پھر ان کے کھائے ہوئے کھانے کا کیا بنے گا......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ [2]

''ڈکار اور پسینہ آئے گا کستوری کے پسینے کی طرح۔''

☆...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی جنّت میں اہل جنّت کو جو پسینہ آئے گا اس سے بھی کستوری کی خوشبو آئے گی...... سبحان اللہ

امام المحدثین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول......! إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوبُنَا جب ہم آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل بہت نرم ہوتے ہیں اور ہمیں دنیا کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ صرف آخرت کی طرف دھیان رہتا ہے لیکن جب

---

[1] صحیح البخاری: 3245، 3246

[2] سلسلہ احادیث صحیحہ: 3560 صحیح مسلم: 2835

ہم آپ کی مجلس سے نکلتے ہیں تو اپنے گھر بار اور اولاد سے ایسے مانوس ہو جاتے ہیں کہ وہ آپ کی مجلس جیسی کیفیت نہیں رہتی......؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر گھر میں بھی تمھاری وہی کیفیت رہے جو میری مجلس میں ہوتی ہے تو تمھاری زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتوں کو نازل کر دے......[1]

یاد رکھو......! اللہ تعالیٰ کو ایسے گنہگار بہت پیارے ہیں جن سے جب گناہ ہوتے ہیں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے......؟

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مِنَ الْمَاءِ ''پانی سے'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جنّت اور جنّت کی بناوٹ کس چیز سے ہے......؟

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی ہوگی۔ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ ''اور اس کا گارا تیز کستوری کا ہوگا۔[2]

☆...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض اہل جنّت کے جو مہمان خانے ہوں گے ان میں سونے اور چاندی کی اینٹوں کے درمیان جو گارا استعمال کیا جائے گا وہ ''کستوری'' ہی کا ہوگا۔

خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات جب میں جنّت میں داخل کیا گیا تو وہاں بڑے بڑے خوبصورت موتیوں کے گنبد

---

[1] صحیح مسلم: 2750

[2] جامع الترمذی: 2526، سلسلہ احادیث صحیحہ: 2/692

تھے وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ اور اس کی مٹی کستوری تھی۔ ❶

☆...... اس حدیث نے بھی واضح کر دیا کہ جنّت کے دلنشین گنبدوں میں بھی کستوری کا گارا استعمال کیا جائے گا اور یہاں تو لوگوں کو ایک تولہ کستوری نصیب نہیں ہوتی لیکن اللہ کی جنّت میں کستوری کے بڑے بڑے ٹیلے ہوں گے جن کی مہک جنّت کے ماحول کو ہر طرف سے دوبالا کر دے گی۔ خادم رسول سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَأْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ ، فِيْهِ كُثْبَانُ الْمِسْكِ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْا فِي وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمُ الْمِسْكُ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا ، فَيَرْجِعُوْنَ إِلَى أَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ أَهْلُوْهُمْ : وَاللهِ! لَقَدِ ازْدَدتُّمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُوْلُوْنَ: وَأَنْتُمْ وَاللهِ! لَقَدِ ازْدَدتُّمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا ❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنّت میں ایک بازار ہوگا، جس میں لوگ ہر جمعہ کو آیا کریں گے، اس میں ڈھیروں کستوری ہوگی، پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں کستوری کی خوشبو بکھیر دے گی، جس سے ان کے حسن وجمال میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ پس جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آئیں گے، جب کہ ان کے حسن وجمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا تو ان سے ان کے

❶ صحیح مسلم: 415

❷ سلسلہ احادیث صحیحہ: 3471 واصلہ فی مسلم

گھر والے کہیں گے: اللہ کی قسم! تم ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو تو وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! تم بھی ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو۔''

اور قرآن مجید نے ایک ایسے مشروب کا بھی ذکر کیا ہے کہ جس کو کستوری کی مہر سے بند کر کے محفوظ کیا گیا ہوگا اہل جنّت اس دلربا مشروب کو پیئیں گے تو ان کے انگ انگ میں تسکین اور حلاوت سرایت کر جائے گی۔ قرآن پاک کے الفاظ کس قدر حسین ہیں:

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾

''بے شک نیک لوگ چین میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے۔ تم ان کے چہروں ہی سے راحت کی تازگی معلوم کر لو گے ان کو خالص شراب سربمہر پلائی جائے گی۔ جس کی مہر کستوری کی ہوگی تو (نعمتوں کے) شائقین کو چاہیے کہ اسی سے رغبت کریں اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی، جو ایسا چشمہ ہے جس سے مقربین پیئیں گے۔''

ہماری دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی یہ موج بہاریں اور نعمتیں نصیب فرمائے۔ آمین!

جنّت میں تیسری خوشبو ''زعفران''

خوشبو کی دنیا میں زعفران کا ایک اپنا نام ہے۔ یاد رہے کہ جہاں زعفران

بطورِ خوشبو لگایا جاتا ہے وہاں قوت وطاقت اور توانائی حاصل کرنے کے لیے بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ خالص زعفران خوشبو اور رنگت کے لحاظ سے بھی نہایت دلرُبا اور منفرد ہوتا ہے۔ اور جنّت میں اہل جنّت کے لیے زعفران جیسی پاکیزہ خوشبو کا بھی مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔

امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت شاندار انداز میں جنّت کا نقشہ بیان کیا اور فرمانے لگے کہ جو جنّت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ نعمتوں میں رہے گا، کپڑے بوسیدہ ہوں گے، نہ جوانی کے جوبن میں فرق آئے گا، وہاں کے کنکر بھی لؤلؤ اور یاقوت جیسے قیمتی موتی ہوں گے وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ ''اور اس کی مٹی زعفران ہوگی۔ ❶

ہمارے ہاں اہل ذوق بیرون ممالک سے مہنگے داموں اعلیٰ زعفران لا کر استعمال کرتے ہیں لیکن اس سے متعلق بھی سو فیصد یقین نہیں ہوتا کہ یہ خالص ہوگا، لیکن قربان جائیں اہل جنّت کی شان پر کہ ان کے لیے زعفران خالص بھی ہوگا اور وافر بھی ہوگا، بلکہ جنّت میں بعض علاقے ایسے بھی ہوں گے کہ وہاں کی مٹی ہی زعفران کی ہوگی۔ سبحان اللہ!

جنّت میں چوتھی خوشبو ''عُود''

دنیا جانتی ہے کہ اس وقت دنیا میں جتنی خوشبوئیں ہیں ان میں سے ایک جانا پہچانا نام ''عود'' بھی ہے۔ خالص عود نہایت ہی مہنگی ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ سعودی عرب میں ایسے عود بھی موجود ہے جو کم وبیش دس ہزار ریال تولہ ہے اور دس ہزار ریال

---

❶ جامع الترمذی: 2526

ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً پاکستانی دولاکھ اسی ہزار روپے بنتا ہے۔

عود نہایت ہی فرحت بخش، دلنشین اور ماحول کو دوبالا کردینے والی انمول خوشبو ہے اور اللہ کی جنّت میں اہل جنّت کی روشنی کے لیے جو دیئے اور انگیٹھیاں روشن کی جائیں گی ان میں عود کو بطورِ ایندھن استعمال کیا جائے گا......یعنی روشنی میں بھی خوشبوؤں کی آمیزش ہوگی۔ سبحان اللہ!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنّت میں اہل جنّت کے لیے نہایت ہی خوبصورت انگیٹھیاں ہوں گی اور وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْأُلُوَّةُ اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن "اُلُوہ" کا ہوگا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابویمان راوی کہتے ہیں: يَعْنِي الْعُوْدَ یعنی ایندھن عود کا ہوگا۔ [1]

سامعین کرام......! اگر آپ اللہ کی جنّت میں اعلیٰ سے اعلیٰ دلنشین خوشبوئیں پانے کے امیدوار ہیں تو دنیا میں اپنے کردار میں نیک اعمال کی مہک پیدا کرو......ایسا کسی صورت میں نہیں ہوسکتا کہ دنیا میں آپ کے کردار سے گندی بُو آئے اور آپ کو جنّت کی خوشبوئیں مل جائیں......!

جنّت میں پانچویں خوشبو "مہندی"

جنّت میں پانچویں خوشبو "مہندی" ہوگی اور پانچویں کا مطلب یہ نہیں کہ یہ پانچویں نمبر پر خوشبو ملے گی، ہم نے تو صرف جنّت کی خوشبوؤں کو اپنی ترتیب سے بیان کیا ہے ورنہ یہ سب خوشبوئیں بیک وقت اہل جنّت جنّت میں دیکھیں گے اور انھیں محسوس کریں گے اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مہندی بھی رنگت والی بہترین

[1] صحیح البخاری: 3246

خوشبو ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں، لیکن جنّت کی مہندی نہایت ہی نفیس اور اعلیٰ ترین ہوگی، بلکہ جنّتی مہندی کو رسول اللہ ﷺ نے ایک اعتبار سے جنّت کی خوشبوؤں کا سردار قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ امام کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدُ رَيْحَانِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحِنَّاءُ [1]

''اہل جنت کے لیے خوشبوؤں کی سردار خوشبو ''مہندی'' کی خوشبو ہے۔''

اس مہندی کو سردار اس لحاظ سے بھی کہا گیا ہے کہ دل رُبا خوشبو ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی رنگت بھی نہایت دل نشیں ہوتی ہے۔ عموماً ہمارے ہاں خواتین ہاتھوں پر اسے استعمال کرتی ہیں جس سے ہاتھوں کی خوبصورتی کو چار چاند لگ جاتے ہیں...... اور جو مہندی جنّت میں ہوگی تو جنّتی مہندی کی رنگت اور اس کی مسحور کُن خوشبو کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نام تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اور آپ کو کچھ نہ کچھ سمجھانے کے لیے بتائے ہیں ورنہ جنّت میں جو ان خوشبوؤں کا معیار ہوگا دنیا میں ان کا تصور بھی ناممکن ہے۔

سامعین کرام......!

یہ ہیں اللہ کی جنّت کی خوشبوئیں...... جن کو اللہ تعالیٰ نے ماحول کی آسودگی اور عمدگی کے لیے اہل جنّت کے لیے جنّت میں تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو یہ سب خوشبوئیں نصیب

---

[1] كنز العمال في سنن الاقوال والافعال: 6/673 حديث: 17344؛ سلسلہ صحیحہ: 1420؛ السراج المنير: 8144

فرمائے...... بلکہ ہم دنیا میں رہیں تو جنت کی خوشبو میں رہیں...... موت آئے تو فرشتے جنّت کی خوشبو لائیں...... اور قبر میں بھی جنّت کی خوشبو کے حُلّے آتے رہیں...... اور قیامت والے دن بھی ہمیں جنّتی خوشبوؤں کی مہک محسوس ہوتی رہے۔

هذا ما كان عندى
والله تعالى اعلم بالصواب
ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله
وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

جنّت تو درکنار
خوشبو تک نہ ملے گی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ
وَّ حَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى
الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ [1]

''اور بائیں جانب والے کتنے ہی برے ہیں بائیں جانب والے۔لو کی لپٹ میں ہوں گے اور کھولتے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ فرحت بخش۔ وہ لوگ اس سے پہلے بڑے خوشحال تھے اور بڑے گناہوں پر اڑی کیا کرتے تھے۔''

[1] الواقعہ:46

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتّقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

پچھلے خطبے میں آپ قرآن وحدیث کے دلائل سے جنّت کی خوشبوؤں کے متعلق تفصیلی بیان سماعت فرما چکے ہیں۔ آج پھر دعا کرلیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی انھی خوش نصیبوں میں سے کردے اور آج میں نے آپ کے سامنے چند ایسے بد نصیب لوگوں کا تذکرہ کرنا ہے جن کو بالخصوص قیامت والے دن جنّت کی خوشبو سے محروم کردیا جائے گا...... اور کسی بھی انسان کے لیے اس سے بڑی محرومی کیا ہوسکتی ہے کہ اس کو اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے جنّت کی خوشبو سے محروم کردیا جائے...... کہ جس دن انسان سانس لینے کے لیے بھی ترسے گا لیکن کوئی اس کا مددگار نہیں ہوگا۔

جنّت کی خوشبو سے محروم رہنے کا مطلب یہی ہے کہ ایسے لوگ اوّل مرحلے میں جنّت نہیں جاسکیں گے بلکہ ان کو طرح طرح کے عذابوں کا سامنا ہوگا، اپنے کیے

ہوئے گناہوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا...... پھر اپنی بغاوتوں کی سزا پا کر وہ جنّت کی طرف آ جائیں گے اور بعض علما نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ جنّت کی خوشبو سے محروم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو جنّت تو درکنار جنّت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی جو کہ کسی بھی مسلمان کے لیے بہت بڑی وعید ہے۔

اور ویسے بھی اگر غور کیا جائے تو ایسا جملہ انھی لوگوں کے متعلق بولا جاتا ہے جن سے انسان کو سخت قسم کی نفرت ہو۔ مثال کے طور پر والدین کسی شخص کے برے کردار پر سخت ناراض ہوں تو اپنی اولاد کو یہی کہتے ہیں: اے بیٹا! فلاں شخص کو اپنے کاروبار یا اپنی باتوں کی ہوا تک نہ لگنے دینا...... تو ایسا جملہ شدید نفرت کا اظہار کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ سو فیصد اسی طرح رسول رحمت ﷺ نے اپنے بعض امتیوں سے ان کی خطرناک بداعمالیوں کی وجہ سے اس حد تک نفرت فرمائی ہے...... کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایسے بدنصیبوں کو جنّت کی ہوا تک بھی نصیب نہیں ہوگی۔

جنّت کی خوشبو کب آئے گی......؟

رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کے مطابق قیامت کے دن جنّت آنے سے کئی سال پہلے نیک بندوں کو جنّت کی خوشبو آنا شروع ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں ذخیرۂ احادیث پر غور فرمالیں۔ بعض روایات میں ہے:

أَرْبَعِينَ عَامًا: ''چالیس سال''

یعنی جنّت کی خوشبو، جنّت میں پہنچنے سے چالیس سال قبل آنا شروع ہو جائے گی۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے۔ [1]

سبعین عامًا: ''ستر سال''

یعنی جنّت کی خوشبو، جنّت میں پہنچنے سے ستر سال قبل آنا شروع ہو جائے گی۔ اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے نقل کیا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ [2]

مِئَةُ عامٍ: ''سو سال''

یعنی جنّت کی خوشبو، جنّت میں پہنچنے سے سو سال قبل آنا شروع ہو جائے گی۔ اس روایت کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ [3]

خمسُ مِئَةِ عامٍ: ''پانچ سو سال''

یعنی جنّت کی خوشبو، جنّت میں پہنچنے سے پانچ سو سال قبل آنا شروع ہو جائے گی۔ یہ زیادتی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل تحقیق کے بعد پانچ سو سال والی مسافت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [4]

---

[1] صحیح البخاری: 3116۔ یاد رہے! بعض روایات میں خمسین عامًا (پچاس سال) کا ذکر بھی ہے۔ لیکن یہ بھی الفاظ صحیح ثابت معلوم نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم

[2] سنن النسائی: 4753، مسند احمد بن حنبل: 2/171، امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح الترغیب: 2453 اور سلسلہ صحیحہ: 2307 میں صحیح قرار دیا ہے۔

[3] صحیح ابن حبان: 1531، المعجم الاوسط: 663، امام البانی رحمۃ اللہ علیہ ''صحیح موارد الظمآن'': 1276 اور سلسلہ صحیحہ: 2356 پر اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

[4] سلسلہ ضعیفہ: 13/535 و 6376 وضعیف سنن ابن ماجہ: 569۔ امام ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زیادتی کو منکر اور شاذ قرار دیا ہے۔

أَلْفُ عامٍ: ”ہزار سال“

یعنی جنّت کی خوشبو، جنّت میں پہنچنے سے ہزار سال قبل آنا شروع ہو جائے گی۔ یہ زیادتی بھی پچھلی حدیث کی طرح صحیح ثابت نہیں۔ امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

سامعین کرام......! تمام ذخیرۂ احادیث کا پوری گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد مسافت کے متعلق تمام احادیث آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ پہلی تین روایات جن میں چالیس، ستّر اور سو سال کا ذکر ہے وہ صحیح ہیں، بعد والی دونوں مسافتیں جن میں پانچ سو سال اور ہزار سال کا ذکر ہے وہ دونوں ضعیف ہیں۔

یاد رہے......! مسافت کے الگ الگ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ احادیث کا آپس میں تعارض ہے، بلکہ ان کی آپس میں موافقت موجود ہے۔

احادیث میں موافقت:

ان احادیث میں جمع و تطبیق اور موافقت بیان کرتے ہوئے محدثین و شارحین نے بہت پیاری توجیہات تحریر فرمائی ہیں ان کو سماعت فرمالیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ فِيْ ذِكْرِ الْمَسَافَاتِ الَّتِيْ يُشَمُّ مِنْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ فَإِنَّ ذَالِكَ يَكُوْنُ بِحَسَبِ الْجَنَّاتِ الَّتِيْ يَدْخُلُهَا الْمُؤْمِنُ بِقَدَرِ عَمَلِهٖ وَحَسْبِ دَرَجَتِهٖ فَإِنَّ رَائِحَةَ الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلٰى تُفَوِّقُ اَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لِذَالِكَ تَتَفَاوَتِ

---

[1] سلسلہ ضعیفہ: 5369

الرَّوَائِحُ وَالأَبْعَادُ ❶

مندرجہ بالا عبارت کا خلاصہ پانچ نکات میں بیان کرتے ہیں۔

① ...... جس شخص کا ایمان دنیا میں جس قدر زیادہ اور مضبوط تھا اللہ تعالیٰ اس میں ادراک کی خاص صلاحیت پیدا فرما دیں گے اور اس کو جنّت کی خوشبو بھی جنّت آنے سے سو سال پہلے آنا شروع ہو جائے گی اور پھر اسی طرح ایمان کے مطابق خوشبو محسوس کرنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔

② ...... جن کے درجات جنّت میں جس قدر زیادہ ہوں گے انھیں جنّت کی خوشبو بھی زیادہ مسافت سے شروع ہو جائے گی اور جو جنّت میں نچلے درجات والے ہوں گے ان کو خوشبو بھی تھوڑے فاصلے سے آنا شروع ہو جائے گی۔

③ ...... اس عدد سے مراد تکثیر ہے یعنی بتلانا یہ مقصود ہے کہ جنّت نہایت عالی شان ہے اور اس کی خوشبو اس کے آنے سے بہت زیادہ پہلے محسوس کر لی جائے گی۔ جیسے ہم بھی ایک ہی بات پر کہہ دیتے ہیں کہ میں نے آپ کو چالیس دفعہ کہہ دیا ہے...... سو دفعہ کہہ دیا ہے...... یار ہزار دفعہ تجھے کہا ہے...... تو ان اعداد سے اصل مقصود یہی ہوتا ہے کہ آپ کو ایک بات بار بار کہی گئی ہے۔

④ ...... یا اس کی صورت یہ ہو گی کہ کم از کم فاصلہ جہاں سے جنّت کی خوشبو آنا شروع ہو گی وہ چالیس سال کی مسافت ہے اور زیادہ سے زیادہ سو سال۔

بہر صورت اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت والے دن جنّت کی پاکیزہ مہک اور اعلیٰ خوشبو بہت جلد نصیب کر دے۔ آمین ثم آمین!

---

❶ میرے محبوب امام، امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی انھی توجیہات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی عظیم الشان کتاب ''حادی الارواح'' میں فرمایا ہے: وهذه الالفاظ لا تعارض بينهما

خوشبوئے جنّت سے محروم بدنصیب:

لیکن آج ہم نے ان بدنصیبوں کا تذکرہ کرنا ہے جن کو کسی صورت بھی جنّت کی خوشبو نصیب نہیں ہوگی، بلکہ وہ قیامت والے دن سخت ترین ہولنا کیوں میں گرے ہوئے ہوں گے۔ قرآن کریم نے ان بدنصیبوں کا تذکرہ کچھ یوں کیا ہے:

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ﴿٤٢﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیْمٍ ﴿٤٤﴾ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُتْرَفِیْنَ ﴿٤٥﴾ وَکَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿٤٦﴾ [1]

''اور بائیں جانب والے کتنے ہی برے ہیں بائیں جانب والے۔ لُو کی لپٹ میں ہوں گے اور کھولتے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ فرحت بخش۔ وہ لوگ اس سے پہلے بڑے خوشحال تھے اور بڑے گناہوں پر اڑی کیا کرتے تھے۔''

(۱) ماتحت لوگوں پر ظلم کرنے والا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کا نظام کچھ اس طرح سے بنایا ہے کہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں پر فضیلت عطا کی ہے۔ جن لوگوں کو مقام ومرتبہ اور اقتدار واختیار حاصل ہو ان کے ذمے سب سے پہلا فرض یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے بندوں کے ساتھ نرمی وخیر والا معاملہ کرے، انکے حقوق کو ادا کرے، ان کی ضرورت کو دل کی خوشی سے پورا کرے اور جس طرح بھی ممکن ہو ان کی غمی خوشی

[1] الواقعہ:46

میں شریک ہوں اور ان کی ہر تکلیف کا احساس کرتے ہوئے ان کے ساتھ تعاون کریں...... لیکن اس کے برعکس جو صاحبِ اختیار ملک کے صدر سے لے کر گھر کے سربراہ تک جو بھی اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ ظلم کرتا ہے، ان کے حقوق کو دباتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتا ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید بیان کی ہے۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَة إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ [1]

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر نگران بنایا، پھر اس نے خیر خواہی کے ساتھ ان کو نہ سنبھالا وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ [2]

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران مقرر کیا، جس دن اسے موت آئی اور وہ اپنے ماتحت لوگوں سے دھوکا کرنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنّت کو ہی حرام کر دیا۔''

ان احادیث کی روشنی میں ہمارے حکمرانوں سمیت ہم سب کو اپنے ملازموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے اور یاد رکھو......! حسنِ سلوک

---

[1] صحیح البخاری: 7150
[2] صحیح مسلم: 142

صرف یہی نہیں کہ چند ایک دنیوی سہولیات دے دی جائیں، بلکہ سب سے بہترین حسنِ سلوک یہ ہے کہ اپنے رعایا اور اپنے ماتحت لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے مواقع مہیا کیے جائیں...... ان کے لیے نیکی کرنا آسان ہو جائے اور ان کے لیے بدی بدکاری کی راہیں مسدود کریں...... لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے جہاں غریبوں اور ماتحتوں کے حقوق کو غصب کیا جاتا ہے وہاں ان کی اسلامی تربیت کے لیے بھی نہ ہونے کے برابر ماحول مہیا کیا جاتا ہے۔

یاد رکھو......! صرف تہجد، نماز اور حج کا نام ہی نیکی نہیں، بلکہ اپنے زیر کفالت، زیر تربیت اور زیر اثر لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی اعلیٰ درجے کی نیکی ہے...... دنیا دار حکمران تو ایک طرف بڑے بڑے دین کے دعویدار بھی اپنے شاگردوں، ماتحتوں اور ملازموں کے معاملے میں حد درجہ سنگدل اور بے رحم ہوتے ہیں، جب کہ وفاتِ پاک سے چند لمحات پہلے رسول اللہ ﷺ نے نماز کی تلقین کرتے ہوئے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اپنے ملازمین، ماتحت اور زیر سایہ لوگوں کے معاملات کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ورنہ تمھارے دونوں جہان برباد ہو جائیں گے اور اس سے بڑھ کر بربادی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ اختیار اور صاحبِ اقتدار اور صاحبِ امر ظالم انسان کو جنّت کی خوشبو تک سے محروم کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ذلّت سے محفوظ فرمائے۔

(۲) دنیا کمانے کے لیے علم دین حاصل کرنے والا:

اللہ کا دین بنفس نفیس، بذاتِ خود، اپنی ذات میں ایک بہت قیمتی، انمول خزانہ ہے۔ جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ علم دین کا خزانہ عطا فرمائے تو اس عظیم انسان کو

اپنے وجود کے انگ انگ سے دنیا کی حرص وہوس نکال دینی چاہیے۔

لیکن موجودہ دور میں معاملہ بالکل الٹ ہو چکا ہے، بڑے بڑے دین کے دعویدار، منبر و محراب اور اسٹیج کے بے تاج بادشاہ، واعظین و مبلّغین اور کئی مساجد کے ائمہ صرف اور صرف اپنی جیب، اپنے پیٹ اور اپنے مفاد کی حد تک دین سے وابستہ رہتے ہیں۔ جہاں بھی انکے مفاد، ان کے پیٹ اور ان کی جیب کو ذرا سا دھچکا لگتا ہے وہ بالکل بے دید اور بے رحم ہو کر دین کے آباد گلشن کو ویران کر دیتے ہیں اور درھم ودینار کے بندے ہی بن جاتے ہیں۔

اس وقت دین ایک دکانداری کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اکثر طلبا کی نیتیں صرف اور صرف یہی ہوتی ہیں کہ بڑے ہو کر نام کمائیں اور پیسے بنائیں جب کہ ایسے بدبخت اور بدنصیب علما وطلبا کے لیے رسول اللہ ﷺ نے سخت ترین وعید سناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَىٰ بِهِ وَجْهُ اللهِ ، لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا ، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يعني رِيْحَهَا .[1]

''جو شخص ایسا علم، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے، صرف دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے سیکھتا ہے تو وہ روزِ قیامت جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

اللہ کی قسم......! اہل بدعت اور گمراہ فرقوں کے خطبا وعلما درکنار اب یہ بیماری اہل حق میں بھی سرایت کر چکی ہے کہ وہ اپنے خطاب اور بیان سے قبل باقاعدہ

[1] مسند احمد:2/338 ح 8457، ابوداود:3664، ابن ماجہ:252

بولی لگا کر مساجد کی انتظامیہ سے ریٹ کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد وعدہ دیتے ہیں، بلکہ مجھے ایک مسجد کے ذمہ دار، صالح ساتھی نے بتایا کہ ہم نے ایک مولانا صاحب سے ٹیلی فون پر خطاب کے لیے وقت مانگا تو انھوں نے دس ہزار روپے کا مطالبہ کیا اور ساتھ اکاونٹ نمبر بھی دے دیا اور فرمانے لگے: میرے اکاونٹ میں پہلے پیسے بھیج دو میں حسبِ وعدہ پہنچ جاؤں گا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اور کئی خطبا کی ایک بیماری یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ غریب جماعتوں، غریب دیہاتوں کو صرف اور صرف اس لیے خطاب کا وقت نہیں دیتے کہ وہاں سے خدمت اور پیسے روپے کی امید کم ہوتی ہے...... یادرکھو! اللہ تعالیٰ دین کا کام پرندوں سے بھی لیتا ہے......اور کبھی کبھار فاسق وفاجر بھی اللہ کے دین کی تائید کا باعث بنتے ہیں۔ لیکن ایسے ضمیر فروش اور دین فروش لوگ جنّت کی خوشبو تک نہیں پائیں گے۔

ہمارے دین میں نیت کا معاملہ اس قدر حساس ہے کہ ننانوے فیصد نیت صاف ہو اور ایک فیصد نیت خراب ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے جھوٹے اور کھوٹے عمل کو بھی قبول نہیں کرتے...... خطبائے کرام اور دین کے دعاۃ کو ہمہ وقت نیت کی اصلاح اور درستی میں لگے رہنا چاہیے ورنہ شیطان کہیں سے بھی وار کرتے ہوئے جنّت کا راستہ کھوٹا کرسکتا ہے۔

(۳) باپ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنے والا:

دین اسلام میں اپنی ولدیت تبدیل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے ہمکنار نہیں کیا ان کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر دل وجان سے خوش رہنا چاہیے۔ اسی میں حکمت اور اسی میں خیر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی کسی عزیز

یا کسی بھی جگہ سے بچہ یا بچی لے کر پالتا ہے تو اس کو قطعی طور پر شریعت یہ حق نہیں دیتی کہ وہ اس کے ساتھ اپنی ولدیت کو ظاہر کرے۔ جو شخص کسی لے پالک بچے کے ساتھ اپنی ولدیت لگاتا ہے ایسے شخص پر اللہ تبارک وتعالیٰ جنّت تک کو بھی حرام کر دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

مَنِ ادَّعٰی إِلَی غَیْرِ أَبِیْهِ لَمْ یَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِیْحَهَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ سَبْعِیْنَ عَامًا [1]

''جس نے اپنے باپ کے علاوہ غیر کی طرف نسبت کی وہ جنّت کی خوشبو تک نہ پائے گا اور بلاشبہ اس کی خوشبو ستّر سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔''

اور بعض روایات میں لعنت کے الفاظ بھی وارد ہیں کہ ایسے شخص پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تمام اہل ایمان کی لعنت ہے جو اپنی ولدیت اور برادری کو تبدیل کرتا ہے۔ آج کل ہمارے معاشرے میں یہ گناہ عام ہو رہا ہے۔ تقریباً مذہبی اور غیر مذہبی اکثر لوگ لے پالک بیٹا لے کر اس کے ساتھ اپنی ولدیت لگا دیتے ہیں...... بیٹے کو بہن سے لے کر اس کی پرورش کی، جب کاغذی کارروائی اور شناختی کارڈ کی ضرورت پڑی تو اپنی ولدیت لکھوا دی۔ جب کہ ایسا کرنے والے شخص کو جنّت کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوگی۔

ہمارے جتنے بھی سرکاری کاغذات ہیں ان میں باقاعدہ طور پر ایک خانہ ایسا ہونا چاہیے، جس میں لفظِ ''سرپرست'' بھی لکھا ہو، تاکہ معاشرہ اس خطرناک گھناؤنے گناہ سے بچ سکے اور ایسے لوگ جو لے پالک بیٹوں کو پالتے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو سرپرست ظاہر کریں ایسے بچے کے ساتھ اپنی ولدیت ظاہر نہ کریں۔

---

[1] صحیح البخاری: 6766 ؛ ابوداود: 5115 ؛ سلسلہ صحیحہ: 2307

لیکن ظلم اور افسوس کی انتہا ہے کہ اب تو کئی مسلمان نوجوان اس قدر بے حس ہو چکے ہیں کہ وہ دوسرے ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لیے بھی اپنی ولدیت بدل لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا و آخرت میں سوائے ذلت کے کوئی دوسری چیز نہیں

(۴) بالوں کو کالا رنگ لگانے والے:

اسلام میں ہر قسم کا دھوکہ حرام ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ دھوکے باز کا میری امّت اور اللہ کی جنّت سے کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح کاروبار میں دھوکہ دہی کی اجازت نہیں ہے اسی طرح ذات اور شخصیت کے بارے میں کسی کو دھوکے میں رکھنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اور اس دھوکے کا ایک انداز یہ ہے کہ کوئی عمر رسیدہ شخص اپنے بالوں کو کالا رنگ لگا کر اپنی عمر اور بڑھاپے کو چھپائے اور دھوکہ دیتے ہوئے خود کو جوان یا کم عمر ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے دھوکے باز لوگ جنّت تو درکنار جنّت کی خوشبو تک بھی نہیں پائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَكُوْنُ قَوْمٌ يَخْضِبُوْنَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ [1]

''آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ سے اپنے بال رنگیں گے جیسے کبوتروں کے سینے ہوتے ہیں، یہ لوگ جنّت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔''

آج ہمارے معاشرے میں بے شمار سیاستدان اور کئی مذہبی حضرات بھی اس خطرناک گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں مسئلے کی ایک بات

---

[1] سنن ابی داود: 4212، سنن النسائی: 5078، شرح السنۃ: 3180

اچھی طرح سمجھ لیں کہ خضاب لگانا مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص سفید بالوں کو مہندی وغیرہ لگائے تو یہ عمل شریعت کے مطابق اور باعث اجر وثواب بھی ہے، لیکن سو فیصد سیاہ رنگ استعمال کرنے کی کسی صورت بھی کسی مرد یا عورت کو اجازت نہیں۔

یاد رہے...... ! جس طرح یہ وعید مردوں کے لیے ہے بعینہٖ اسی طرح خواتین بھی اس وعید کی زد میں ہیں جو اپنے سفید بالوں کو بالکل سیاہی مائل کر کے اپنی عمر کو چھپاتی ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتی ہیں۔ البتہ ہمارے بعض علمائے کرام نے صرف ایک صورت میں سیاہ رنگ لگانے کی اجازت دی ہے کہ اگر کسی نوجوان کو چھوٹی عمر میں سفید بال آجائیں تو وہ ان کو سیاہ رنگ لگا سکتا ہے، کیونکہ وہ ایسا عمل دھوکہ دینے کے لیے نہیں کر رہا......لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی صورت میں بھی سیاہ رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کا خضاب وغیرہ کا استعمال ہی زیادہ بہتر ہے، تاکہ ہر طرح سے اس وعید سے بچا جاسکے۔

(۵) ناحق خلع لینے والی عورت:

ایسی عورت جو بلاوجہ خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے یا عدالت سے جا کر خلع کی ڈگری حاصل کرتی ہے ایسی عورت پر بھی اللہ تعالیٰ نے جنّت کی خوشبو کو حرام کر دیا ہے۔ اور موجودہ دور میں یہ فتنہ بہت زیادہ بڑھ رہا ہے، لوگ صرف اور صرف پیسہ روپیہ اور دنیا کا مفاد دیکھ کر پہلے خاوند سے بلاوجہ طلاق لے لیتے ہیں یا اپنی خواتین کو طلاق لینے پر اکساتے ہیں۔

چند دن پہلے میری آنکھوں کے سامنے ایک واقعہ پیش آیا کہ بظاہر ایک بہت بڑے دیندار شخص نے دوسری جگہ سے زیادہ حق مہر ملنے کی امید پر اپنی بیٹی کو پہلی

جگہ سے طلاق دلوائی اور دوسری جگہ شادی کر کے بیٹی کا حق مہر خود کھا لیا۔

یاد رکھو......! ایسی صورت میں دیوث والدین اور بے حس، بے حیا عورت دونوں اللہ کی عدالت کے مجرم ہیں، ان کو کسی صورت اللہ کی بارگاہ میں معافی نہیں ملے گی، بلکہ ان پر جنّت کی خوشبو تک کو بھی حرام کر دیا گیا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ [1]

"جس عورت نے بھی اپنے خاوند سے بلا وجہ طلاق کا سوال کیا، پس اس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے۔"

جب خاوند رہائش اور کھانے پینے کی سہولیات کے ساتھ ساتھ دیگر بنیادی ضروریات کو پورا کر رہا ہو تو ایسی صورت میں کسی مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے......لیکن اس وقت تو حالات اس قدر بگڑ چکے ہیں کہ آوارہ مزاج عورتیں طلاق مانگنا تو درکنار اپنے خاوند کے قتل کے درپے ہو جاتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق صرف اور صرف عورت اس صورت میں طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے کہ جب اس کا خاوند اس کے بنیادی حقوق ہی پورے نہ کرتا ہو، ظالم ہو، مار کٹائی اور تشدد کرنے والا یا وہ شرکیہ امور اور بدعات کرنے پر مجبور کرے۔ لیکن عملی طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسی صورت بہت کم ہوتی ہے اکثر گھروں کا بیڑہ غرق نیٹ، موبائل اور فیس بک نے کر دیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

---

[1] سنن ابی داود: 2226

(۶) باریک لباس پہن کر بن سنور کر نکلنے والی عورت:

بازاروں میں بناؤ سنگھار، میک اپ اور زیب وزینت کر کے نکلنے والی عورتوں کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی وعید سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بے حیا عورتوں پر جنّت کی خوشبو تک کو بھی حرام کر دیا ہے...... آج کل ٹیلی ویژن اور میڈیا پر بن سنور کر آنے والی عورتیں بھی اسی زد میں ہیں۔ سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

صِنْفانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرْهُما قَوْمٌ مَعَهُم سِياطٌ كَأَذْنابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النّاسَ ونساءٌ كاسياتٌ عارياتٌ مُمِيْلاتٌ مائِلاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَأَسنِمَةِ البُخْتِ المائِلَةِ لا يَدْخُلْنَ الجنَّةَ ولا يجِدن رِيْحَهَا وإنّ رِيْحَها لَتُوجَدُ مِنْ مسِيْرَةِ كَذا وَكذا [1]

''دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں کہ میں نے ان کو نہیں دیکھا ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوڑے ہیں بیلوں کی دموں کی طرح، لوگوں کو اس سے مارتے ہیں اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں، سیدھی راہ سے بہکانے والی خود بہکنے والی ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے وہ عورتیں جنّت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنّت کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ جنّت کی خوشبو دور دراز سے محسوس کی جائے گی۔''

نہایت دُکھ اور صدمے کی بات یہ ہے کہ ہمارے بازار ایسی عورتوں سے بھرے ہوئے ہیں جو میک اپ میں لتھڑی ہوئی لوگوں کا ایمان لوٹتی ہیں اور اپنی جہنم

[1] صحیح مسلم: کتاب اللباس، باب لنساء، الکاسیات، العاریات، المائلات۔ 2128

کا سامان تیار کرتی ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں کسی بھی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ دورِ جاہلیت کی طرح بن سنور کر بازاروں میں نکلیں۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ اس سے روکتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى [1]

''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں میک اپ کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ''

ہماری عورتیں تو ذرا بھر پروا نہیں کرتیں...... ایک صحیح حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں کو زانیہ اور بدکارہ قرار دیا ہے جو بناؤ سنگھار کر کے ننگے منہ بازاروں میں نکلتی ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسی طرح ایک عورت تیز خوشبو اور بناؤ سنگھار کر کے نکلی تو اسے گھر جا کر غسل کرنے کا حکم دیا گیا اور کہا گیا تو بدکارہ ہے۔ [2]

(۷) معاہدے والے غیر مسلم کو قتل کرنا:

آج کل پوری دنیا میں ''فتنہ تکفیر'' اپنے عروج پر ہے۔ مسلمان حکمرانوں کو اور اہل اسلام کو بعض زندیق قسم کے ملحد لوگ کافر کہہ کر گاجر مولی کی طرح قتل کر رہے ہیں۔ جب کہ یہ کائنات کا بدترین گناہ اور ظلم ہے۔

اور آج کل یہ فتنہ بھی اپنے عروج پر ہے کہ غیر مسلموں کو ناحق بلاوجہ نام نہاد

[1] الاحزاب:33

[2] سنن نسائی:5126

دہشت گرد جہادی تنظیمیں قتل کر دیتی ہیں جب کہ وہ باقاعدہ ویزہ لے کر ایک معاہدے کے تحت مسلم ممالک میں سیر و سیاحت کے لیے آتے ہیں یا رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ ہمارے دین میں ایسے معاہدہ والے غیر مسلم لوگوں کا قتل خطرناک کبیرہ گناہ ہے اور ایسے ظالم قاتل پر اللہ تعالیٰ نے جنّت کی خوشبو تک کو بھی حرام کر دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا [1]

”جس نے کسی ذمّی کو قتل کیا وہ جنّت کی خوشبو نہیں پا سکے گا اور حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال سے محسوس کی جا سکے گی۔“

پچھلے دنوں ہمارے ملک میں آئے ہوئے مہمان غیر مسلم کھلاڑیوں پر حملہ کیا گیا اور اسی طرح غیر مسلم سفارتخانوں پر دھاوا بول دیا جاتا ہے اور پھر یہ ناپاک حرکتیں کرنے والے اس کو اسلام اور جہاد سمجھ کر کرتے ہیں، جب کہ ہمارے دین میں یہ کائنات کا بدترین جرم ہے اور ایسے شخص کی دنیا و آخرت میں کوئی معافی نہیں ہے۔

سامعین کرام......! اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے میں نے آپ کے سامنے ایسے سات بدنصیبوں کا تذکرہ کر دیا ہے کہ جن کو کلمہ پڑھنے کے باوجود جنّت کی خوشبو نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ کو اس خطرناک محرومی سے محفوظ فرمائے اور ہمیں دنیا ہی میں اپنی جنّت کی خوشبو نصیب کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

[1] صحیح البخاری:3166

مال وراثت یا کسی کا حق مارنا
دنیا و آخرت برباد کر دینے والا گناہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٣﴾ ❶

''(یہ تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾

''اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔''

---

❶ النساء:13۔14

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود و سلام ...... سیّدنا و سیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتّقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا و امامنا فی الآخرۃ و امامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اللہ کا دین ہم سب کے لیے ذریعۂ ہدایت اور باعثِ نجات ہے۔ دین کی بات اور دین کا مسئلہ جہاں سے بھی شروع کیا جائے اس میں خیر ہی خیر ہے، لیکن دین کے بعض مسائل اتنے اہم ہیں کہ اگر ان کی طرف خصوصی توجہ کرتے ہوئے ان کے مطابق عملی زندگی نہ بنائی جائے تو انسان بظاہر دیندار ہونے کے باوجود بے دینی اور جہالت کی موت مر جاتا ہے۔

آج میں جس موضوع کو آپ کے پیشِ خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت اہم اور حساس ترین موضوع ہے اور وہ ہے ''کسی کا حق مارنا''

یاد رکھو......! ہمیں ہمارا دین اسلام اس بات کا حکم دیتا ہے کہ کسی جانور، درندے حتی کہ کتے کا حق بھی نہ مارا جائے، بے زبانوں اور حیوانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بے شمار احادیث کتب میں موجود ہیں، لیکن اگر کوئی شخص کلمہ پڑھ کر

کسی مسلمان بھائی کا حق مارے یا اپنے رشتہ داروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالے یا اپنے معصوم اور پیاری بہن بیٹیوں کی وراثت کو ہڑپ کر جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کی دنیا و آخرت دونوں تباہ کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں کئی ایک آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ حق والے کو اس کا حق دو اور اہل اسلام کو بھی بار بار اس بات کا حکم فرمایا:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

''حق والے کو حق دے دو۔''

کہیں فرمایا: فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

اور اس وقت ہمارے ماحول اور معاشرے میں جس قدر زیادہ بے برکتی اور نحوست ہے اس کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مظلوم لوگوں کی بددعاؤں کی زد میں ہیں، ہم نے جن کے حق مارے ہیں ان کی آہوں کی وجہ سے ہماری زندگی بے چین اور بے قرار ہے۔

کسی کا حق مارتے ہوئے اسے دکھی کرنا اس قدر خطرناک کبیرہ مہلک گناہ ہے کہ ایسے شخص کی دعائیں قبول ہوتی ہیں نہ اس پر دوائی اثر کرتی ہے اور نہ ہی عبادات اس کے کام آتی ہیں، بلکہ ایسا شخص بری طرح ذلیل وخوار کر دیا جاتا ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ جس بندے کے دل میں رتی بھر ایمان بھی ہو وہ کسی کا حق نہیں مار سکتا، حق مارنا تو درکنار وہ کسی کی طرف نفرت کی نگاہ بھی نہیں اٹھا سکتا...... آپ جس قدر ظلم وستم اور حقوق پر ڈاکے دیکھ رہے

ہیں یہ سارا بے ایمانی کا نتیجہ ہے...... اللہ کی قسم......! جن لوگوں کے دلوں میں ایمان تھا، انھوں نے حقوق کی ادائیگی اور دیانتداری میں ایسی ایسی مثالیں قائم کر دیں ہیں کہ جن سے عقلیں دنگ ہیں اور کوئی زمانہ اس کی مثال نہیں پیش کر سکتا۔

مجھے یاد آیا کہ صحیح البخاری میں ایک معروف واقعہ ہے، سیّدنا حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی، جس شخص نے زمین خریدی تھی اس نے زمین کی کاشت کاری اور آبادی کے لیے جب اس کو کھودا تو اس نے اس میں سونے کا ایک گھڑا پایا جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ "لیکن اس کے دل میں حقوق کی ادائیگی کا جذبہ اس قدر زیادہ تھا اور وہ اس قدر عظیم دیانتدار انسان تھا کہ اس نے سونے کا گھڑا چھپانے کی بجائے، زمین بیچنے والے کو پیش کر دیا اور اپنی زبان سے تاریخ ساز کلمات کہے:

خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّيْ إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ [1]

"مجھ سے اپنا سونا لے لو، میں نے تو تجھ سے صرف زمین خریدی ہے، تجھ سے میں نے سونا تو نہیں خریدا۔" اللہ اکبر!

سامعین کرام......!

جب زمین خریدنے والے نے اس کا یہ بول سنا تو فوراً سونے کے گھڑے کو اپنے قبضے میں نہیں کر لیا، بلکہ اس نے اعلیٰ ظرفی، دیانتداری اور حقوق کی ادائیگی میں اس سے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا:

---

[1] صحیح البخاری:3472، صحیح مسلم:1721

إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيْهَا

''بلاشبہ میں نے تجھے زمین اور جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ بیچا ہے۔''

لیکن زمین خریدنے والا شخص گھڑا لینے کے لیے تیار نہ ہوا تو بالآخر انھوں نے یہ پروگرام بنایا کہ ہم اپنے اس معاملے کا فیصلہ کسی سمجھدار نیک اللہ والے شخص سے کروا لیتے ہیں، چنانچہ وہ ایک شخص کے پاس گئے اور اس کے سامنے اپنا معاملہ پیش کیا، اس نے معاملہ سننے کے بعد کمال کی بات کر دی اور کہا: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ ''کیا تمھارے ہاں کوئی اولاد ہے......؟'' ان میں سے ایک نے کہا میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا: میری بیٹی ہے۔ تو یہ سن کر فیصلہ کرنے والے شخص نے کہا:

أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ

''لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور اس سونے کے گھڑے میں سے شادی کے اخراجات پورے کرو۔''

اور اگر شادی کے اخراجات مکمل کر لینے کے بعد بھی سونے میں سے کچھ بچ جائے تو وَتَصَدَّقَا ''تم دونوں اپنی طرف سے اللہ کی راہ میں اس کو صدقہ کر دو''

سامعین کرام......!

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ والے لوگ ایمان کی موجودگی میں کروڑوں، اربوں کے سونے، چاندی کو بھی کچھ نہیں سمجھتے، لیکن آج ہمارے ہاں حالت یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ایک ہزار کی خاطر بے ایمان ہو جاتے ہیں اور اپنے رشتہ دار بہن، بھائیوں کے حقوق دبانے میں بھی ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

اور میں یہ بات کھلے لفظوں میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہماری اکثر آفتوں اور

مصیبتوں کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم اپنے سے کمتر لوگوں کے حق دبانے سے باز نہیں آتے، جس کے نتیجے میں وہ غریب اور بے بس رشتہ دار ہمیں بددعائیں دیتے ہیں، جن کی وجہ سے ہم ساری زندگی اٹھ نہیں پاتے۔

اس سلسلے میں ایک اہم ترین واقعہ اختصار سے سماعت فرمائیں۔ ریاض شہر میں ایک مالدار شخص تھا، جو کہ کئی فیکٹریوں اور پرائیویٹ اداروں کا مالک تھا، لیکن اس کے بازو کا درد نہیں جاتا تھا۔ اس نے بہت زیادہ علاج معالجہ کروایا، مگر وہ صحت یاب نہ ہوسکا، بالآخر کسی کے کہنے پر وہ ریاض شہر کے ایک بہت بڑے نیک عامل کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جس کے بااثر دم کی بہت زیادہ شہرت تھی۔ اس کے سامنے اپنی تکلیف بیان کرتے ہوئے دم کی درخواست پیش کی۔ اللہ والے نیک عامل نے حسبِ معمول پوری توجہ اور محبّت سے دم کیا اور وہ شخص دم کروانے کے بعد چلا گیا۔ لیکن اللہ کا کرنا کہ درد اور مرض پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گیا اور یہ سلسلہ ہفتہ بھر جاری رہا کہ وہ روزانہ دم کروانے آتا لیکن کوئی فرق یا افاقہ نظر نہ آتا...... یہ صورتِ حال دیکھ کر عامل صاحب بہت زیادہ متفکر ہوئے اور انھوں نے حسبِ معمول رات کو نوافل اور اذکار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس معاملے میں مدد چاہی تو ان کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ کل اس آنے والے شخص کو دم کرنے سے پہلے یہ تلقین کرو کہ کہیں تو نے زندگی میں کسی شخص کا حق تو نہیں مارا......؟ کسی کو ناحق ستایا یا پریشان تو نہیں کیا......؟

چنانچہ اگلے دن عامل صاحب نے یہی سوال اس کے آگے رکھ دیا تو وہ مالدار تاجر شخص سیخ پا ہو کر سٹپٹا اٹھا اور غصے سے چل نکلا اور اس کے بعد کبھی نہ آیا۔ اللہ کا کرنا کم و بیش چھ ماہ بعد یہی عامل صاحب ریاض کی ایک جامع مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے گئے تھے وہاں اسی شخص سے آمنا سامنا ہو گیا اور اس نے اللہ والے کو دیکھ کر گلے لگایا اور کہا کہ

میں اس وقت مکمل ٹھیک ہوں، اللہ تعالیٰ نے میرے بازو کے درد کو سرے سے ختم کر دیا، خیریت کا یہ بول سن کر عامل صاحب کو خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ فوراً پوچھنے لگے: کہاں سے علاج کروایا......؟ شفا کے لیے کون سے اسباب اختیار کیے......؟

اب اس مالدار تاجر نے جو جواب دیا اس کو توجہ سے سن لیں اور ساری زندگی کے لیے پلّے باندھ کر ہمیشہ اپنی زندگی کو اس کے مطابق پرکھتے رہیں، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بے شمار معاملات میں آسانیاں فرما دیں گے۔

وہ صحت یاب ہونے والا مالدار شخص کہنے لگا: جب میں آپ سے اٹھ کر گیا تو میں نے آپ کے کہے ہوئے جملے پر بڑی سنجیدگی سے غور کیا، کہ میں بلاشبہ ایک با اختیار مالدار شخص ہوں، کہیں انجانے میں یا غفلت میں یا ظلم کرتے ہوئے میں نے کسی کا حق تو نہیں چھینا......؟ کسی کے چہرے کی مسکراہٹ تو نہیں چھینی......؟ تو بالآخر مجھے ایک واقعہ یاد آیا جب میں نے اپنا مکان بناتے ہوئے ایک بیوہ عورت کے پلاٹ کو ناجائز اپنے مکان میں شامل کر لیا تھا اور بیان کرنے والوں کے مطابق وہ عورت ہاتھ اور دامن اٹھا اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتی اور میرے لیے بددعا کرتے ہوئے کہتی: اے میرے اللہ! اگر میں بے بس تھی تو تو بے بس نہ تھا......؟ اگر میرا ہاتھ بیچارگی کی وجہ سے اس کے گریبان تک نہیں پہنچ سکا......تو تو سب قوتوں اور طاقتوں کا مالک تھا......بہرصورت میں نے اپنے ملازموں کے ذریعے اس بیوہ عورت کو بلایا اور اس کو اس کا حق واپس کرتے ہوئے، بلکہ زائد دیتے ہوئے معافی طلب کی اور اس نے مجھے معاف کر دیا، ابھی اس کے مجھے معاف کیے ہوئے چند دن ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر دعا اور دوائی کے مکمل صحت یاب بنا دیا۔ اللہ اکبر!

اور اگر آپ بھی چاہتے ہیں کہ آپ کی مشکلات ٹل جائیں، آپ کے مسائل حل ہو جائیں تو فی الفور اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور جس شخص کے حق میں بھی آپ نے ذرّہ بھر کمی کی ہے اللہ کے لیے اس کا حق لوٹا دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو زمین کی گہرائیوں سے نکال کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دے گا۔

صحیح البخاری میں موجود غار والا واقعہ تو آپ نے کئی دفعہ سنا ہوگا کہ تین افراد نے بارش آندھی سے بچنے کے لیے جب پہاڑ کی غار میں پناہ لی تو اچانک غار کے منہ پر پہاڑ کا تودا گرا اور غار بند ہو گئی۔ ایک نے اپنے والدین کی خدمت والے عمل کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا اور دوسرے نے اپنے خوفِ خدا اور پاکدامنی کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا لیکن ابھی بھی ان کے لیے غار سے باہر نکلنے کے امکانات پیدا نہ ہوئے تو تیسرے نے اللہ کو پکارتے ہوئے کہا: اے میرے اللہ! میں نے اپنے کام کاج کے لیے مزدوروں کو رکھا اور سب کو میں نے ان کی مزدوری دے دی، سوائے ایک مزدور کے، وہ کسی وجہ سے اپنی مزدوری میرے پاس چھوڑ کر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری کی رقم کو کاروبار میں لگا دیا، یہاں تک کہ اس کے پیسوں سے کاروبار اور مال میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا، لمبی مدت کے بعد جب اس کے حالات بہت زیادہ فقر وفاقے تک پہنچے تو وہ اپنی پرانی مزدوری لینے کے لیے میرے پاس آ گیا اور کہنے لگا: اللہ کے بندے......! مجھے میری مزدوری دے دو، ابھی اس نے یہ بول اپنی زبان سے جدا ہی کیا تھا تو میں نے بغیر کسی ٹال مٹول کے فوراً اس کو یہ بات کہی:

كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ

''یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے، اونٹوں میں سے، گائیوں میں سے، بکریوں میں سے اور غلاموں میں سے، یہ تیری مزدوری کا ہی ہے۔'' (سارا لے جاؤ)

اس نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا:

يَا عَبْدَاللهِ ! لَا تَسْتَهْزِئُ بِيْ

''اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق نہ کر۔''

میں نے اس کو کہا: بلاشبہ میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا، یہ سارا مال تیرا ہے اسے لے جا۔

فَأَخَذَ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا [1]

''اس نے سارا مال پکڑا اور ہانک کر لے گیا اس مال میں سے اس نے کچھ بھی نہ چھوڑا۔''

اے میرے اللہ......! حقوق کی ادائیگی کے معاملے میں، میں نے اس قدر دیانتداری اور اعلیٰ ظرفی سے کام لیا اور یہ سارا کچھ تیری رضا کے لیے کیا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب اس نے یہ بات کہی تو غار کے منہ سے چٹان پیچھے ہٹی تو وہ تینوں افراد سلامتی سے اپنے گھروں کی طرف چل دیئے۔

احبابِ گرامیٔ قدر......! اگر آپ مشکلات سے نکلنا چاہتے ہیں تو حق والوں کے حق ادا کر دیں، کسی مزدور، ملازم اور کمزور رشتہ دار کے ساتھ جبر و قہر اور ظلم و ستم نہ کریں اور بالخصوص وراثت کے مال میں اللہ تعالیٰ کے حدود کی پاسداری کریں ورنہ دونوں جہاں برباد ہو جانے کا سو فیصد خدشہ ہے۔

---

[1] صحیح البخاری: 2272

وراثت کے مال کی اہمیت:

آج کل بڑے بڑے مذہبی گھرانوں میں یہ وبا عام ہورہی ہے کہ ساری زندگی بہنوں کو، بیٹیوں کو اور کمزور بھائیوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے اور وراثت نہ دینے والے خود کو بڑا کامیاب اور کامران سمجھتے ہیں، حالانکہ ایسے لوگ چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر ہیں جو اپنے رحم کے رشتہ داروں کا حق کھاتے ہوئے ان پر ظلم کرتے ہیں، اسلام کے مطابق تو جانوروں اور درندوں کی حق تلفی پر بھی جہنّم میں پھینک دیا جاتا ہے، رحم کے رشتہ داروں کا حق کھانے والے کس منہ سے اللہ کی جنّت میں جائیں گے...... قرآن مجید کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو تین طرح کے لوگوں کے متعلق قرآن نے بڑے صریح الفاظ سے کہا ہے کہ یہ پکے لعنتی، دوزخی اور جہنّمی ہیں۔

① ...... مشرک:

مشرک کے متعلق تقریباً تمام علما وفقہا کا بھی اتفاق ہے کہ جس نے ذرّہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور توبہ کے بغیر مر گیا تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنّم میں جلتا رہے گا۔

② ...... قاتل:

قاتل کے متعلق قرآن کے الفاظ تو بالکل صریح ہیں کہ جس نے کسی مومن بندے کو جان بوجھ کر قتل کیا، اس کا ٹھکانہ جہنّم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والا ہو گا اور اس قاتل پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

ان روزِ روشن کی طرح مندرجہ بالا الفاظ کے باوجود علما اور مفسرین قاتل کو جہنّم سے نکالنے کی بہت کوشش کرتے ہیں، لیکن سچی بات ہے کہ قاتل جہنّم سے نکلتا ہوا نظر نہیں آتا۔

③...... وراثت میں ظلم کرنے والا:

اسی طرح جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق مال وراثت تقسیم نہیں کرتا، کسی صاحبِ حق کو اس کے حق سے محروم کرتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں بھی قرآن پاک نے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اللہ کی حدوں کو پھلانگنے والا ایسا انسان جہنّم میں جائے گا اور اس میں ہمیشہ رہنے والا ہوگا اور اس بدبخت کے لیے ذلیل کر دینے والا عذاب ہوگا۔

سامعین کرام......!

ہمارے مفسرین اور علما بڑی کوشش کرتے ہیں کہ وراثت کا مال کھانے والے کو کسی طرح جہنّم سے نکال لیں، لیکن اللہ جانتا ہے کہ وراثت کے معاملے میں ڈنڈی مارنے والے ظالم انسان پر اللہ تعالیٰ بہت شدید ناراض ہیں۔

آپ بذاتِ خود قرآن کے الفاظ اور انداز پر غور فرمائیں:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾ [1]

”اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔“

[1] نساء:14

مالِ وراثت کے متعلق تین گزارشات

①...... کئی اولادیں والدین کو زندگی میں مجبور کرتے ہوئے ان سے اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ مجھے میرا حق دے دو! میں آپ سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں۔ ایسے مطالبے بالکل درست نہیں، جب تک والدین زندہ ہیں خدارا...... ان کو پریشان کرنے کی بجائے ان کی خدمت کرو، زندہ ماں باپ سے وراثت مانگتے ہو کیا وہ مر گئے ہیں......؟ ان زندوں کو کیوں مارتے ہو......؟

خبردار......! ایسے مطالبات کی شرعی طور پر کوئی اجازت نہیں، والدین اپنی زندگی میں اپنے مال کے پورے مالک ہیں۔ ترکہ اور ورثہ تو ان کے مرنے کے بعد بنے گا۔

②...... اور اگر کہیں ایسا مسئلہ شدت اختیار کر جائے تو پھر مال کی تقسیم کار کا طریقہ کیا ہوگا......؟ تو ایسی صورت میں صحیح، بہتر اور قرآن و حدیث کے عین مطابق یہی ہے کہ بچوں اور بچیوں میں برابر کی تقسیم کی جائے، کیونکہ مال ابھی وراثت اور ترکہ بنا ہی نہیں، ایسی صورت ہبہ کی صورت ہوگی جس میں شریعت نے برابری کرنے کا حکم دیا ہے۔

③...... میت کے دنیا سے چلے جانے کے بعد فی الفور اس کے قرض کو ادا کریں اور اس کی جائز وصیت کو پورا کریں اور اس کے فوراً بعد جتنی جلدی ممکن ہو، سالوں، مہینوں یا ہفتوں میں نہیں، بلکہ چند دنوں میں وراثت کو تقسیم کر دیں ورنہ بہت زیادہ پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کئی ایک مذہبی گھرانے اس سلسلے میں اجڑتے ہوئے دیکھے ہیں، بعد میں دیر کرنے کی صورت میں اختلاف، شبہات اور مطالبات اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ بات صرف لڑائی جھگڑے اور عدالت تک ہی

نہیں رہتی، بلکہ قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ اور ایسے بھائی جو والد کے دنیا سے چلے جانے کے بعد جائداد پر قابض ہیں اور بہنوں کو جائداد میں سے ایک آنے کا فائدہ نہیں دیا وہ بھی بہنوں کا حق مارنے والے مہذب ڈاکو اور چور ہیں۔

وراثت کے مال کی تقسیم یہ بہت بڑا فریضہ ہے۔ اس میں بلا وجہ تاخیر کرنا گھناؤنے جرم اور گناہ سے کم نہیں۔

وراثت کے حقدار اور قرآن

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز کا اجمالی حکم دیا ہے۔

☆......مگر نماز کی تفصیل رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل اور ارشادات سے فرمائی ہے۔ نماز کا طریقہ آپ کو قرآن میں نہیں ملے گا۔

زکوٰۃ کے متعلق قرآن مجید میں کئی ایک احکامات ہیں،

☆......مگر زکوٰۃ کی تفصیل کو قرآن نے بیان نہیں کیا، زکوٰۃ دینے کے سارے انداز اور طریقے رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمائے ہیں۔

اسی طرح آپ حج دیکھ لیں کہ حج کی فرضیت تو قرآن میں موجود ہے

☆......مگر حج کرنے کا طریقہ کیا ہے، وہ سارے کا سارا آپ کو قرآن میں نہیں ملے گا، اس سلسلے میں بھی آپ کو احادیث کی طرف ہی رجوع کرنا پڑے گا۔

لیکن مال وراثت کی تقسیم کا معاملہ اس قدر اہم اور حسّاس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت کے حقداروں کی تفصیل کو قرآن پاک کی آیات میں تفصیل سے بیان فرمایا۔ میت کے ورثا میں سے جس کا جو حق ہے اس کا مکمل تعین اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ گھروں میں جا کر چوتھے پارے کی سورۂ نساء کی آیت 11۔12 کا مطالعہ

فرمائیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر تفصیل سے وراثت کے معاملات کو اپنی آیات میں بیان کیا ہے۔

عمومی طور پر مرنے والا اپنی بیوی، بچوں، ماں، باپ اور بہن، بھائیوں کو اپنے پیچھے چھوڑتا ہے، ان رشتہ داروں میں سے جس جس کا جو جو حق ہے وہ قرآن نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ ایسی صورت میں والدین کو چھٹا حصہ دیا جائے گا، بیوی آٹھویں حصے کی حقدار ہوگی، باقی مال بیٹوں اور بیٹیوں میں تقسیم ہوگا اور ایسی صورت میں بہن، بھائی اور دیگر ورثا مال وراثت سے محروم رہیں گے۔ مثال کے طور پر اگر مرنے والا ایک سو بیس روپے چھوڑ کر گیا ہے تو ماں اور باپ کا چھٹا حصہ بیس بیس روپے ہے، بیوی کا آٹھواں حصہ ہے اور باقی مال بچوں اور بچیوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ لڑکے کے مقابلے میں لڑکی کو آدھا دیا جائے گا۔

اسی طرح اگر بیوی فوت ہو جائے اور اولاد نہ ہو تو خاوند آدھے مال کا حقدار ہے اور اگر اولاد ہو تو خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا اور اگر خاوند مر جائے تو اس کی اولاد نہ ہو تو ایسی صورت میں بیوی کو چوتھا حصہ ملے گا۔

اور بعض اوقات ایسی صورت بھی بنتی ہے کہ مرنے والے کی صرف تین یا چار بیٹیاں ہیں اور بہن بھائی ہیں تو ایسی صورت میں دو ثلث بیٹیوں میں تقسیم ہوگا اور ایک ثلث بہن بھائیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر مرنے والا تیس روپے چھوڑ کر گیا ہے تو بیس روپے بچیوں میں برابر تقسیم ہوں گے اور دس روپے بہن بھائیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

یہ ساری باتیں قرآنی آیات میں موجود ہیں۔ اسی طرح اکثر لوگ پوتے

کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ دادے کی جائیداد میں حصے دار ہے کہ نہیں......؟

اس سلسلے میں تین باتیں ذہن نشین فرمالیں:

1 ...... اگر دادا باپ کی زندگی میں فوت ہو گیا، پھر بعد میں باپ بھی فوت ہو گیا تو ایسی صورت میں باپ کا حصہ پوتوں کو دیا جائے گا۔

2 ...... اگر باپ دادے کی زندگی میں فوت ہو گیا تو ایسی صورت میں پوتے دادے کی جائیداد کے حصے دار نہیں ہوں گے۔

3 ...... البتہ دادا اپنے مال کا مالک ہے، وہ اپنی مرضی سے اپنے پوتوں پر خرچ کرنا چاہے، کوئی دکان، مکان یا پلاٹ لے کر دینا چاہے تو اس بات کا اسے پورا اختیار ہے، کیونکہ وہ اپنے مال کا مالک ہے اس کو اپنی زندگی میں معروف طریقے سے جہاں چاہے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے۔

وراثت کا سارا نظام اللہ کا مرتب کردہ نظام ہے اور اس کی بعض جزئیات کی تکمیل محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث میں بیان کی ہیں۔ اس سلسلے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے...... کہ فلاں کو کم اور فلاں کو زیادہ کیوں دیا گیا......؟ جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کا آدھا اور لڑکے کا پورا حصہ، یہ لڑکی پر ظلم ہے۔ ان بدبختوں سے پوچھو کہ یہ ظلم کرنے والا کون ہے......؟ یہ سارے حصے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم، عدل اور حکمت سے مقرر کیے ہیں۔ اگر بیٹی کا آدھا حصہ رکھا ہے تو اس میں بھی ہزاروں حکمتیں ہیں۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ نظر نہیں آتا کہ عورت بیٹی ہونے کی حیثیت سے بھی حقدار ہے، بیوی ہونے کی حیثیت سے بھی حقدار ہے، ماں ہونے کی حیثیت سے بھی حقدار ہے اور بعض صورتوں میں بہن ہونے کی حیثیت میں بھی حقدار ہے اور اللہ تعالیٰ نے حصوں کی بات کرتے ہوئے بہت شاندار فیصلہ کیا ہے کہ

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا [1]

''تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ داداؤں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے، یہ حصے خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے''

عرب کے ظالموں جیسی عادت

عرب کے ظالموں جیسی عادت بھی کئی مسلمانوں میں موجود ہے اور پھر وہ نارمل مسلمان ہی نہیں، بلکہ بڑے بڑے حاجی، نمازی، شرع کے پابند بہنوں کو وراثت سے حق نہیں دیتے، بیٹیوں کو محروم رکھا جاتا ہے اور قرآن پاک نے ایسے ظالموں کے بارے میں ہی کہا ہے:

وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ [2]

''اور میراث کے مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو۔''

اللہ کی قسم...... ! ہمارے معاشرے میں تو بہنیں سہمی اور ڈری ہوئی ہیں کہ اگر ہم نے بھائی سے حق مانگ لیا تو زندگی بھر کے لیے بھائی ہی نہ چھوٹ جائے اور پھر کئی ظالم بھائی بھی بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ مجھے میری بہن نے حق چھوڑ دیا...... جھوٹ بولتے ہیں کوئی کسی کو حق نہیں چھوڑتا...... صرف تیرے شر اور تیری ناراضگی

---

[1] النساء:11

[2] الفجر:20

سے بچنے کے لیے اس نے یہ قدم اٹھایا...... وگرنہ ماں باپ کی طرف سے ملنے والا گفٹ مال وراثت کس کو پسند نہیں......؟ اور کئی بھائی والد کے مرنے کے بعد بہنوں کو دوٹوک لفظوں میں کہتے ہیں کہ تیری ہم نے شادی نہیں کی......؟ تجھے جہیز نہیں دیا......؟ اب کیا کسر رہ گئی ہے......؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

یاد رکھو......! بچیوں اور بہنوں کو کروڑوں کا جہیز دے دو، پھر بھی وہ وراثت کے مال کی حقدار ہے۔

مالِ وراثت کھانے والا حرام خور ہے

کسی کا حق مارنا حرام ہے تو ناجائز طریقے سے بٹورا ہوا مال کھانا بھی حرام ہے۔ جس طرح سود خور، رشوت خور اور چوری ڈاکے کا مال کھانے والے حرام خور ہیں اسی طرح اپنے بہن بھائیوں کی جائیداد کا حصہ کھانے والے بھی بدترین حرام خور ہیں اور ایسے ظالموں کے لیے آفتیں ہی آفتیں ہیں...... آج لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں...... کوئی شک نہیں یہ بات سو فیصد درست ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں اٹک اور لٹک گئیں ہیں اور اس کی منجملہ وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا حق مارنے والے حرام خور کی دعا کو قبول ہی نہیں کرتے۔

سیدنا حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ تَعَالىٰ:
يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا

وَقَالَ تَعَالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَآءِ يَارَبِّ! يَارَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذَالِكَ [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک ہی قبول کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم رسولوں کو دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو! اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اس میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو پاکیزہ رزق دیا ہے۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کا ذکر کیا جو خاک آلودہ، پراگندہ بالوں والا لمبا سفر کرتا ہے، اے میرے رب! اے میرے رب! کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلاتا ہے اور اس کا کھانا حرام کا ہے اور اس کا پینا حرام کا ہے اور اس کا پہننا حرام کا ہے اور اس کے جسم کی نشوونما حرام سے ہے اس کی دعا کو کیسے قبول کیا جائے گا......؟''

حضراتِ گرامیٔ قدر......! خطبہ کے آغاز میں آپ نے واقعات سنے ہیں کہ جنھوں نے اللہ کو خوش کرنے کے لیے دوسروں کے حق ادا کیے، جب ان پر کڑا اور مشکل وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کے ایک ایک حرف کو قبول کر لیا اور اس کے برعکس جو شخص لوگوں کا حق مارتے ہوئے حرام کھاتا ہے یا بہن بھائیوں کی جائیداد یا وراثت سے حرام کھاتا ہے ایسا شخص مکے شہر میں بیت اللہ کے حج کے لیے جا کر کعبۃ اللہ کے سائے میں بھی گڑگڑا کر دعائیں کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے ظالم اور حرام خور کی

[1] صحیح مسلم:1015

دعائیں قبول نہیں کرتے...... آپ مجھے بتائیں......! اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے......لیکن صد افسوس کہ یہ سب کچھ سن لینے کے بعد بھی لوگ جائیداد اور وراثت کا مال دبانے، کمزور بہن بھائیوں کا حق مارنے اور حرام کھانے سے باز نہیں آتے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

زندگی بھر کے نیک اعمال برباد

دنیا میں دو طرح کے مسلمان ہیں، کچھ تو سرے سے نیک اعمال کا سرمایہ جمع ہی نہیں کرتے، ساری زندگی آوارگی، بے راہ روی اور گناہوں میں برباد کر دیتے ہیں اور ماشاء اللہ کئی ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو دن رات نیکیاں کمانے میں لگے ہوئے ہیں، لیکن آپ مجھے بتائیں......! ایسے خوش نصیبوں کے لیے قیامت والے دن کس قدر بدنصیبی اور شرمندگی ہوگی جب ان کی ساری نیکیاں اٹھا کر دوسروں کو دے دی جائیں گی اور ان کو نیکیاں کرنے کے باوجود جہنّم رسید کر دیا جائے گا۔

سامعین کرام......!

یہاں میرے ساتھ رکیں اور اس اہم ترین بات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم دنیا میں کمائی کر کے لوگوں کو نہیں پکڑا دیتے، بلکہ اس کمائی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتے ہیں......! لیکن قیامت والے دن وہ شخص کس قدر ذلیل وخوار ہوگا کہ جس نے آس امید تو یہ لگائی تھی کہ نماز، روزے، صدقے کی وجہ سے مجھے معافی مل جائے گی، لیکن نتیجہ اُلٹ نکلا کہ اس کی نیکیاں دوسروں کو دے دی گئیں، بلکہ دوسروں کے گناہ بھی اس پر ڈال کر الٹے منہ جہنّم رسید کر دیا۔

یاد رکھو......! یہ وہی بدنصیب ہوں گے جو دنیا میں لوگوں کا حق مارتے تھے وراثت اور جائیداد پر ناجائز قبضے کیا کرتے تھے، کمزور بھائیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم رکھتے تھے۔ جاؤ جا کر علما سے معنی پوچھیں: اَکَلَ مَالَ هٰذَا کا یہی مطلب ہے کہ نیک تھا، لیکن بہنوں کا حق کھا گیا تھا، بظاہر صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا لیکن ظلم وزیادتی اور ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرض نماز، فرض روزے اور فرض زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود مالِ وراثت اور کسی جائیداد، پیسہ، روپیہ ناحق دبانے اور کھانے والے کو ان ارکان کی پابندی کے باوجود الٹے منہ جہنم میں پھینکا جائے گا۔ یاد رکھو میرے امتیو......! میری امت کا کنگال، غریب اور مفلس شخص یہی ہے۔ [1]

اور اللہ جانتا ہے ان آیات اور احادیث کو پڑھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں اس قدر زیادہ حساس تھے کہ ان کے متعلق کسی کا ذرّہ چھپانے اور دبانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا......!

بلکہ وہ لوگوں کے حق واپس کرنے کے لیے بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کیا کرتے تھے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ وہ ایک جگہ سے درسِ حدیث لینے کے بعد لمبا سفر کر کے اپنے گھر میں پہنچے، تو انھوں نے دیکھا کہ تھیلے میں کسی ساتھی کا قلم رہ چکا ہے، کسی سے استعمال کے لیے لکڑی کا قلم لیا ہوگا اس کو واپس کرنا بھول گئے...... اللہ اکبر

اندازہ فرمائیں کہ ایک لکڑی کے قلم کی کیا حیثیت ہے، لیکن وہ لوگ

[1] صحیح مسلم: 2581

دوسروں کے حق ادا کرنے کے معاملے میں اس قدر زیادہ حساس تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ واپس گئے اور اس ساتھی کو قلم واپس کر کے آئے۔

یہ وہ لوگ تھے کہ جن کو اپنی آخرت کی فکر تھی اور وہ جانتے تھے کہ اگر دنیا میں کسی کا حق دبا کر ہم مر گئے تو اس سے صرف دنیا ہی نہیں بلکہ آخرت بھی برباد ہونے کا خدشہ ہے اور اس سے ایک قدم بڑھ کر میں نے ایک محدث کے متعلق پڑھا کہ وہ آخری عمر میں موت کے وقت بہت زیادہ پریشان تھے، کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ نے ساری زندگی نیک اعمال میں بسر کی ہے، آپ کو کس چیز کی گھبراہٹ ہے......؟ فرمانے لگے: ایک کوتاہی نے مجھے بہت بے قرار کیا ہے کہ ایک دفعہ گھر میں پانی میسر نہیں تھا اور مٹی بھی نہیں تھی میں تیمم کی نیت سے گھر سے باہر نکلا تو ہمسائے کی دیوار کے باہر سے مٹی اٹھا کر میں نے تیمم کر لیا، میں نے اس سے پوچھا نہیں، مجھے یہ خدشہ ہے کہ یہ مٹی اس کا حق تھا اور مجھے اب ڈر یہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے اس کے متعلق سوال نہ کر لیں......اللہ اکبر!

یاد رکھو......! کلمہ پڑھنے کے بعد بھی جو دوسروں کے حق دباتے ہیں وہ مت سمجھیں کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں سرخرو کیے جائیں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کے نیک اعمال بھی برباد کر دیتے ہیں، اس لیے حق والوں کے حق فی الفور واپس کر دیں۔

وراثت کھانے والا جہنم کے انگارے کھاتا ہے:

آج بہنوں اور بھائیوں کا وراثت میں حق مارنا تقریباً ہر دوسرے خاندان کا معمول بنتا جا رہا ہے اور لوگ حق مار کر بڑی کامیابی اور خوشی محسوس کرتے ہیں اور کئی

بد بخت اس گھناؤنے جرم کے لیے مہنگی فیسیں دے کر وکیل کرواتے ہیں، جھوٹے مقدمات جیتتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم کامیاب ہوگئے...... اللہ کی قسم......! کامیاب نہیں ہوئے، بلکہ برباد ہوگئے......اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغی ہوگئے ......دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوگئے، چرب زبانی یا چالاکی سے وراثت کا مال کھا جانا جہنّم کے انگارے نگل جانے کے برابر ہے۔

ام المؤمنین سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے، ان کا وراثت کا کوئی جھگڑا تھا اور وہ دونوں وراثت کے مال کے دعوے دار تھے، لیکن ان دونوں کے پاس کوئی دلیل تھی نہ ہی کوئی گواہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی جھگڑے والی باتیں سن کر دو لائنوں کا مختصر وعظ فرمایا:

اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَاِنَّمَا تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوٍ مِمَّا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا اِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ [1]

''میں بشر ہی ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بات بیان کرنے میں زیادہ تیز ہو اور میں اس کی باتوں کی وجہ سے فیصلہ اس کے حق میں کر دوں، حالانکہ وہ حقدار نہیں تھا، کوئی شخص اس طرح کسی کا حق نہ لے کیونکہ اس کو میں نے کسی کا حق نہیں دیا بلکہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا دیا ہے۔''

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

[1] ابوداود: 3583

لبوں سے ابھی یہ الفاظ جدا ہی ہوئے تھے' فَبَكَى الرَّجُلَانِ '' کہ دونوں آدمی رو پڑے'' اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا: بھئی میرا کچھ مطالبہ نہیں ہے تم یہ سارا مال وراثت لے لو، دوسرا کہے: نہیں تم لے لو۔ پہلے جھگڑا حق لینے کا تھا اب جھگڑا حق دینے پر ہو گیا۔ اللہ اکبر!

پیارے مسلمان بھائیو......! آج ہمیں اچھی طرح اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں......؟ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حقوق کی ادائیگی میں کس قدر فکر مند تھے......؟

مجھے ضمناً ایک واقعہ یاد آیا ہے توجہ سے سن لیں......! آج کل کئی مولوی حضرات مسجد اور مدرسے کا مال کھانے میں بڑی بہادری سمجھتے ہیں، لوگوں کو اندھیرے میں رکھ کر، چقمہ دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو گئے...... اللہ کی قسم! وہ کامیاب نہیں ہوئے، بلکہ وہ تباہ و برباد ہو گئے ہیں جو مسجد اور مدرسے کا نام لے کر چندہ اکٹھا کرتے ہیں اور پھر اس سے اپنے پیٹوں کو بھرتے ہیں وہ ایسے ہی سمجھ لیں جیسے جہنّم کے انگارے اپنے پیٹوں میں بھر رہے ہیں۔

صحیح البخاری کی ایک حدیث سن کر آپ پریشان ہو جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سامان وغیرہ سواری پر رکھا کرتا تھا اور اس کے علاوہ اور معاملات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، اس کو ''کَرْکَرَہ'' کہا جاتا تھا۔ وہ فوت ہو گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: هُوَ فِي النَّارِ [1] ''وہ آگ میں ہے۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ جملہ سن کر بہت حیران اور پریشان ہو گئے کہ ہمہ وقت آپ کی خدمت میں آگے آگے

---

[1] صحیح البخاری:3074

رہنے والا شخص جہنّم میں کیسے جا سکتا ہے......؟ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس نے مالِ غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے ایک چادر چرالی تھی، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے جہنّم میں ڈال دیا...... استغفر اللہ!

میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ چندہ خور مولویان حضرات کو بخاری کی یہ صحیح حدیث اپنے سامنے رکھنی چاہیے...... کہ حق مارنے والا، خیانت کرنے والا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال کو ناحق چھپانے والا، کونین کے تاجدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدمت گزار بھی ہو تو اسے بھی جہنّم کی آگ لپیٹ لیتی ہے۔

یہ مت سمجھیں......! کہ ہماری تقریریں اور ہمارے وعظ ہمیں اللہ کی جنّت میں لے جائیں گے، دوسروں کے حق کھانے والے کا اللہ کی جنّت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا:

اللہ کے لیے آج اس بات کا پختہ ارادہ کرلیں کہ زندگی بھر کسی شخص کا حق نہیں مارنا، انسان تو درکنار کسی جانور، درندے اور حیوان کو بھی اس کے حق سے محروم نہ کریں، ورنہ آپ کی آخرت برباد ہو کر رہ جائے گی۔

بالخصوص ایسے ظالم جو ماں جائی بہنوں کے حق مارتے ہیں، ان کو وراثت اور جائیداد سے محروم رکھتے ہیں، ایسے بدبختوں کو قیامت والے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ آپ امانتداری سے سوچیں اس سے بڑھ کر ذلت کیا ہو سکتی ہیں......؟ کسی کا حق مارنا تو بہت گھناؤنا جرم ہے، ہمارے دین اسلام نے تو کسی کا حق دینے کو ذرا بھر ٹال مٹول کرنے کو بھی ظلم قرار دیا ہے اور ظالموں کو بھی قیامت والے دن اندھیروں کی وادیوں میں دھکیل دیا جائے گا۔

حضرت ابوسلمہ ﷫ بیان کرتے ہیں کہ میرے اور بعض لوگوں کے درمیان زمین کے معاملات میں جھگڑا تھا، میں نے اس جھگڑے کا ذکر امّ المومنین سیّدہ عائشہ ؓ سے کیا، سیّدہ نے میری ساری بات سن کر کہا: اے ابوسلمہ! زمین کے معاملے سے بچ جاؤ، زمین اور جائیداد کا معاملہ بڑا خطرناک ہے۔ بلاشبہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ ❶

''جس نے ایک بالشت کے برابر بھی زمین کے معاملے میں ظلم کیا تو اس کے گلے میں قیامت والے دن سات زمینوں کا طوق ڈال دیا جائے گا۔''

اور حضرت امام عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِيْنَ ❷

''جس نے زمین میں سے کچھ حصہ بھی بغیر حق کے لیا تو قیامت والے دن اس کو سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔''

ان احادیث کی روشنی میں ساتوں زمینوں کا طوق یا ساتویں زمین تک دھنسایا جانا، انتہائی ناقابل برداشت اور باعثِ ذلت عذاب ہوگا جو صرف اور صرف ایسے شخص کو دیا جائے گا جو دنیا میں اپنی بہنوں کا حق مارتا ہے، زمین جائیداد اور وراثت

---

❶ صحیح البخاری:2453

❷ صحیح البخاری:2454

میں سے ان کو حصہ نہیں دیتا، جو اپنے رشتہ داروں اور مسلمان بھائیوں کے مکان، پلاٹ اور دکانوں پر ناجائز قبضے کرتا ہے...... ایسے بد بخت اور ظالم کو فرض نماز اور روزہ زکوۃ بھی فائدہ نہیں دے گا...... آج سمجھنے، سیکھنے اور اپنے آپ کو بدلنے کا وقت ہے۔

خدارا......!

مرتے دم تک اس گھناؤنے جرم سے بچیں اور دیکھا دیکھی کمزور لوگوں کے حقوق نہ دبائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بیان کردہ تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے...... اور ہم پر موت کا پیغام اس وقت آئے جب ہم نے اس کے تمام بندوں کے حقوق ادا کر دیے ہوں۔

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

بہتر کی تلاش

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ [1]

''بلا شبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہی لوگ مخلوق میں سے بہترین ہیں۔''

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود و سلام ...... سیّدنا و سیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا و امامنا فی الآخرۃ و امامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

---

[1] البینۃ: 7

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحابِ رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

ہر انسان اور مسلمان ہمہ وقت بہتر کی تلاش میں رہتا ہے...... لیکن وہ اعمال کس قدر زیادہ عزت و عظمت والے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ فرما دیں کہ یہ اعمال ''بہت بہتر ہیں''

اگر غور کیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت ہر لحاظ سے بہتر ہی بہتر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ''بہترین امت قرار دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم انہتر ویں آخری امت ہو اور پہلی امتوں میں سے سب سے زیادہ بہتر ہو۔

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے...... [1]

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جمعے کا دن تمام دنوں سے بہتر ہے...... [2]

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیلۃ القدر کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ [3]

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آبِ زمزم تمام پانیوں سے بہتر ہے...... [4]

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کشادہ مجلس تمام مجالس سے بہتر ہے...... [5]

---

[1] البحر الزخار المعروف بمسند البزار: 373 / 4508:1 ؛ مجمع الزوائد: 10/20

[2] سنن ابن ماجہ: 1084 ... ان یوم الجمعۃ سید الایام۔ صحیح ابن خزیمہ: 1727

[3] القدر: 3

[4] المعجم الاوسط: 3912 ؛ سلسلہ احادیثِ صحیحہ: 1056

[5] ابوداؤد: 4820 ؛ سلسلہ احادیثِ صحیحہ: 832

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مردوں کے لیے پہلی صف سب سے بہتر ہے [1]

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: درمیانہ حق مہر سب سے بہتر ہے...... [2]

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سفید لباس سب سے بہتر ہے...... [3]

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: توبہ کرنے والا گنہگار سب سے بہتر ہے...... [4]

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قرآن پڑھنے پڑھانے والا سب سے بہتر ہے [5]

☆ آپ نے فرمایا: اہل خانہ سے حسنِ سلوک کرنیوالا سب سے بہتر ہے۔ [6]

☆ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ دے وہ مسلمان سب سے بہتر ہے...... [7]

غرض کہ کلمہ پڑھنے کے بعد ہر مسلمان کا لمحہ لمحہ بہتر ہے اگر وہ اپنا ہر لمحہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گزارے۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے چند ایسے اعمال بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: اے میرے بندو......! فلاں عمل کرلو، وہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے...... یہ عمل کرلو تمھارے لیے بہت بہتر ہے۔ قرآن پاک کے تیسویں پارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کو کائنات

---

[1] صحیح مسلم: 440

[2] مستدرک حاکم، ارواء الغلیل: 6/345 تحت الحدیث: 1924

[3] سنن ابی داود: 3878 ؛

[4] ابن ماجہ: 4251

[5] صحیح البخاری: 5027۔ صحیح البخاری کی اگلی روایت میں ان اُفضلکم کے الفاظ بھی ہیں۔

[6] ترمذی: 3895

[7] سنن نسائی: 5002

کے بہترین لوگ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ [1]

''بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہی لوگ مخلوق میں سے بہترین ہیں۔''

بہتر یا بہترین کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ سب سے اعلیٰ...... بلند و بالا اور عزت و عظمت والے ہیں...... دنیا و آخرت کی اصل کامیابیاں انھی خوش نصیبوں کے لیے ہیں۔ آیئے......! آج آپ کے سامنے ایک منفرد موضوع پیش کریں اور وہ ہے۔ ''بہتر کی تلاش''

اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم تمھارے لیے بہتر ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ [2]

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے۔''

''حرمات اللہ'' کا مفہوم کافی وسیع ہے۔ اس کی ایک تفصیل تو یہ ہے کہ جو اللہ کے احترام والی چیز ہے اس کی تعظیم جائے...... جیسا کہ حج...... عمرہ...... کعبۃ اللہ ...... قربانی اور احرام وغیرہ کے متعلق احکامات ہیں...... ان احکامات اور مقامات کی بے حرمتی کرنے والا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا باغی اور سخت نافرمان ہے۔

---

[1] البینۃ:7

[2] الحج:30

دورِ جاہلیت میں بالخصوص کئی بدبخت دورانِ سفر حجاج کرام کو لوٹ لیا کرتے تھے...... حج کے دنوں میں چوری چکاری اور ڈکیتی کا مکروہ دھندہ جاری رہتا تھا اور کئی ظالم تو بیت اللہ کی طرف جانے والے قربانی کے جانور بھی لوٹ کر لے جاتے تھے...... شریعت نے ان تمام چیزوں کو ''حرمات اللہ'' میں شامل کرتے ہوئے ان کی عزت اور ان کی حفاظت کو لازمی قرار دیا ہے۔ ہمارے جو حجاج کرام بیت اللہ جاتے ہیں وہاں انھیں اپنے کردار اور اعمال اور گفتگو کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ ساری دنیا مکے میں گناہ بخشوانے کے لیے جاتی ہے...... وہ کتنا ہی بدنصیب ہے جو وہاں رہ کر گناہ کرتا ہے......

حرمات اللہ کی تفسیر یہ بھی ہے کہ جن جن چیزوں کی نسبت اللہ کی طرف ہے ان کا دل وجان سے احترام کرنا چاہیے...... ان چیزوں کا مذاق اڑانا کبیرہ گناہ میں شامل ہے جیسا کہ نماز، قرآن، مساجد وغیرہ ہیں ان تمام چیزوں کی الگ سے حرمت ہے۔ان کو کسی صورت بھی پامال نہیں کرنا چاہیے...... جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب چیزوں کا مذاق اڑائے......تو خدشہ ہے کہیں اللہ تعالیٰ زندگی بھر کے اعمال ہی برباد نہ کردے

اسی طرح ''حرمات اللہ'' کا ایک مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال نہیں رکھا، بلکہ حرام قرار دیا ہے تو انسان کلمہ پڑھ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی محرمات کے قریب نہ جائے...... یہی اس کے لیے بہت بہتر ہے۔حرام کردہ چیزوں کے قریب جانا تو درکنار...... بلکہ سچے مسلمان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ شبہ والی چیزوں کے قریب بھی نہ جائے، کیونکہ جو انسان شبہ والی چیزوں کے قریب بھی نہیں جاتا وہ کسی

صورت بھی حرام کے قریب نہیں جا سکتا۔ اسی مفہوم کو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ : كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيْهِ ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ [1]

بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، ان دونوں کے درمیان شبہات ہیں۔ لوگوں کی اکثریت انھیں نہیں جانتی۔ پس جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا۔ اس چرواہے کی طرح جو کسی کی مخصوص چراگاہ کے اردگرد مویشی چراتا ہے، ممکن ہے وہ اس میں داخل ہو جائیں۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔

روزے رکھو تمھارے لیے بہت بہتر ہے

روزہ بہت بڑی نیکی ہے...... بظاہر تو انسان روزے کی حالت میں بھوک پیاس اور اداسی محسوس کرتا ہے لیکن یہ روزہ بندے کے حق میں بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری:52

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ [1]

''اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

ہمارے مسلم معاشرے میں بڑے بڑے ہٹے کٹے جوان بھی روزہ نہیں رکھتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم روزہ نہ رکھیں اور کھاتے پیتے رہیں...... جب کہ ایک مومن اور مسلمان کے لیے روزہ رکھنا ہی بہت بہتر ہے، کیونکہ رمضان کا روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے اور یہاں پر بھی بالخصوص رمضان کے روزوں کا ہی ذکر ہے لیکن مطلق طور پر نفلی روزے بھی شوق سے رکھنے چاہئیں اور یہ روزہ مسلمان کے لیے اس قدر بہتر ہے کہ

☆...... اللہ اس کے ذریعے زندگی بھر کے گناہ معاف کرتے ہیں

☆...... قیامت کے روز اللہ خود روزے دار کو جزا دے گا۔

☆...... روزے دار کو باب الریان سے جنت کی طرف آواز دی جائے گی

☆...... اور بخاری مسلم کی حدیث ہے کہ روزہ اس قدر بہتر عمل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا [2]

''جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد میں) ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے روزے کی وجہ سے اس شخص کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔''

---

[1] البقرہ:184

[2] صحیح البخاری:2685 ؛ صحیح مسلم:1153

نفلی عبادت تمہارے لیے بہت بہتر ہے:

اللہ تعالیٰ نے چند نیک اعمال کو اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے اور بعض اعلیٰ درجے کے نیک اعمال ایسے ہیں کہ جن کو بندے کے اختیار پر چھوڑ دیا ہے اگر وہ نہ کرے تو گنہگار نہیں...... لیکن اگر وہ کر لے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دین ودنیا اور آخرت کے سب خزانے عطا کر دیتے ہیں۔ فرائض کے علاوہ جو سنن ونوافل ہیں اور نیکیاں ہیں ان کا کرنا ہی انسان کے لیے دنیا وآخرت میں بہتر ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ [1]

''اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔ اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

نفل عبادت مسلمان کے لیے اس قدر بہتر ہے کہ مومن بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ صحیح البخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح فرمان موجود ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحْبِبْتُهُ [2]

''میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو پیار کرنا شروع کر دیتا ہوں۔''

[1] سورۃ البقرہ: 184
[2] صحیح البخاری: 6502

اور اسی طرح نفلی حج، عمرے، اس قدر زیادہ بہتر ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ زندگی کے گناہ بھی معاف کر دیتے ہیں اور فقر و فاقے سے نجات عطا کرتے ہوئے اپنے بندے کو غنی کر دیتے ہیں۔ سیّدنا حضرت امام جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَدِيْمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وفِي رَوَايَةٍ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ [1]

''حج اور عمرہ ہمیشگی سے کرو۔ اور ایک روایت میں ہے حج اور عمرہ پے در پے کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے زنگال کو ختم کر دیتی ہے۔''

اور اسی طرح مسواک کرنے سے...... فرض نماز پڑھ کر باوضو مسجد میں بیٹھے رہنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی زندگی کو ایمان کی بہاروں سے مالا مال کر دیتے ہیں اور سنن ابی داؤد کی صحیح حدیث کے مطابق قیامت والے دن فرض نماز کی کمی کو نفل نماز کے ساتھ ہی پورا کیا جائے گا۔ [2]

جنت جس میں سو درجات ہیں ان درجات میں بلندی کا باعث بھی انسان کی نفلی نیکی ہوگی۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو صرف فرائض تک محدود رکھا وہ یقیناً جنّت کے حقدار تو ٹھہریں گے لیکن وہ جنّت میں بلند درجات سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس نے نفل عبادت کی اس کے لیے بہت بہتر ہے۔

---

[1] مسند بزار: 1147 ؛ مجمع الزوائد: 3/227 ؛ المعجم الاوسط: 4974،8400

[2] سنن ابی داؤد: 864

صلح تمھارے لیے بہت بہتر ہے:

دنیا کی زندگی عارضی زندگی ہے۔ اس عارضی زندگی میں سکون اور راحت حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان صلح وصفائی کے ساتھ اپنی زندگی کے سانس پورے کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر صلح وصفائی سے رہنے کا حکم دیا اور آپس میں معاملات کو سنوار کر رکھنے والوں کو سچا مومن قرار دیا ہے اور ایک جگہ صلح کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ یاد رکھو......!

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ [1]

"اور صلح بہتر (چیز) ہے۔"

قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صلح کو بہتر قرار دیا ہے لیکن جہاں صلح وصفائی ہو شیطان اس ماحول سے بہت پریشان ہوتا ہے وہ ہر ممکن وہاں لڑائی جھگڑا کروانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

صلح کا عمل اس قدر بہتر ہے کہ انسان ساری زندگی سکون کے ساتھ بسر کرتا ہے اور صلح نہ کرنے سے انسان بہت سی آزمائشوں، تلخیوں اور اداسیوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔

صلح کا عمل اس قدر بہتر ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ

---

[1] النساء:128

وَالصَّدَقَةِ قَالُوْا: بَلٰى ! قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ [1]

''کیا میں تمھیں روزے، نماز اور صدقے سے درجے میں افضل عمل کی خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آپس میں معاملات کی اصلاح کرنا۔''

آپ حیران ہوں گے کہ یہاں صلح وصفائی کے عمل کو درجے کے لحاظ سے نماز، روزے کے عمل سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے، ایسا کیوں ہے......؟ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جو انسان لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں ان کے دل ودماغ پر ہمیشہ لڑائی جھگڑے...... پراپیگنڈے اور بدگمانی کا جالا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ صحیح طرح سے کوئی نیکی بھی نہیں کر پاتے......جبکہ صلح کرنے والے یا صلح پسند آدمی کا دل ودماغ بالکل پاک صاف ہوتا ہے

صلح کا عمل اس قدر بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے جھوٹ بولنے کی بھی اجازت دی ہے۔ سیدہ امّ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا [2]

''ایسا شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتے ہوئے خیر کی بات بڑھا دے یا خیر کی بات کہہ دے۔''

---

[1] سنن ابی داود: 4919

[2] صحیح بخاری: 2692

صلح کا عمل اس قدر بہتر ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے متعلق قسم اٹھا کر کہا ہے کہ جو شخص اللہ کے لیے معاف کر دے یا معافی مانگ لے اس شخص کی عزت میں کمی نہیں آسکتی...... اللہ اکبر

صلح کا عمل اس قدر بہتر عمل ہے کہ جو شخص اس عمل کو اختیار نہ کرے تو نہایت خدشہ ہے کہ قیامت والے دن اس کے کئی نیک اعمال برباد کر دیئے جائیں گے...... کیونکہ دنیا میں بدلہ چکا کر صلح وصفائی کر لینے میں بہتری ہے ورنہ قیامت والے دن بہت بڑی سختی کا سامنا ہے۔

ماپ تول کو پورا رکھنا تمھارے لیے بہت بہتر ہے:

کئی لوگ ماپ تول میں کمی بیشی اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں اور وہ بظاہر یہی محسوس کرتے ہیں کہ ماپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے نفع زیادہ آتا ہے اور اسی وجہ سے یہ فائدہ والی بات ہے...... حالانکہ ماپ تول میں کمی کبیرہ گناہوں میں شامل ہے اور اس سے انسان کی آمدنی حرام ہوجاتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جب ماپ تول کی بات کی تو یہی کہا:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ [1]

"اور جب (کوئی چیز) ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور (جب تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے۔"

---

[1] بنی اسرائیل:35

پورا پورا ماپ تول اس قدر مبارک عمل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعے اپنے بندے کو بہت زیادہ برکتیں عطا فرماتے ہیں۔

قرآن پاک نے جہاں پہلی قوموں کے گناہوں کا تذکرہ کیا ہے وہاں پر بالخصوص قوم شعیب علیہ السلام کی تباہی کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے جس گناہ کو نمایاں کرتے ہوئے بیان کیا ہے وہ گناہ ماپ، تول میں کمی کرنا ہی تھا۔

نبی علیہ السلام نے بھی دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا: جس نے دھوکہ دیا اس کا میری امت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور قرآن پاک کے تیسویں پارے میں ایسے لوگوں کے لیے ہلاکت کا اعلان کیا گیا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

”ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم کر دیں کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ وہ اٹھائے بھی جائیں گے (یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں۔“

اور یاد رہے...... ! اگر آج ہم حکمرانوں کے ظلم سے بچنا چاہتے ہیں...... روزگار کی تنگی اور قحط سالی کی نحوست سے معاشرے کو پاک دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ بازاروں میں جعل سازی کا خاتمہ کیا جائے اور ماپ تول کو پورا کیا جائے...... امام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طویل روایت ہے کہ ایک دفعہ

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ : لَمْ [تَظْهَرِ] الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ ، حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا ، إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ أَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا . وَلَمْ يَنْقُصُوْا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ . وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوْا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا وَلَمْ يَنْقُضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَ عَهْدَ رَسُوْلِهِ ، إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ ، فَأَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ . وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ يَتَخَيَّرُوْا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ . [1]

''اے مہاجروں کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو ان کی سزا ضرور ملے گی) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (بری چیزیں) تم تک پہنچیں۔ جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے

[1] سنن ابن ماجہ:4019۔ امام بوصیری، امام حاکم، امام ذہبی اور امام زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

بزرگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔ جب بھی وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، ان کو قحط سالی، روزگار کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے۔ جب وہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا بند کرتے ہیں تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوں تو انھیں کبھی بارش نہ ملے۔ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیے جاتے ہیں، وہ ان سے وہ کچھ چھین لیتے ہیں جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جب بھی ان کے امام (سردار اور لیڈر) اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔''

کاش......! ہم اللہ اور اس کے بتائے بہتر اعمال کو اپنے لیے بہتر سمجھتے...... دل کی خوشی سے ان پر عمل کرتے تو اللہ کی قسم! آج یہ ذلت کے دن نہ دیکھنا پڑتے۔

اختلافی مسائل میں منصف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بناؤ یہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے۔

دین کے کسی مسئلہ میں اختلاف ہوجائے تو فیصلہ محلے کا مولوی اپنی رائے...... یا اپنے کسی پیر، فقیر کی رائے سے نہیں کرسکتا......اس کے پاس صرف اور صرف اختلافات کے حل کا ایک ہی میزان ہے اور وہ رب کا قرآن اور مدینے والی سرکار ﷺ کا فرمان ہے۔ اگر آج ہم اسی میزان پر آجائیں تو سب مذہبی جھگڑے ختم ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی حل کو بہترین قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ

إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ [1]

''مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔''

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی رضی اللہ عنہ تک ہر جانثار کی سیرت پڑھ کر دیکھ لیں انھوں نے ہر اختلاف میں اللہ کے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو اپنے لیے فیصلہ کن سمجھا...... اس کی بے شمار مثالیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت میں موجود ہیں صرف چند کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختلاف کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ غم میں نڈھال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفاتِ پاک کے انکاری تھے۔لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کا قرآن پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت پاک کا فیصلہ سنایا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو قبول کر لیا اور اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دینے کا موقع آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی مرضی اور من مانی سے فیصلہ نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق تمام مراحل کو طے کیا۔

مشکوٰۃ شریف میں نہایت معروف حدیث ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ تم میرے بعد بہت زیادہ اختلافات دیکھو گے، اختلاف کا ایک ہی حل ہے کہ

[1] سورۃ النساء: 59

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ، تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ [1]

''پس تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت لازم ہے، پس تم اس کو مضبوطی سے تھام لو اور داڑھوں کے ساتھ اسے پکڑ لو اور دین میں نئے کام جاری کرنے سے بچو، کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

آج مسلمانوں کا بارہ ربیع الاوّل کے جلوس کے متعلق اختلاف ہے۔ آج کئی لوگ دس محرم کو کھلے عام ماتم کرتے ہیں...... ختم شریف کے سلسلے آپ کے سامنے ہیں اور اسی طرح قبروں کو پختہ بنانا اور قبروں پر نذر و نیاز لے کر جانا سب معاملے آپ دیکھ رہے ہیں...... کیا یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی سنّت میں موجود ہے......؟

کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ سب کچھ کیا تھا......؟

میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان انصاف کے ساتھ ان دو باتوں پر غور کرلے تو اس کی ہدایت کے لیے یہی دو سوال کافی ہیں۔

خطبہ جمعہ کے لیے اوّل وقت آنا تمھارے لیے بہت بہتر ہے:

رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن کو تمام دنوں کا سردار قرار دیا ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے اور اسی دن ان کو

[1] مسند احمد: 17275؛ ابوداود: 4607 ؛ جامع ترمذی: 2676 ؛ سنن ابن ماجہ: 43

جنّت میں داخل کیا گیا...... اور اسی دن ان کو جنّت سے نکالا گیا [1]

اور یاد رکھو......! قیامت بھی اسی دن آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیات میں جمعہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ [2]

''مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت ترک کر دو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

اللہ کے بندو......! جمعے کے دن صفائی ستھرائی کا اہتمام کر کے اوّل وقت میں مسجد پہنچو...... نوافل، قرآن کی تلاوت اور دعا میں دل لگائیں۔ جمعے والے دن کی عبادت اور دعا اس قدر زیادہ بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جمعے والے دن میں ایک گھڑی ہے جس میں بندے کی مانگی ہوئی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں [3]۔ اور جمعے والا دن مومن کے لیے اتنا بہتر ہے کہ جو شخص غسل کر کے اوّل وقت جمعے کے لیے آتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کم وبیش اس کے دس دنوں کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم:854

[2] الجمعہ:9

[3] ابوداؤد:1046

[4] سنن ابی داوٗد:1050

جمعے والے دن اوّل وقت میں مسجد آنا اس قدر بہتر ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ. ❶

''جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنے والوں کو ترتیب وار لکھتے جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والا اس شخص کی طرح (اجر وثواب پاتا) ہے جو اونٹ کی قربانی کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد والا اس شخص کی طرح ہے جو گائے کی قربانی کرتا ہے، پھر اس کے بعد والا مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح، پھر مرغی اور پھر اس کے بعد آنے والا ایسے جیسے کوئی انڈہ صدقہ کرے۔ جب امام منبر پر آجاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور غور سے خطبہ سنتے ہیں۔''

اور یاد رہے...... ! جمعے کا دن اس قدر بہتر ہے کہ جو شخص پورے اہتمام سے خطبہ جمعہ سننے کے لیے آتا ہے اور امام کے قریب بیٹھتا ہے اور پوری توجہ کے ساتھ خطبے کو سماعت کرتا ہے۔

كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا ❷

---

❶ صحیح البخاری:929

❷ سنن ابی داود:345 ؛ سنن ابن ماجہ:10087 ؛ جامع ترمذی:446

''اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔''

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے ایمان والو......! اذانِ جمعہ کے بعد فوراً خطبہ کے لیے مسجد میں پہنچ جاؤ یہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے۔

تنگدست کو مہلت دینا تمھارے لیے بہت بہتر ہے:

غریبی امیری پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ اگر آپ نے کسی تنگدست کے ساتھ اس کے مالی معاملات میں نیکی کی ہے یا کچھ پیسے روپے بطورِ قرضہ حسنہ دیئے ہیں...... اگر وہ شخص حالات کی سختی کی وجہ سے ادائیگی نہیں کر پا رہا تو اللہ کی خوشنودی کے لیے اسے مہلت دینا بہت ہی بہتر عمل ہے اور اگر معاف کر دیا جائے تو یہ اس سے بھی زیادہ بہتر عمل ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ [1]

''اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زرِ قرض) بخش ہی دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔''

کسی تنگ دست کو اللہ کے لیے مہلت دینا یا معاف کر دینا اس قدر بہتر عمل ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ

---

[1] سورۃ البقرہ: 280

كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوْا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا ؟ قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِيْ أَنْ يُّنْظِرُوْا الْمُوْسِرَ وَ يَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ قَالَ: فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ وَقَالَ أَبُوْمَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ [1]

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے گذشتہ امتوں کے کسی شخص کی روح فرشتوں نے قبض کی اور پوچھا کہ تو نے کچھ اچھے کام بھی کیے ہیں.....؟ روح نے جواب دیا کہ میں اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ وہ مالدار لوگوں کو (جو ان کے مقروض ہوں) مہلت دے دیا کریں اور ان پر سختی نہ کریں اور محتاجوں کو معاف کر دیا کریں۔ راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتوں نے بھی اس سے درگزر کیا اور سختی نہیں کی اور ابو مالک ربعی سے (اپنی روایت میں یہ الفاظ) بیان کیے۔'' میں صاحبِ استطاعت کے ساتھ (اپنا حق لیتے وقت) نرم معاملہ کرتا تھا اور تنگ حال مقروض کو مہلت دے دیتا تھا۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ بہتر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یتیموں سے حسنِ سلوک تمھارے لیے بہت بہتر ہے:

یتیم اس نابالغ بچے یا بچی کو کہتے ہیں جن کا باپ دنیا سے جا چکا ہو۔ ایسے بچوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور ان کے مالوں کی حفاظت رکھنا اور ان کی ہر پل اصلاح کرنا فرمانِ الٰہی کے مطابق اہل ایمان کے لیے بہت بہتر ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ

---

[1] صحیح بخاری: 2077، صحیح مسلم: 1506

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ [1]

''اور تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان کی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے۔ اور اگر تم ان سے مل جل کر رہنا (یعنی خرچ اکٹھا رکھنا) چاہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم کو تکلیف میں ڈال دیتا۔ بے شک خدا غالب (اور) حکمت والا ہے۔''

یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک اس قدر بہتر ہے کہ حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا [2]

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنّت میں اس طرح ہوں گے۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادت والی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔ اور یاد رہے......! جو سنگدل یتیم بچوں اور بچیوں کا مال ہڑپ کرتے ہیں یا یتیموں سے اعراض کرتے ہیں ان کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے اگلے دن یہی صورتحال ان کے بچوں کے ساتھ بھی پیش آسکتی ہے۔

باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے لیے بہت بہتر ہیں

باقی رہنے والی نیکی وہی ہے جو اخلاص کے ساتھ کی گئی ہو اور رسول

[1] البقرہ:220

[2] صحیح البخاری: 6005

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق کی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ [1]

''مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام البانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صحیح روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ☆......اللہ اکبر

☆......لا الہ الا اللہ

☆......سبحان اللہ......

☆......الحمد للہ......

اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ...... یہ مبارک کلمات باقیات الصالحات ہیں۔ [2]

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ کو ان مبارک کلمات سے اپنی زبان کو ہمیشہ تر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

آخرت کی تیاری کرو...... آخرت تمہارے لیے بہت بہتر ہے:

لوگ سمجھتے ہیں کہ بہتر یہی ہے کہ دنیا میں ترقی کر لیں...... بہتر یہی ہے کہ کسی

---

[1] الکہف:46

[2] مسند احمد:11713، سلسلہ صحیحہ:3264

نہ کسی طرح دنیا ہاتھ آ جائے...... یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے دنیاوی رنگ روپ کی بہتری کے لیے حلال وحرام کی تمیز ختم کردی...... رشتہ داری کی محبتیں رنجشوں میں تبدیل کردیں، جبکہ یہ بہتری نہیں سراسر بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا ہی خوب ارشاد فرماتے ہیں:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو، حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے یہ بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔"

رسول اللہ ﷺ کی بے شمار احادیث ہیں اور ہر حدیث کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے......لیکن خطبے کے آخر میں اس آخری بہتری کو بیان کرتے ہوئے جس حدیث کو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اس کو اچھی طرح پلے باندھ لیں......اور سو باتوں کی ایک بات ہے کہ مندرجہ ذیل حدیث کے مطابق اپنی نیت اور سوچ بہتر بنالیں آپ کو دونوں جہانوں کی سعادت نصیب ہوں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے......اور کیا خوب فرمایا ہے:

مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ ، فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ . وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ ، جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ

وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ [1]

''جس بندے کی فکر صرف دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات الجھا دیتا ہے اور اس کی محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے نصیب میں ہوتی ہے اور جس کی نیت آخرت کا حصول ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام مرتب کر دیتا ہے اور اس کی مالداری کو اس کے دل میں رکھ دیتا ہے اور دنیا ناک رگڑ کر اس کے پاس آتی ہے۔''

اللہ کی قسم......!

رسول اللہ ﷺ کا فرمان سو فیصد سے بھی زیادہ سچا ہے ہم نے اپنی زندگی میں بڑا تجربہ کیا ہے کہ جن لوگوں کا مقصد صرف دنیا بنانا اور دنیا کا مال کمانا تھا وہ آج بھی بے چین اور نامراد ہیں ......سب کچھ کے باوجود ناشکرے ہیں اور جنھوں نے اپنی موت، قبر اور آخرت کی زیادہ فکر کی......اور اس فکر میں دنیا کو پیچھے چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے ان کو دنیا کے خزانے بھی دیئے اور وہ اللہ کے ہاں آخرت کی سعادتوں کے بھی حقدار ٹھہرے۔

اللہ کے بندو......!

آخرت کی تیاری کرو......

آخرت کو یاد رکھو......

دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کرو......

اللہ کے فرمان کے مطابق یہی ہمارے لیے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بالخصوص ایسے اعمال کرنے کی

[1] سنن ابن ماجہ:4105

توفیق عطا فرمائے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بہت بہتر قرار دیا ہے......ان بہتر اعمال سے زندگی کا لمحہ لمحہ بہتر ہوتا ہے۔ موت، قبر اور آخرت بہتر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جنّت کا مہمان بنا دیتے ہیں۔

هذا ما كان عندی

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقی الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

☆✻☆✻☆✻☆✻☆

عُلما، طلبا اور مدارس کی شان

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ○ [1]

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

---

[1] المجادلہ: 11

تمہیدی گزارشات:

دنیا کائنات کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں بہت زیادہ خزانے رکھے ہیں، لیکن بالاتفاق سب سے زیادہ قیمتی اور پائیدار خزانہ علم ہے اور بالخصوص وہ علم کہ جس کے ذریعے بندوں کو اللہ اور اس کے رسول کی پہچان حاصل ہو اور قرآن وحدیث کے احکامات کا پتہ چلے۔

اس وقت موجودہ حالات میں جہاں بڑے بڑے فتنے موجود ہیں وہاں ایک سب سے بڑا فتنہ اور پراپیگنڈہ یہ ہے کہ نوجوان نسل کو مدارس اور علما سے متنفر کیا جارہا ہے۔ ہر دوسرا شخص مدارس اور علما کو کھلے دل مذاق کرتے ہوئے کوئی مدارس کو جہالت کی فیکٹریاں کہتا ہے اور کوئی مولوی کو معاشرے کا گھٹیا ترین شخص شمار کرتا ہے، جب کہ حقیقت اس کے سو فیصد برخلاف ہے۔ ہمارے دین اور ہمارے معاشرے میں سب سے اونچا اور سب سے نمایاں کردار مدارس اور علما کا ہے۔

آج ہمارے ملک میں جہاں بھی دین کا نام موجود ہے وہ صرف اور صرف اللہ کی رحمت سے ہے، جس کا عملی ظہور مدارس اور علما کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اگر ہمارے معاشرے میں دینی مدارس اور علما نہ ہوتے تو نہ جانے اس سرزمین میں اس وقت کس قدر گناہ ہوتے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی علانیہ بغاوت ہوتی...... آپ ملک پاکستان کی تاریخ کا جائزہ لے لیں کہ ہر دَور میں حکومت کی غیر اسلامی اور غیر شرعی پالیسیوں کا اگر دوٹوک انداز میں رد کیا ہے تو صرف اور صرف توحید پرست علمائے کرام نے ہی کیا ہے...... آپ ہی بتائیں کہ کون سا ایسا بل ہے جو شریعت کے خلاف ہے اور علمائے کرام نے حق کی آواز کو بلند نہ کیا ہو......؟

آج میں آپ احباب کو یہی بات بتلانا چاہتا ہوں کہ اپنے بچوں اور جوانوں کو مدارس میں داخل کروائیں اور ان کو اللہ کے دین کا سپاہی بنائیں۔ عالم دین کی شان کا مقابلہ دنیا کا کوئی دوسرا شخص نہیں کرسکتا۔ بلا اختلاف انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد علمائے کرام کا ہی درجہ ہے۔ امام حدیث امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

أَرْفَعُ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَاللهِ .... اَلْعُلَمَاءُ

''لوگوں میں سے اللہ کے ہاں مقام و مرتبے کے لحاظ سے سب سے زیادہ اونچے (انبیاء و رسل) ہیں اور ان کے بعد علما ہیں۔'' [1]

علم کی عزت وعظمت اور مقام و مرتبے کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ کتا جس کو نجس العین کہا جاتا ہے، جس کے برتن میں منہ ڈالنے پر اس کو سات مرتبہ دھویا جائے تو وہ پاک ہوتا ہے اور جس کتے کو آپ بطورِ ذوق اور شوق گھر میں رکھ لیں تو روزانہ دو احد پہاڑ کے برابر آپ کے ثواب میں کمی کردی جاتی ہے، اگر وہی کتا علم سیکھ لے اور آپ شکاری کتے کو آداب اور علم کی چند چیزیں سکھا دیں، اس کو مشق کروا دیں تو اسی کتے کا کیا ہوا شکار آپ کے لیے حلال ہوجاتا ہے۔ اللہ اکبر!

اس سے آپ غور فرمائیں کہ جب انسان جو کہ ہے بھی اشرف المخلوقات جب وہ علم و معرفت کی بلندیوں پر پہنچے گا تو بلاشبہ وہ صرف دنیا ہی نہیں اللہ کی جنت میں بھی بلند درجے حاصل کرے گا۔

اس وقت مدارس اور علما کے خلاف بہت زیادہ سازشیں ہیں، دیکھتے ہی

[1] فضل العلم والعلما:1

دیکھتے مدارس ویران ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ ایسے حالات میں دین کے قلعوں کو آباد کرنا اور اسلام کی ان چھاؤنیوں کو اپنے بچوں سے بارونق بنانا بہت بڑا جہاد ہے۔ اور کسی بھی شخص کے لیے اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا بیٹا قرآن کا مفسر ہو اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کا بہت بڑا محدث ہو......؟

اگر آپ کے بیٹے بڑے ہو چکے ہیں یا، اللہ نے کسی حکمت کے پیش نظر آپ کو اولاد کی نعمت سے محروم رکھا ہے تو آپ اپنے بھانجے اور بھتیجوں کو ہی دین کا عالم بنائیں، اپنے عزیز رشتہ داروں اور دوستوں یاروں کے بچوں کو دین کی طرف راغب کریں۔ مجھے اللہ کی کبریائی کی قسم ہے اگر آپ کی توجہ، محبّت اور رغبت سے کوئی بچہ دین کا عالم بن گیا تو وہ ساری زندگی جہاں جہاں دین کی خدمت کرے گا اس کے ایک ایک بول پر اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ معاف کرے گا، اجر دے گا اور جنّت میں درجات بلند کرے گا اور قرآن پاک نے کس قدر خوبصورت الفاظ میں اہل علم کی شان کو بیان کیا ہے۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ [1]

”جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔“

آپ نے علم کی عزت وعظمت پہچانی ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر غور فرمائیں کہ علام الغیوب نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو حکم دے کر ارشاد فرمایا

[1] المجادلہ: 11

کہ آپ مجھ سے دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما دے، میرے علم کو اور بڑھا دے، میرے علم میں زیادتی کر دے۔

آپ پورے قرآن و حدیث کا بنظر غور مطالعہ فرما لیں آپ کو یہ بات کہیں نہیں ملے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ حکم دیا ہو کہ مجھ سے عمر میں اضافے کی دعا کیا کرو...... حالانکہ عمر بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، نہ ہی کہیں مال میں اضافہ کی دعا کا حکم دیا...... حالانکہ رزقِ حلال بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اولاد میں اضافہ کی دعا کا بھی حکم نہیں دیا...... حالانکہ نیک بیٹوں کی آپ کو ضرورت بھی تھی اور نیک بیٹے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، اسی طرح باقی تمام نعمتیں بھی اپنی جگہ پر قدر و منزلت والی ہیں، لیکن علم کا مقام و مرتبہ اس قدر اونچا ہے کہ صرف یہ واحد نعمت ہے کہ جس میں اضافے کے لیے اللہ کے رسول ساری زندگی دعائیں مانگتے رہے:

رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

''اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما دے''

اور اسی طرح احادیثِ صحیحہ میں کئی ایک دعائیں منقول ہیں جو رسول اللہ ﷺ علم کے اضافے کے لیے کیا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازِ فجر کے فوراً بعد ایک نہایت جامع دعا مانگا کرتے تھے، جس میں سب سے پہلے علم ہی کا سوال ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا [1]

---

[1] ابن ماجہ: 925

''اے اللہ! میں تجھ سے فائدہ والے علم، مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔''

اور اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ ذیل دعا بھی پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَ عَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَارْزُقْنِيْ عِلْمًا يَنْفَعُنِيْ بِهِ [1]

''اے اللہ! مجھے فائدہ دے جو تو نے مجھے علم دیا ہے اور مجھے نفع والا اور علم عطا فرما اور ایسا علم دے جس سے مجھے نفع ہو۔''

بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو حکم ارشاد فرمایا:

سَلُوا اللّٰهَ عِلْمًا نَافِعًا وَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ

''اللہ سے نفع والے علم کا ضرور سوال کرو اور ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو فائدہ نہ دے۔'' [2]

یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہمارے ہاں معاشرے میں بالخصوص بچیوں کو کالج و یونیورسٹیوں میں ایسے علوم پڑھائے جاتے ہیں جو ساری زندگی ان کے کسی کام نہیں آتے، لیکن لوگ اس کے باوجود بہت زیادہ فیسیں دے کر اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور نتیجہ صفر نکلتا ہے۔

نفع اور فائدہ والے علم قرآن و حدیث کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے

[1] مستدرک حاکم: 1/ 510، کتاب الدعوت للبیہقی: 157، سلسلہ صحیحہ: 3151

[2] مصنف ابن ابی شیبہ: 12/ 605، سنن ابن ماجہ: 3843، سلسلہ صحیحہ: 1511

جب کہ رسول اللہ ﷺ کو دینی علم والوں سے بھی بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علمی سوال کرتے رہتے تھے اور جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح جواب دیتے تھے انھیں دیکھ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ خوشی سے روشن ہو جاتا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مبارک باد دیتے ہوئے خوشی سے دعا دیتے۔

صحیح مسلم شریف کے مطابق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قرآن پاک کی سب سے عظمت والی آیت کونسی ہے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار سوال کرتے رہے، حضرت ابی رضی اللہ عنہ بار بار انکار کرتے رہے، بالآخر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید میں سب سے بڑی عظمت والی آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر مبارک باد دی اور تاریخ ساز جملہ بولتے ہوئے فرمایا:

لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ [1]

''اے ابو منذر......! تجھے علم مبارک ہو۔''

اس واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کس قدر علم سے محبّت کرتے اور علم والوں کا احترام کرتے ہوئے ان کو صدقِ دل سے دعائیں دیتے تھے......سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ تو نہایت معروف ہے کہ جب انھوں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری اور رسول اللہ ﷺ کے لیے بوقتِ تہجد وضو کے لیے پانی رکھا اور مصلّیٰ بچھایا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے اس مبارک وقت میں علم ہی کی دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا:

---

[1] مسند احمد: 21278

أَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ التَّأْوِیْلَ وَفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ [1]

”اے اللہ! اس کو قرآن کو تفسیر اور دین کی فہم کا علم عطا کر دے۔“

آج ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کی اسی سنّت کو زندہ کرنا چاہیے، جب بھی کسی شخص کی علمی قابلیت دیکھیں یا کسی بچے کی ذہانت متاثر کرے تو اس کے لیے علم و فضل کی دعا کریں۔ شاید اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی دعا قبول کرے اور وہ زمانے بھر کا امام بن جائے۔

مزید علم کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے چند اہم نکات پر غور فرمالیں۔ آپ بالآخر اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ دنیا کا انمول خزانہ علم ہی ہے۔

1 ...... فرض کی ادائیگی

قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے، جو لوگ کلمہ پڑھنے کے باوجود اس قدر جاہل ہیں کہ انھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بنیادی حقوق کا علم بھی نہیں ہے وہ گنہگار اور خطا کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے آخری حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [2]

”آپ خوب علم حاصل کریں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے علم کی فرضیت کو بیان کرتے ہوئے واضح ترین الفاظ میں صراحت کی کہ

[1] المستدرک للحاکم: 6287

[2] محمد: 19

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ [1]

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

اس حدیث نے علم کی اہمیت کو خوب واضح کر دیا کہ قرآن وحدیث کا بنیادی علم جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پہچان حاصل ہوتی ہے اس کو سیکھنا اور سمجھنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔ یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ''علیٰ کل مسلم'' میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں۔ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو بھی دینی مدارس میں دین پڑھائیں تا کہ یہ دین کا فریضہ ہماری بچیاں بھی ادا کریں۔

اللہ کی طرف سے بھلائی:

کسی شخص کو دین کا علم ملنا معمولی بات نہیں ہے، بلکہ دین کا علم اللہ کی بہت بڑی خیر ہے اور اللہ تعالیٰ یہ خیر صرف اور صرف اس شخص کو عطا کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں۔ مستدرک حاکم میں ایک صحیح حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی دولت ہر شخص کو دے دیتے ہیں، لیکن دین کی دولت اللہ انھیں لوگوں کو عطا کرتا ہے جن سے وہ محبّت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث حد درجہ قابل توجہ ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ [2]

''جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ فرمائیں، اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔''

---

[1] ابن ماجہ: 224

[2] صحیح البخاری: 71

اور ظاہر ہے کہ دین کی سمجھ کے لیے دین کا علم پڑھنا ضروری ہے، دین کی گہرائی میں اترنے کا واحد ذریعہ کتاب وسنّت کا علم اور اس کے علوم وفنون ہیں۔ اور ہمارے معاشرے میں اس وقت کتاب وسنّت کا علم اور اس کے علوم وفنون کا مرکز صرف اور صرف دینی مدارس ہی ہیں۔ لوگوں نے عملی طور پر تجربہ کیا ہے کہ کالجز اور حکومتی یونیورسٹیز میں دین کا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے خیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی امّتی کے لیے دعا کرنا بہت بڑے اعزاز اور اکرام کی بات ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث کے طالب علموں کے لیے بہت عالی شان دعا فرمائی، جب ایک مومن، مسلمان اور عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا پر غور کرتا ہے تو ایمان مچل جاتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

نَضَّرَاللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا ثُمَّ أَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا [1]

”اللہ ایسے شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث کو سنا تو اس کو خوب اچھی طرح یاد کرلیا اور پھر اس کو جس طرح سنا تھا اسی طرح آگے بیان کردیا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کے تین مفہوم سمجھ آتے ہیں۔

① ...... اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ حدیثِ رسول سے خصوصی محبّت کرتے ہوئے اس کو احترام سے سنتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہوئے پھر اس کو

[1] مسند احمد: 16738؛ ابن ماجہ: 231 ؛ ترمذی: 2658

لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو بے شمار نعمتوں اور لاتعداد خوشیوں اور رونقوں سے مالا مال فرما دیتے ہیں۔

②......اس حدیث کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ حدیثِ رسول کے سچے خادموں کو دنیا میں بلند مقام عطا کرتے ہیں، ان کے دنیا سے چلے جانے کے باوجود صدیوں تک ان کا نام زندہ رہتا ہے اور لوگ ان کے لیے رحمت و بخشش اور رضا کی دعائیں کرتے ہیں۔ آپ محدثین کرام کو ہی دیکھ لیں کہ انھوں نے اپنی زندگیاں حدیثِ رسول ﷺ کے لیے وقف کیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے نام کو قیامت تک کے لیے روشن کر دیا۔

③......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیثِ رسول ﷺ کو پڑھنے پڑھانے اور پھیلانے والوں کے چہروں کو جہاں دنیا میں تروتازہ رکھتے ہیں وہاں موت کے وقت بھی ان کے چہرے روحانیت اور نورانیت سے چمک اٹھتے ہیں۔

کتبِ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب محدثین پر موت کا پیغام آیا تو جہاں ان کو فرشتوں کی سلامی نصیب ہوئی، زبان ذکر سے تر تھی۔ وہاں ان کے جنازوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے ہدایت کا سامان بنا دیا۔

سامعین کرام......!

مجھے ربِّ محمد ﷺ کی قسم ہے......! اپنے بچوں، بچیوں کو دین پڑھائیں، حدیثِ رسول پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کے سب خزانے عطا کر دے گا۔

ہر مخلوق کا دعائے استغفار کرنا:

دین کے عالم کی شان اس قدر بلند و بالا ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات

عالم دین کے لیے دعا کرتی ہیں اور بعض روایات میں آتا ہے بخشش کی دعا کرتی ہیں اور بخشش کی دعا تمام دعاؤں میں سے سب سے زیادہ جامع اور مفید ہے۔ جس شخص کو اللہ کی بخشش نصیب ہوئی گویا کہ اس کو دین و دنیا آخرت کے سب خزانے میسر آ گئے...... معصوم فرشتے علما اور طلبا کے لیے جو دعائے مغفرت کرتے ہیں اس سلسلے میں احادیث سماعت فرمائیں۔

مومنوں کی ماں عفیفہ کائنات سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

①... اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ الْخَيْرِ حَتّٰى نِيْنَانُ الْبَحْرِ [1]

''سمندر کی مچھلیوں سمیت ہر مخلوق بھلائی سکھلانے والے (عالم) کے لیے خیر کی دعا کرتی ہے۔''

اور اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام المعلمین، خاتم المرسلین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

②... مُعَلِّمُ الْخَيْرِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتّٰى الْحِيْتَانُ فِي الْبِحَارِ [2]

''خیر سکھلانے والا عالم، اس کے لیے ہر چیز استغفار کرتی ہے حتی کہ سمندروں میں مچھلیاں بھی۔''

---

[1] سلسلہ صحیحہ: 1852

[2] سلسلہ صحیحہ: 3024

اور ابوداود کی روایت کے مطابق

وإنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَآءِ [1]

''بلاشبہ عالم دین اس کے لیے زمین وآسمان کی ہر چیز دعائے استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں۔''

سامعین کرام......!

عالم دین کی شان میں وارد ہونے والی تمام آیات اور احادیث کو ایک طرف رکھیں اور جس عزت اور عظمت کو میں نے اب بیان کیا ہے کہ زمین وآسمان کی ہر مخلوق عالم دین کے لیے دعا کرتی ہے...... مجھے بتائیں اس سے بڑھ کر اور شان کیا ہوسکتی ہے...... خدارا...... تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں منافقوں کے پراپیگنڈوں کا شکار نہ ہوا کریں، دین کے سچے عالم کی کل بھی عزت، آج بھی عزت ہے اور جنّت جانے تک عالم دین کی عزت کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اور یہاں میں اپنے علمائے کرام کو بھی بڑی معذرت سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ چند ایک شیطان صفت شرارتی لوگوں کی سازشوں سے پریشان نہ ہوا کریں، اگر چار بندے آپ کی بدخوئی کرنے والے ہیں تو چار ارب سے زیادہ مخلوق آپ کے لیے دعائے استغفار کرنے والی ہے۔ چند بندوں کی باتوں سے پریشان ہونے کی بجائے تمام مخلوقات کی دعاؤں کی وجہ سے سدا خوش رہا کریں۔

ہمارے علم کے مطابق علما کا طبقہ دنیا کا وہ منفرد خوش نصیب طبقہ ہے جسے

---

[1] مسند احمد: 21715 ؛ ابن ماجہ: 223 ؛ ترمذی: 2682 ؛ ابوداود: 2641

سب سے زیادہ دعائیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ سعادت کسی دوسرے کو نہیں ملتی اور کائنات کے بدترین ہیں وہ لوگ جو طلبائے کرام اور علمائے عظام کو پریشان کرتے ہیں۔

فرشتوں کا پر بچھانا:

طالب علم اور اہل علم کا مقام ومرتبہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے، لیکن اللہ تعالیٰ طالب علم اور اہل علم کو جو وی آئی پی پروٹوکول عطا کرتے ہیں اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل حدیث سے با آسانی لگا سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ [1]

''اور بلاشبہ فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔''

دنیاداروں اور وزیروں کو اپنے باڈی گارڈز اور سرکاری پروٹوکول پر بڑا ناز ہوتا ہے، لیکن ان طلبا قرآن وحدیث اور علما کا کیا کہنا کہ جن کے پروٹوکول کے لیے آسمان سے نورانی معصوم فرشتے اتارے جاتے ہیں۔ اور یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ آپ حضرات بھی یہ پروٹوکول حاصل کر سکتے ہیں، اگر آپ قرآن سیکھنے کے لیے کسی ترجمہ کلاس میں شرکت فرمائیں، جیسے ہی قرآن سیکھنے کے لیے آپ گھر سے نکلیں گے، آسمان کے معصوم عزت افزائی کرتے ہوئے آپ کے لیے اپنے پر بچھا دیں گے۔ اور سچی بات ہے جن طلبا اور علما کی نگاہیں ان احادیث پر ہوتی ہیں ان کو دنیا کی کسی چیز کی کوئی پروا نہیں ہوتی، وہ اللہ اور اس کے فرشتوں کے ہاں بلند رتبے کی وجہ سے عجب طمانیت اور روحانیت محسوس کرتے ہیں۔

---

[1] ابوداود: 2641 ؛ السراج المنیر: 257 یہ روایت معنی اور حقیقت کے اعتبار سے بھی صحیح ہے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ حدیث شریف میں کہیں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں کہ فرشتے طلبا کے پاؤں تلے پر بچھاتے ہیں...... احادیث میں تو صرف پر رکھنے کا تذکرہ ہے ضروری نہیں کہ وہ قدموں تلے رکھتے ہوں، ہوسکتا ہے وہ اس کے استقبال کے لیے اس کے اوپر اور دائیں بائیں موجود ہوں جیسا کہ صحیح حدیث میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى بُرْدٍلَّهُ [أَحْمَرَ] فَقُلْتُ لَهُ : يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنِّيْ جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ [إِنَّ] طَالِبَ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ وَتُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا، ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا ، مِنْ حُبِّهِمْ لِمَا يَطْلُبُ [1]

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مسجد میں سرخ چادر پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کو کہا: اے اللہ کے رسول! میں علم کی تلاش میں آیا ہوں، تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: طالب علم کو خوش آمدید، یقیناً طالب علم کو فرشتے گھیرے ہوتے ہیں اور اسے پروں سے سایہ کیے رہتے ہیں، پھر بعض پر بعض سوار ہو جاتا ہے حتی کہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کی علم کی (تلاش کی) محبّت کی وجہ سے۔''

احبابِ گرامی قدر......! ایسے شخص کی شان کے کیا کہنے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خوش آمدید کہہ کر اپنے قریب کریں اور ساتھ اس سعادت کا بھی ذکر

[1] المعجم الاوسط:693؛ جامع بیان العلم:472؛ سلسلہ صحیحہ:3317

کردیں کہ دین کے طالب علم کو رحمت کے معصوم فرشتے اپنے پروں کے ساتھ گھیرے ہوئے ہوتے ہیں...... اللہ اکبر!

انبیاء علیہم السلام کے اصل وارث

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا و رسل علیہم السلام تمام انسانیت سے افضل و اعلیٰ ہیں اور اہل علم انھی اعلیٰ ہستیوں کے سچے وارث ہیں جو ان کی وراثت علم دین کو ان کی طرح ہر شخص تک پہنچانے کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں۔ عہدے اور منصب کے لحاظ سے اگر علما کی شان کو دیکھا جائے تو انبیا و رسل علیہم السلام کا وارث ہونا کیا کوئی کم رتبہ ہے......؟ کتبِ تاریخ میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھار نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو کہتے: آپ تشریف رکھیں ابھی تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کو تقسیم کیا جائے گا، پھر آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کرتے اور فرماتے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات ہی آپ کی وراثت ہیں جو کہ آپ میں بیان اور تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ورثا کا تذکرہ کرتے ہوئے واضح فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ [1]

''علم والے ہی انبیاء کے وارث ہیں۔''

معزز سامعین کرام......!

کیا آپ کا جی نہیں چاہتا کہ آپ کے بچے بھی انبیا و رسل علیہم السلام کے وارث بن جائیں......؟ اور آپ کی اولادوں کو قیامت کے دن انھیں کے ساتھ اٹھایا جائے......؟

---

[1] ابوداود: 2641

انھیں کے ساتھ ان کا حشر کیا جائے......؟ اور انھیں کے سائے میں انھیں کے ساتھ ان کو جنّت میں مہمان بنایا جائے......؟

ان تمام عظمتوں اور سعادتوں کو حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے بچوں کے لیے دین کے علم کا انتخاب کریں اور ان کو انبیا ورسل علیہم السلام کا سچا وارث بنائیں۔

علم کی برکت سے رزق

شاید کہ آپ سمجھتے ہوں گے کہ اگر بچے کو مدرسے میں داخل کروا دیا تو دکان پر کام کون کرے گا......؟ ملازمت کے بعد بچے نے جو تنخواہ لانی تھی اس تنخواہ کا کیا بنے گا................؟ او......اللہ کے بندو! مال ودولت اور رزق کا مالک اللہ ہے، اپنے بچوں کو دین کے لیے وقف کرو، اللہ غیب سے مدد کرے گا اور رزق بھی عطا کرے گا۔

کیا آپ کو یاد نہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لیے آئے تھے تو غربت کا عالم یہ تھا کہ پہننے کے لیے ایک سوٹ بھی نہیں تھا، لیکن جب حدیث رسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی خدمت کی، آپ کی احادیث کو یاد کر کے اس پاکیزہ امانت کو آگے امت تک پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے دنیوی اعتبار سے اس قدر مالا مال کر دیا کہ انصار قبیلے میں ان سے زیادہ مالدار کوئی نہ تھا، سب سے زیادہ مال ان کے پاس تھا اور سب سے زیادہ صاحبِ اولاد بھی وہی تھے اور آپ حیران ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی نوازش اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ برکت کا عالم یہ تھا کہ ان کے باغ میں کچھ پھول ایسے کھلا کرتے تھے کہ جن سے کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی اور اس سے بڑھ کر صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث ہے آپ ملاحظہ فرمائیں:

كَانَ أَخَوَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ : يَحْضُرُ حَدِيْثَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَجْلِسَهُ) وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ ، فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ [فقَالَ: يارَسُوْلَ اللهِ (إِنّ هٰذَا) أَخِيْ لَا يُعِيْنُنِيْ بِشَيْءٍ] فَقَالَ ﷺ: لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ [1]

''نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں دو بھائی تھے، ان میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (علم سیکھنے) آتا تھا، اور ایک روایت میں ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور آپ کی مجلس میں (علم سیکھنے کے لیے) حاضر ہوتا تھا اور دوسرا کام کاج کرتا تھا، کام کرنے والے شخص نے علم سیکھنے والے بھائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت لگائی اور کہا: اللہ کے رسول! یہ میرا بھائی میرے ساتھ مالی معاملات میں کوئی تعاون نہیں کرتا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شاید کہ تجھے اسی کی وجہ سے رزق مل رہا ہو......؟ ''

سامعین کرام......!

اس حدیث سے آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ دین پڑھنے پڑھانے سے کام کاج اور کاروبار میں کیسی برکتیں ڈالتا ہے۔ اللہ اکبر

اور ہم نے اپنی زندگی میں تجربہ کیا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنی اولادوں کو اللہ کے دین کے لیے وقف کیا تو اللہ پاک نے اپنی رحمتوں اور برکتوں کے سب دروازے کھول دیئے اور ان کو طمانیت، روحانیت اور غنی النفس کے وہ خزانے عطا فرمائے کہ جو بڑے نصیب سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

---

[1] سلسلہ صحیحہ:2769

جنّت کے راستے پر

جو شخص علم دین سیکھنے کے لیے نکلتا ہے اس کی راہوں کو اللہ تعالیٰ نے جنّت کی راہیں قرار دیا ہے اور بعض روایات میں آتا ہے کہ طالب علم اور اہل علم کو حصول علم اور ابلاغ علم کی وجہ سے ایک ایک قدم کے بدلے جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

مجھے یاد آیا...... رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو میری مسجد میں علم حاصل کرنے کے لیے آتا ہے وہ اللہ کے ہاں مقام ومرتبہ کے لحاظ سے جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہے۔ [1] سبحان اللہ!

اور مزید آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ [2]

''جو علم کی تلاش کے لیے راہ پر چلتا ہے اللہ اس کے بدلے جنّت تک اس کے راستے کو آسان کر دیتے ہیں۔''

ان احادیث کی روشنی میں اگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں کہ انھوں نے ایک ایک حدیث کے لیے کئی کئی ہفتوں کے سفر کیے، محدثین کرام کے رحلاتِ علمیہ یعنی تلاشِ علم اور طلبِ حدیث کے لیے کیے گئے سفر اپنے اندر ایک الگ جہان رکھتے ہیں، اس کے لیے ایک الگ

---

[1] صحیح ابن حبان: 87

[2] صحیح مسلم: 2699

سے لمبا وقت چاہیے۔ بہر صورت چند ایک سفروں پر غور فرمائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قصاص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی سے ایک حدیث پہنچی جو کہ میں نے اس سے نہیں سنی، چنانچہ میں نے

فَابْتَعْتُ بَعِيْرًا فَشَدَدْتُ رَحْلِيْ ثُمَّ سِرْتُ إِلَيْهِ شَهْرًا حَتّٰى قَدِمْتُ مِصْرًا أَوْ قَالَ الشَّامَ

''پس میں نے ایک اونٹ خریدا، اپنا کجاوہ باندھا، پھر میں اس کی طرف ایک مہینے کا سفر کرتے ہوئے چلا، یہاں تک کہ میں اس کے پاس مصر یا شام میں پہنچا۔''

سامعین کرام......!

مقامِ غور ہے کہ صرف ایک حدیث کے لیے سواری خریدی، صرف ایک حدیث کے لیے اپنے گھر بار کو چھوڑتے ہوئے مہینے بھر کا سفر کیا اور سفر بھی آج جیسا نہیں تھا، اونٹ پر صحرا کا سفر تھا اور ایک حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے مہینے بعد مصر میں جا پہنچے، وہاں جا کر حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور کہا:

حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ تُحَدِّثُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ أَسْمَعْهُ فِي الْقِصَاصِ

''تیری طرف سے مجھ تک ایک حدیث پہنچی ہے جس کو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سن کر بیان کرتے ہیں اور میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا اور وہ حدیث قصاص کے متعلق ہے۔'' اللہ اکبر!

سامعین کرام......!

ذرا دل و دماغ حاضر اور جگر تھام کے صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے اگلے الفاظ پر غور کرنا، کہنے لگے: آپ قصاص کے متعلق حدیث بیان کرتے ہیں میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا اور

خَشِيْتُ أَنْ أَمُوْتَ قَبْلَ أَنْ أَسْمَعُ

''مجھے ڈر پیدا ہو گیا کہ کہیں وہ حدیث سننے سے پہلے مجھے موت نہ آجائے۔''

سیّدنا حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے جابر! میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت والے دن قصاص کے متعلق سنا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگوں کو اللہ کی بارگاہ میں بے یار و مددگار برہنہ حالت میں جمع کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: أنا الملک! ''میں بادشاہ ہوں'' أنا الدیّان......! ''میں بہت زیادہ حساب لینے والا ہوں'' کوئی جنّت میں جانے والا اس وقت تک جنّت میں نہیں جا سکتا اور کوئی جہنّم میں جانے والا اس وقت تک جہنّم میں نہیں جا سکتا، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے حق حقوق ادا نہ کر دے۔

اور اس دن قصاص کا معاملہ اس قدر سخت ہوگا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کو ناجائز تھپڑ رسید کیا ہوگا تو اس کا بدلہ بھی دلوایا جائے گا۔ [1] اللہ اکبر!

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ ایک حدیث سنی اور پھر کم و بیش ایک مہینے کا سفر کر کے واپس اپنی منزل پر پہنچے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور علم دین سے کتنی محبت تھی......؟

---

[1] مسند احمد: 3/495، مستدرک حاکم: 8715، مجمع الزوائد: 10/625

اور پھر حدیثِ رسول سے محبّت کا عالم دیکھیں کہ فرمایا: اے عبداللہ! مجھے خوف لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں میں حدیث سنے بغیر ہی نہ مرجاؤں۔

آپ غور فرمائیں......! کہ ہزاروں احادیث ایسی ہیں جو آپ نے ابھی تک نہیں سنی، وہ صحیح ہیں اور ایمان افروز بھی۔

ہم تو گھروں سے اٹھ کر محلّے کی مسجدوں میں بروقت نہیں پہنچتے، خطبہ جمعہ جو کہ عامۃ الناس کے لیے علم کا بہت بڑا ذریعہ ہے، اسے بھی ہم بروقت ادا نہیں کرتے، بلکہ اس کو بھی ہم ضائع کر دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ ہے کہ اللہ والے کس قدر شوق اور محبّت سے علم حاصل کرنے کے لیے سفر کیا کرتے تھے۔ آج تو ہمارے شہروں میں بیسیوں مدارس ہیں، سینکڑوں علما ہیں، لیکن اس کے باوجود ہماری اولادیں دین کی نعمت سے محروم ہیں......وہ دور تھا کہ ایک ایک حدیث کے لیے کئی کئی ماہ سفر کرنا پڑتا تھا۔

امامِ مکہ حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کئی ہفتوں پر مشتمل لمبا ترین سفر کر کے مصر پہنچے۔ وہاں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کا علم لینے جب مصر میں پہنچے تو ان کے گھر کا علم نہیں تھا، ان کے گھر کا ایڈریس معلوم کرنے کے لیے مصر کے گورنر مسلمہ بن مخلد کے ہاں پہنچے۔ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا سن کر فوراً اپنے گھر سے باہر نکلے اور معانقہ کرنے کے بعد کہنے لگا:

مَا جَآءَ بِكَ يَا أَبَا أَيُّوْبَ

''اے ابوایوب کیسے آنا ہوا......؟''

کون سی چیز آپ کو مصر میں لائی ہے......؟ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

رسول اللہ ﷺ سے میں نے ایک حدیث سنی تھی اور میرے علاوہ اس کو صرف اور صرف عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے سنا تھا، میں اس کی تحقیق کے لیے ان کو ملنے آیا ہوں۔

فَابْعَثْ مَنْ يَدُلُّنِيْ عَلٰى مَنْزِلِه

''میرے ساتھ کسی کو بھیج دو جو اس کے گھر تک میری رہنمائی کر دے۔''

چنانچہ اس نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک شخص کو روانہ کر دیا وہ آپ کو لے کر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچا اور جا کر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی آمد کا بتایا۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فوراً گھر سے باہر نکلے، معانقہ کیا اور فرمایا: ابوایوب! خیریت سے آمد ہوئی......؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک حدیث کے لیے آنا ہوا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث کو سنا تھا اور اس وقت کوئی اور صحابی موجود نہیں ہیں جس نے میرے اور تیرے علاوہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔ وہ حدیث بھلا کون سی ہے......؟ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کسی مومن آدمی پر اس کے ایسے عیب پر پردہ ڈالے کہ جس کی وجہ سے وہ رسوا ہو سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے پردہ ڈالنے والے شخص پر قیامت والے دن پردہ ڈالیں گے۔

جب حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث سنی تو انھیں بھی وہ الفاظ یاد آ گئے اور فرمایا: اے عقبہ! سچ کہا،

ثُمَّ انْصَرَفَ اَبُوْ أَيُّوْبَ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَرَكِبَهَا رَاجِعًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ [1]

[1] مسند احمد: 4/ 159، مصنف عبدالرزاق: 128/ 10، جامع بیان العلم، ابن عبدالبر: 102

''پھر حضرت ابوایوب اپنی سواری کی طرف گئے اور مدینہ لوٹنے کے لیے اس پر سوار ہو گئے۔''

آخر کیا وجہ تھی کہ یہ لوگ بیوی، بچوں والے تھے۔ ان کی بھی مالی ضروریات تھیں، لیکن وہ ایک ایک حدیث کے لیے کئی کئی ہفتوں کے سفر اور پھر صحرا کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر لیتے تھے۔ اللہ شاہد ہے یہ سارے کٹھن مراحل نہایت خندہ پیشانی سے وہ صرف اور صرف اس لیے طے کر جاتے تھے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم جنّت کی راہ پر ہیں اور یہی صعوبتیں مرنے کے بعد جنّت کی نعمتوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔

مرتے وقت اور مرنے کے بعد بلند رتبہ

ایک عالم دین اپنی زندگی میں جو مقام و مرتبہ حاصل کرتا ہے وہ آپ نے سن ہی لیا ہے...... اور آپ دیکھتے بھی ہیں کہ باکردار عالم دین کا لوگوں کے دلوں میں راج ہوتا ہے، لوگ ان کو اعلیٰ ترین کھانے کھلانا، آگے بڑھ کر ان کے جوتے اٹھانا، اپنے لیے بہت بڑی سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں، لیکن اس سے بڑھ کر میں ایک اور بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ عالم کی شان دیکھنی ہو تو اس کے جنازے کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسی خوش نصیبی اور سعادت کے ساتھ اپنے سفر آخرت کا آغاز کرتا ہے۔ ملک بھر سے اہل توحید، اہل قرآن، اہل حدیث، اہل سنّت اور اہل مساجد سمیت، ہر شعبے سے نیک اور صالح لوگ اس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں، اس کے لیے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے اپنے پیارے کو اللہ کی سپرد کر دیتے ہیں...... رب کبریا کی کبریائی کی قسم......! اس سعادت کا مقابلہ دنیا کی کوئی وزارت بھی نہیں کر سکتی......!

ہم نے بڑے بڑے دنیاداروں اور افسروں کے جنازے بھی دیکھے ہیں، ان کے جنازوں میں سوائے سود خور، حرام خور اور نافرمانوں کے اور کوئی بھی نہیں ہوتا۔ آپ یقین مان لیں......! سارے کے سارے شرکائے جنازہ گونگوں کی طرح کھڑے ہوتے ہیں، شاید کہ کسی ایک کو بھی نمازِ جنازہ کی دعائیں مکمل نہیں آتیں! لیکن اس کے مقابلے میں جنازے کے لمحات میں جب عالم دین کے لیے اللہ کے ہاں سفارش کی جاتی ہے تو شرکائے جنازہ بہتے ہوئے آنسوؤں سے اس کے لیے دعائیں کرنے کا منظر ایسا رقّت آمیز ہوتا ہے کہ ہر شخص کا جی چاہتا ہے کہ کاش! سامنے میری میت ہوتی اور پھر اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر ہماری تاریخ میں ایسے کئی ایک واقعات موجود ہیں جب نیک علما کے جنازے اٹھائے گئے تو ان کے جنازوں میں لوگوں کی کثرت کو دیکھ کر کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اور پھر قبر میں جانے کے بعد عالم دین کے لیے اجر و ثواب کا ایک عظیم سلسلہ جاری ہو جاتا ہے جو قیامت سے قبل کسی صورت بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ قبر کی سپرد ہونے والے عالم دین کے روحانی بیٹوں اور شاگردوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ ہر پل اسے نیکیاں پہنچتی رہتی ہیں۔ مثال کے طور پر ماضی قریب میں ہماری جماعت کے ایک بہت بڑے عالم دین حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں، جو کہ بہت بڑے شیخ الحدیث اور ممتاز عالم دین تھے۔ اس وقت بلا مبالغہ کم از کم پاکستان میں کوئی ایسا اہل حدیث عالم نہیں جو بلا واسطہ یا بالواسطہ ان کا شاگرد نہ ہو۔ اور ان کے بلاواسطہ اور بالواسطہ شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں نہیں، بلکہ لاکھوں میں ہے۔ حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خوش نصیبی یہ ہے کہ ان کو ہر شاگرد کی نیکیوں میں سے دن رات مکمل حصہ پہنچ رہا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

کیا سعادت اور خوش نصیبی ہے......! کیا کسی ملک کا بادشاہ اس عظمت اور سعادت کو پہنچ سکتا ہے......! اللہ کی قسم......! اپنے بچوں کو باعمل عالم دین بنائیں، وقت کا وزیر اعظم اور بڑے سے بڑا افسر بھی باعمل عالم دین کی خاک کی عظمت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا اور امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ إِنْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ، صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوا لَهُ [1]

''جب انسان مرجاتا ہے تو سوائے تین اعمال کے اس کے سب عمل ختم ہو جاتے ہیں۔ صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ لیا جارہا ہو یا نیک بچہ جو اس کے لیے دعا کر رہا ہو۔''

اس حدیث کی روشنی میں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک عالم دین اپنی پوری زندگی میں اتنی نیکیاں اکٹھی نہیں کر پاتا جو نیکیاں اس کو قیامت والے دن اپنے شاگردوں کی طرف سے ملیں گی۔ اور یہی کسی عالم دین کی سب سے بڑی کامیابی اور سعادت ہے اور اگر آج ہمارے علما، طلبا اور خطبا اپنے اس عظیم اور مبارک انجام کو سامنے رکھیں تو انھیں کسی چیز کی فکر نہ رہے......افسوس ہے! ایسے لوگوں پر جو علم و فضل کی مسندوں پر فائز ہیں لیکن دنیا کے مال اور حرص و ہوس نے انھیں بے چین کر رکھا ہے۔

علما کے لیے درجات ہی درجات

اہل علم کا درجہ صرف دنیا میں ہی اونچا نہیں، بلکہ وہ اللہ کی جنت میں بھی اللہ

---

[1] صحیح مسلم: 1631

کے نبیوں کے ساتھ ہوں گے، بلند و بالا درجات پر فائز کیے جائیں گے، انبیاء و رسل کے ساتھ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ وہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے سچے وارث ہیں، انھیں کے منہج اور مشن پر زندگیاں قربان کرنے والے ہیں اور علما کو ہی بشارت دیتے ہوئے اللہ کا قرآن ارشاد فرماتا ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ [1]

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔''

اور ایک مشہور حدیث تو آپ کئی بار علمائے کرام سے سماعت فرما چکے ہیں کہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اور قرآن پاک کو پڑھنے پڑھانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنّت میں داخلے کے بعد اعلان فرمائیں گے:

اِقْرَأْ وَارْتَقِ ''پڑھتا جا اور جنّت کی بلندیاں چڑھتا جا'' جہاں پہنچ کر والنّاس کی سین آئے گی وہی تو تیرا جنّت میں بلند و بالا مرتبہ ہوگا۔

احبابِ گرامی قدر......!

اس پُرفتن دور میں کہ جب مدارس کے خلاف، علما کے خلاف صرف نجی سطح پر ہی نہیں، بلکہ حکومتی اور بین الاقوامی سطح پر بہت بڑی سازش ہو رہی ہے۔ ایسے حالات میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے بچوں کو اللہ کے دین کے لیے وقف کریں، دینی مدارس کو آباد کریں، اپنے ایک بچے کو عالم دین بنانے کا سادہ مطلب یہ

[1] المجادلہ:11

ہے کہ آپ نے صرف اسی کے دونوں جہاں نہیں سنوارے، بلکہ آپ نے اپنے لیے بھی اجر وثواب کی ایسی فیکٹری اور مل لگالی ہے کہ جس سے آپ کو قیامت تک اجر وثواب ملتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

هذا ما كان عندی

والله تعالى اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

خطبہ عیدالفطر

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ❶

''رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اُڑاؤ۔''

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ❷

''تو اہل قرابت اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق دیتے رہو۔ جو لوگ رضائے خدا کے طالب ہیں یہ اُن کے حق میں بہتر ہے۔ اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں۔''

❶ بنی اسرائیل:62
❷ الروم:38

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ...... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رمضان المبارک کے قیام وصیام کے بعد ہم نے نمازِ عید الفطر ادا کرلی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری رمضان المبارک میں کی ہوئی عبادات اپنی رحمت سے قبول کرے اور ہمیں ان کا کئی گنا اجر عطا فرمائے۔ آمین

آج کے دن کے حوالے سے دین کی روشنی میں نہایت ضروری بات کرنی ہے۔ آپ پوری توجہ سے سماعت فرمائیں۔

① ...... فیملی اور بچے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اور اس نعمت کا سوال انبیاء ورسل علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ سے کرتے رہے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے تو ہمیں اس کی بہت زیادہ قدر کرنی چاہیے اور اس نعمت کی قدر یہی ہے کہ ہم اپنی فیملی اور اپنے بچوں کے تمام حقوق ادا کرتے ہوئے ان کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھیں اور ان سے پیار محبت والا حسن وسلوک کریں۔

اور یاد رکھو......! ہمارے اردگرد اور ہمارے محلّے میں کئی ایسے گھرانے اب بھی موجود ہیں کہ جن کے پاس اولاد نہیں ہے......اور ایسے گھرانے بھی بے شمار ہیں کہ جن کے پاس بیوی، بچے اور اولاد تو موجود ہے، مگر وہ بیمار ہیں......

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کے پاس بیوی بچے تو موجود ہیں لیکن وہ خود ان سے ہزاروں میل دور پردیس میں بیٹھے ہوئے ہیں......اور تقریباً ہر گلی میں ایسے گھر موجود ہوں گے جن کے پیارے بچے اس جہانِ فانی کو چھوڑ چکے ہیں اور انھوں نے ہمیشہ کے لیے اپنے ماں باپ کی دہلیز کو اداس کر دیا ہے۔

پیارے مسلمان بھائیو......! جب اللہ تعالیٰ کی ہم پر اس قدر زیادہ رحمتیں ہیں کہ فیملی اور بچے ہمارے پاس ہیں، وہ صحت مند ہیں اور وہ ہم سے دور بھی ہیں تو پھر ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ پیار محبّت سے پیش آئیں اور ان کی خوشیوں کو پورا کریں۔ ہمارے دین اسلام میں بال بچوں پر خرچ کرنا اور فیملی کی ضروریات کو پورا کرنا بھی اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔ صرف نماز، روزہ اور حج ہی عبادت نہیں، بلکہ والدین اور بیوی بچوں کے ساتھ نرم بول بولنا اور ان پر رزق حلال خرچ کرنا بھی اعلیٰ درجے کی مقبول عبادت ہے۔

آج کے خطبہ عید الفطر میں اس سلسلے میں صرف تین صحیح احادیث سماعت فرمائیں۔ اس کے بعد دعا کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ

کائنات کا بہترین انسان:

جو شخص اپنی فیملی اور بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے اسلام نے اس کو کائنات کا بہترین شخص قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید پڑھنے پڑھانے والا بھی بہترین اور خوش نصیب انسان ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اہل

خانہ کے ساتھ پیار و محبت کرنے والے شخص کو بھی بہترین مسلمان قرار دیا ہے۔

امّ المومنین سیّدہ عائشہ سلام اللہ علیہا بیان کرتی ہیں کہ امام الانبیاء، خاتم المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ [1]

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے لیے بہت بہتر ہوں۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مال کی کثرت اور اونچے عہدے ہونے کی وجہ سے انسان بہترین اور اعلیٰ ترین نہیں بنتا، بلکہ نبوی فیصلہ کے مطابق بہترین اور اعلیٰ ترین انسان وہ ہے جو اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے اپنی فیملی اور بچوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور ان کے ساتھ پیار و محبّت کرتا ہے۔

سب سے زیادہ اجر:

رزقِ حلال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہت بڑا نیک عمل ہے، لیکن آپ حیران ہوں گے کہ اس رزقِ حلال کا سب سے زیادہ اجر و ثواب اس کا ہے جو رشتہ داروں، فیملی اور اپنے بچوں پر خرچ کیا جائے۔ مندرجہ ذیل حدیث پر پوری توجہ سے غور فرمائیں تو یہ بات اچھی طرح سمجھ آتی ہے کہ والدین اور بال بچوں پر خرچ کرنا کس قدر اجر و ثواب کا کام ہے۔ امام حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِيْ رَقَبَةٍ

[1] جامع الترمذی: 3895

وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِيْنٍ وَ دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا أَلَّذِىْ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ [1]

''ایک دینار تو اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار تو اس کو گردن آزاد کر دینے میں خرچ کرے اور ایک دینار تو اس کو مسکین پر خرچ کرے اور ایک ایسا دینار تو اس کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے (یہ دینار) ان تمام خرچ کیے گئے دیناروں سے اجر کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔'' ......اللہ اکبر

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ گھر والوں کی ضروریات کو پورا کرنا اور اہل خانہ پر خرچ کرنا ضائع نہیں جاتا، بلکہ اجر و ثواب کے لحاظ سے یہ عمل دیگر صدقات و خیرات سے زیادہ اجر و ثواب والا ہے۔ اس لیے دل کھول کر اور فضول خرچی سے بچ کر اپنے گھر والوں پر خرچ کریں، ان کو اچھا کھلائیں، پلائیں اور پہنائیں ......اس سے کاروبار میں برکت بھی ہوگی اور اجر و ثواب میں اضافہ بھی ہوگا۔ جن لوگوں کے پیچھے والدین فیملی اور بچوں کی سچی دعائیں ہوتی ہیں اللہ پاک ان کو کبھی نامراد نہیں لوٹاتا۔

میدان جہاد میں نکلے ہوئے مجاہد کے برابر ثواب:

آپ اندازہ فرمائیں کہ ہمیں ہمارے والدین اور بیوی بچوں کی وجہ سے کس قدر شان اور مقام حاصل ہوتا ہے کہ جو شخص فیملی اور بچوں کے لیے رزق حلال کمانے گھر سے باہر نکلتا ہے، جب تک وہ گھر واپس نہیں لوٹتا اللہ پاک اس کو ایک ایک قدم کے بدلے وہی ثواب عطا فرماتے ہیں جو میدان جہاد میں نکلے ہوئے مجاہد کو عطا کیا جاتا ہے۔

[1] صحیح مسلم: 995

امام ہیثمی ﷫ نے اپنی کتاب مجمع الزوائد میں ایک صحیح حدیث کو نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ﷡ تشریف فرما تھے کہ قریب سے ایک طاقتور نوجوان صحابی کا گزر ہوا، تو صحابہ کرام ﷡ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اس نوجوان کو تو میدانِ جہاد میں ہونا چاہیے...... یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور دشمنانِ دین کو جہنّم رسید کرے۔ ابھی یہ گفت وشنید کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: یہ شخص کہاں جارہا ہے......؟ صحابہ ﷡ نے کہا: اپنے بیوی بچے اور والدین کے لیے محنت مزدوری کرنے جارہا ہے...... کمائے گا، پھر لاکر اپنے بچوں کو رزق حلال کھلائے گا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ جواب سنا تو ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ! اگر یہ رزق حلال کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلا ہے اور وہ رزقِ حلال سے اپنے گھر والوں کی کفالت کرنے والا ہے تو یاد رکھو......! یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہی ہے۔

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ رزقِ حلال کے لیے سفر کرنا، دن بھر دکان پر بیٹھنا یا کہیں ملازمت کرنا یہ عمل بذاتِ خود بہت بڑا نیک اور مبارک عمل ہے۔ بس کوشش یہ کیا کریں کہ ملازمت اور تجارت میں خیانت کی آمیزش نہ ہو۔

ایک دفعہ امّ المومنین سیّدہ امّ سلمہ ﷞ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول! جو میری بچے ابوسلمہ سے ہیں اگر میں ان پر مال خرچ کروں تو کیا مجھے اجر ملے گا......؟ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ وہ آوارہ پھرتے رہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے امّ سلمہ......!

نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ [1]

---

[1] صحیح البخاری: 3/328 ، مع فتح الباری؛ صحیح مسلم: 1001

''ہاں تیرے لیے ہر اس چیز کا اجر ہے جو تو نے ان پر خرچ کیا۔''

اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کہا:

وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِي امْرَاَتِكَ . [1]

''بلاشبہ اللہ کی رضا کے لیے تو جو بھی خرچ کرتا ہے اس کا اجر دیا جاتا ہے حتی کہ جو تو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔''

اس موضوع پر رسول اللہ ﷺ کی متعدد روایات موجود ہیں جن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ بیوی بچوں سے پیار کرنا اور ان کو اچھا کھلانا، پلانا یہ بھی اعلیٰ درجے کی عبادت اور نیکی ہے۔

گنہگار ہونے کیلئے یہی کافی:

ذی وقار سامعین کرام......! آپ خوبصورت لباس پہنے ہوئے ہیں اور ہر لحاظ سے خوبصورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب صورت اور خوب سیرت عطا فرمائی ہے اور آج کا دن، یعنی ''عید الفطر'' کا مبارک دن بھی ہر لحاظ سے خوب صورت ہے۔ اپنے بچوں سے پیار کریں اور بالخصوص ان خوبصورت لمحات میں اپنے بیوی بچوں اور والدین کے جذبات کا خصوصی لحاظ رکھیں۔

وگرنہ یہ بات آج اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ صرف ڈاکو، چور ہی گنہگار نہیں ہوتے، زانی، شرابی ہی گنہگار نہیں ہوتے، بلکہ ایسا شخص بھی سخت گنہگار ہے جو اپنے اہل وعیال پر ناحق ظلم کرتے ہوئے ان کے جذبات کو مجروح کرے اور ان کی

---

[1] صحیح البخاری: مع الفتح 3/165؛ صحیح مسلم: 1628

ضروریات کا خیال نہ رکھے۔

اس سلسلے میں سنن ابی داوٗد اور صحیح مسلم کی ملتی جلتی دو روایات ہمیشہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوْتُ [1]

''آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جن کی کفالت کا ذمہ دار ہے ان کے حقوق کو ضائع کر دے۔''

اور دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ

كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهُ

''آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جن کے اخراجات کا ذمہ دار ہے ان سے اپنا ہاتھ روک لے۔''

ان روایات سے آپ اندازہ لگائیں کہ بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی میں اور ان کے واجبی اخراجات پورے نہ کرنے میں کس قدر زیادہ حرج ہے اور کتنے بڑے گناہ کا کام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو اپنے اہل وعیال کے لیے رحیم وکریم بنائے اور ہمارے بال بچوں کو ایمان اور صحت والی لمبی زندگیاں عطا کرے...... اب آپ گھروں میں جائیں اپنے پیاروں کو سینے سے لگائیں اور محبت بھرے انداز اور الفاظ سے سب کو اپنے قریب کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

---

[1] سنن ابی داوٗد: 1692

خطبہ عیدالاضحیٰ

عیدِ قربان کا پیغام

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ [1]

''(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میری موت سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام ..... سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

---

[1] الانعام:263

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج عیدالاضحیٰ قربانی کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے نمازِ عیدالاضحیٰ سنّت کے مطابق اوّل وقت میں ادا کر لی ہے۔ اور ابھی ہم تھوڑی دیر بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ کی رضاجوئی کے لیے اپنے جانوروں کو بھی قربان کرنا ہے اور قربانی صرف جانور کی نہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو پورے کا پورا اسلام ہی قربانی ہے...... آپ یوں کہہ لیں کہ اسلام نام ہی قربانی کا ہے۔

اسلام بھی قربانی ہے:

اسلام کا سادہ مطلب یہی ہے کہ اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے کر دینا اور پوری بصیرت اور جرأت کے ساتھ اعلان کر دینا کہ میں دنیا جہان کے پریشر کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہو چکا ہوں...... میرا پورا وجود رب رسول کے حوالے ہے...... تو کیا خیال ہے یہ کوئی چھوٹی قربانی ہے......؟ اللہ کی قسم......! بہت بڑی قربانی ہے۔

ایمان بھی قربانی ہے:

ایمان، یہ نظریات اور آوارہ افکار کی قربانی ہے کہ انسان دل و دماغ کی قربانی پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جو کچھ دماغ سوچتا ہے اور دنیا کے فلاسفر عقل کی بنیاد پر جو کچھ کہتے ہیں وحی کے مقابلے میں وہ سب کچھ غلط ہے، برحق بات صرف اور صرف اللہ کی ہے اور اللہ کے رسول کی ہے...... اللہ کی بات اور رسول اللہ ﷺ کی

پیش گوئی عقل میں سمائے یا نہ سمائے مومن آدمی ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد کو قبول کرتا ہے اور ایسا ایمان بذاتِ خود بہت بڑی قربانی ہے۔

نماز بھی قربانی ہے:

مشہور قول ہے: الصلاۃ قربان کل تقی ''نماز ہر متقی کی قربانی ہے'' ایک نمازی آدمی حالتِ نماز میں سر سے لے کر پاؤں تک اپنے سارے وجود کو اللہ کے سامنے جھکا دیتا ہے...... اس کے سامنے بچھ کر ثابت کرتا ہے کہ میرا کچھ نہیں ہے، سب کچھ میرے رب کا ہے...... نمازی آدمی سردی اور گرمی کی بھی پروا نہیں کرتا، بلکہ تھکا ماندہ بھی اللہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا یہ چھوٹی قربانی ہے......؟

زکوٰۃ بھی قربانی ہے:

زکوٰۃ مال کی قربانی ہے کہ انسان تجارت خود کرتا ہے۔ دن رات کاروبار میں اپنے آپ کو کھپا دیتا ہے لیکن جب اس کا مال زکوٰۃ کو پہنچ جاتا ہے تو اس میں سے بالخصوص اڑھائی فیصد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم آجاتا ہے کہ یہ مال تیرا نہیں، بلکہ تیرے محلے کے محتاجوں اور غریبوں کا ہے...... حالانکہ مال کمایا اس نے خود ہے، جمع اس نے خود کیا ہے لیکن پھر بھی وہ فرض سمجھ کر اللہ کی راہ میں زکوٰۃ دیتا ہے تو کیا خیال ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کوئی چھوٹی قربانی ہے......؟

روزہ بھی قربانی ہے:

مشہور قول ہے: لکل شیء زکوۃ وزکوۃ الجسد الصوم ''ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ سارا دن اللہ کے پیار میں بھوکا رہنا...... اس سے بڑھ کر قربانی کیا ہو سکتی ہے......؟ اللہ کی طرف سے حکم آتا ہے: اے میرے بندے! اپنے

جسم کو بھوکا رکھ...... کھانے پینے اور اپنی خواہشات کو چھوڑ اور میرا ہو جا...... تو ایک سچا مسلمان اللہ کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے اذانِ فجر سے لے کر اذانِ مغرب تک سولہ گھنٹے بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ کیا یہ معمولی قربانی ہے......؟

شہادت بھی قربانی ہے:

یہ مندرجہ بالا چند چیزیں بطورِ نمونہ ہم نے بیان کی ہیں کہ اسلام نام ہی قربانی کا ہے کہ انسان اللہ کے پیار کو پانے کے لیے اپنی زندگی کا ذرہ ذرہ، لمحہ لمحہ اور سانس سانس لوٹا دیتا ہے اور پھر آخر میں سب سے بڑی قربانی تو جان کی قربانی ہے کہ ایک مجاہد اللہ کے راستے میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی قربان کر دیتا ہے۔ اور اس قربانی کا اتنا اجر ہے کہ شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پہ بعد میں گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی بھر کے گناہ پہلے معاف فرما دیتے ہیں۔

اصل مقصد کیا ہے......؟

مندرجہ بالا تمام باتیں بیان کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ آپ جانوروں کی گردن پر چھری پھیر کر یا اپنے اونٹوں کو نحر کرنے کے بعد یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ اب ہم نے قربانی کر لی ہے اور ہم آزاد ہو چکے ہیں...... بلکہ آپ جانور کی قربانی کے بعد ہر لمحہ اپنے وجود سمیت اپنی ہر چیز کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائیں تو یہ عیدِ قربان آپ کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے آتی ہے کہ اپنی تمام پسندیدہ چیزوں کو اللہ کی راہ میں قربان کر دو...... اس عیدِ قربان کے چند ایک پیغامات ہیں۔

آیئے......! ان پیغامات میں سے عیدِ قربان کے پانچ پیغام میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1...... پیغامِ توحید

عیدِ قربان کا پہلا پیغام ''پیغامِ توحید'' ہے۔ ہر مسلمان جب اپنے جانور کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹاتا ہے تو اس کا مقصد صرف اور صرف ایک ہی ہوتا ہے کہ میں یہ جانور اللہ کی رضا جوئی کے لیے ذبح کر رہا ہوں اور میرا اللہ اس کے بدلے مجھ پر خوش ہو جائے۔ جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ [1]

''(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں۔''

اس آیت میں واضح حکم ہے کہ جانور کی قربانی صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے، بلکہ قرآن پاک کے تیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور حکم ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔ آپ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور نحر کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔''

---

[1] الانعام:263

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکی دور میں بشارت سنائی تھی کہ قریش مکہ آپ پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے آپ کے نام کے مٹ جانے کی دھمکیاں دیتے ہیں...... ایسا کبھی نہیں ہوگا، ہم نے تو آپ کو دنیا اور آخرت کی ہر خیر عطا کر دی ہے۔ اب آپ شکر کے طور پر دو کام کرتے رہیں، آپ کا دشمن ہی جڑ سے کٹ جائے گا۔ وہ دو کام کون سے ہیں:

1 ......نماز قائم کرو

فرائض کے ساتھ ساتھ سنن اور نوافل کی پابندی کریں۔ سرتاپا اپنے رب کے سامنے اکثر اوقات جھکے رہا کریں۔

2 ......نحر کرو

یعنی اللہ کے لیے اونٹوں کو نحر کرو...... گائے اور بکری کو ذبح کیا جاتا ہے لیکن اونٹ کو نحر کرنا سنّت ہے۔ صحیح البخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سنن ابی داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نحر سے متعلق واضح روایات موجود ہیں اور نحر کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کا اگلا بایاں گھٹنا باندھ کر اس کو تین ٹانگوں پر کھڑا کریں، تکبیر پڑھیں، پھر تیز دھاری دار آلے کو اس کی گردن کے نیچے گھونپ دیں۔

قریشِ مکہ اپنے بتوں کے نام کے جانور ذبح کرتے اور اونٹ نحر کرتے تھے اس کے ذریعے وہ اپنے بتوں اور بزرگوں کا قرب حاصل کیا کرتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا حکم دیا کہ آپ نے جب بھی اونٹ نحر کرنا ہے یا کسی جانور کو ذبح کرنا ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ کی راہ میں اللہ کی خوشنودی کے لیے ذبح کرنا ہے۔

ذی وقار سامعین کرام......! عیدِ قربان کا پیغام، پیغامِ توحید بھی ہے۔ ہر

فرقے کے مسلمانوں نے ذبح کرتے ہوئے اور نحر کرتے ہوئے بسم اللہ واللہ اکبر ہی پڑھا ہے اور قربانی سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا قرب ہی تلاش کیا ہے...... لیکن نہایت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ بہت سارے لوگ قربانی کے بعد درباروں، مزاروں پر بزرگوں کا قرب تلاش کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم درباروں اور مزاروں پر جا کر جانور ذبح کرتے ہوئے بزرگوں کا قرب تلاش کریں گے اور وہ ہم پر خوش ہوں گے تو اس سے ہمارے مال وجان میں برکت ہوگی...... یاد رکھو کعبہ کے رب کی قسم......! درباروں مزاروں پر بزرگوں کی خوشنودی کے لیے جانور ذبح کرنا بدترین شرک ہے اور ایسے شخص پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے۔ صحیح مسلم میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ [1]

''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا۔''

ذبح کے وقت تکبیر پڑھ کر بھی اگر مقصد کسی پیر، فقیر کو خوش کرنا ہے تو وہ غیر اللہ میں ہی شامل ہے۔ یہاں پر ایک بات یاد رہے کہ کئی چالاک یا نادان مولوی اپنے اُلو سیدھا کرنے کے لیے لوگوں کو جھانسا دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر مہمان کے لیے جانور ذبح کرنا جائز ہے تو پیر، فقیر اور ملنگ کے لیے دربار پہ جانور ذبح کرنا جائز کیوں نہیں......؟ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ درباروں مزاروں اور میلوں ٹھیلوں پر جانور ذبح کرنے کی ممانعت صریح احادیث میں بھی موجود ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ مہمان کی خدمت اللہ کا حکم سمجھ کر کی جاتی ہے۔ اللہ کو خوش کرنے کے لیے مہمان کے لیے جانور ذبح کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے

[1] صحیح مسلم:1978

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت اور عین دین ہے۔ لہٰذا مہمانوں کے لیے ذبح کیے گئے جانور سے درباروں مزاروں میں یا گیارہویں والے پیر کے نام پر جانور ذبح کرنے کی دلیل لینا کسی صورت بھی جائز نہیں ہے اور اس حوالے سے میں ایک اور بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ صرف عیدِ قربان پر ہی جانور ذبح نہ کیا کریں، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ تو ہر ہفتے یا ہر مہینے اللہ کی راہ میں کوئی نہ کوئی جانور ذبح کرتے رہا کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ بیشمار برکتیں عطا کرتا ہے اور بہت سی آنے والی آفتوں اور مصیبتوں کو ہمیشہ کے لیے ٹال دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی کثرت سے اللہ کے راستے میں جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ اگر سنن ابی داوٗد کی ایک حدیث کو سامنے رکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً ہر دوسرے دن اللہ کی راہ میں جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی عید کے موقع پر اور حج کے موقع پر اور عام دنوں میں بھی بڑی کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جانور ذبح کیا کرتے تھے۔

آج کل لوگوں کی توجہ اس مبارک عمل کی طرف نہ ہونے کے برابر ہے۔ اللہ کے لیے اس عمل کو پلّے باندھیں اس سے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت زندہ ہوگی وہاں اللہ تعالیٰ آپ کو بے شمار رحمتوں اور برکتوں سے بھی نوازیں گے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ [1]

”(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میری موت سب

[1] الانعام:263

اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں،،

2 ...... پیغامِ اتباع

عیدِ قربان کا دوسرا پیغام ''پیغامِ اتباع'' ہے۔ یعنی عیدِ قربان ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مکمل اتباع اور پیروی کا پیغام دیتی ہے۔ جس طرح قربانی کرتے ہوئے تمام فرقوں کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں اسی طرح زندگی کے ہر معاملے میں غمی ہو یا خوشی رسول اللہ ﷺ کی مکمل پیروی کرنی چاہیے۔

اگر ہم عیدِ قربان کے اس دوسرے پیغام کو سن سمجھ کر اس پر عمل کر لیں تو ہمارے ملک سے لمحہ بھر میں پوری فرقہ واریت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ قربانی کے وقت ہر مسلمان نے رسول اللہ ﷺ کی مکمل پیروی کی ہے۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلتے ہوئے عیبوں سے پاک جانور ذبح کیا ہے...... ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھی ہے اور جانور کو نمازِ عید کے بعد ذبح کیا اور پھر اس کو فقرا میں تقسیم بھی کیا ہے اور ہر قربانی کرنے والے شخص نے جانور قربان کرنے کے بعد اپنے ناخن تراشے اور بال کاٹے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں کیا......؟ صرف اور صرف اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے، آپ کی پیروی ہے، آپ نے نقشِ قدم پر چلنا ہے، آپ کے ارشادات کی اطاعت کرنی ہے اور اسی پر قرآن بھی بشارت دیتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [1]

---

[1] آل عمران:31

”(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔“

قربانی کی طرح اذان بھی ایسے کہیں جیسے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوتی تھی...... اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان سے پہلے صلاۃ نہیں پڑھی جاتی تھی تو آج کا مسلمان کیوں پڑھتا ہے......؟ رسول اللہ ﷺ نے اذان کے بعد صلاۃ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے......؟ یہاں پر اتباع کیوں نہیں......؟ یہاں پر پیروی کا جذبہ کہاں چلا جاتا ہے......؟ پھر اسی طرح زندگی کے ایک ایک لمحے کو دیکھیں، ایک ایک عبادت کو دیکھیں اور غور کریں کہ ہم اپنی فقہ یا اپنے محلے کے مولوی کے پیچھے چل رہے ہیں یا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں......؟

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم عیدِ قربان کے اس پیغام کو اچھی طرح سمجھ لیں تو ہمارے سارے مذہبی جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔

یاد رکھو......! عیدِ قربان کا پیغام ”پیغام اتباع بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(3)...... پیغامِ نفاست

عیدِ قربان کا تیسرا پیغام ”پیغامِ نفاست“ بھی ہے اور نفاست کا معنی یہ ہے کہ اچھی اور پاکیزہ چیز اللہ کی راہ میں خیرات کی جائے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسی جانور اور اسی صدقے کو قبول فرماتے ہیں جو دل کے پاکیزہ جذبات سے ہو اور جو چیز دی جا رہی ہے وہ بھی صاف ستھری اور پاکیزہ ہو۔ جیسا کہ ہر شخص نے جانور خریدتے

ہوئے نفاست کا مکمل خیال رکھا ہے۔کسی بھی مسلمان نے کان کٹے، کانے یا کمزور جانور کی قربانی نہیں کی۔اپنی اپنی طاقت کے مطابق صحتمند اور خوبصورت جانور اللہ کی راہ میں قربان کیا ہے۔ہم سب کو یہی اصول عام صدقات وخیرات میں ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ ہم اللہ کی راہ میں وہ چیز دیں جو حد درجہ پاکیزہ اور نفیس ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی اصول کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ [1]

(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمھیں عزیز ہیں (راہِ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔"

آپ حیران ہوں گے کہ ہم پر بہت آسانی کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جانوروں کی قربانی قبول کرتا ہے وگرنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تو ساری دنیا اور سارا سرمایہ ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ساری زندگی دعائیں مانگ مانگ کر یہ شہزادہ حاصل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی نفیس شہزادے کو ذبح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بغیر کسی چوں چراں کے ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔جب ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایسے تاریخ ساز جملے کہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آج میں ان کلمات کو امت کے نوجوانوں کے ماتھے پر لکھ دوں۔فرمایا:

قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ

[1] آل عمران:92

اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ❶

''انہوں نے کہا کہ ابا جان جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجیے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔''

آپ اندازہ فرمائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کس قدر پکے اور سچے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ اللہ اکبر

اللہ کے ساتھ سچے اور پکے پیار کا پتا کرنا ہو تو اس کے لیے اپنی خیرات اور صدقات کا جائزہ لیا کریں۔ اگر تو آپ نفیس سے نفیس اور عمدہ سے عمدہ چیز اللہ تعالیٰ کے راستے میں لٹا دیتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کے سچے اور پکے محبّ ہیں۔ بصورتِ دیگر تو صرف زبانی دعوے ہی ہیں کہ جن کا فائدہ کم ہی ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث کے بیشمار دلائل ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے قیمتی سے قیمتی باغات اور خوبصورت نوجوان بیٹے اللہ کے راستے میں دل کی خوشی سے قربان کر دیئے۔ آج پوری دنیا اور پوری امت ان پاکباز صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے ہر وقت رحمت ومغفرت اور جنّت میں رفع درجات کی دعا کرتی ہے۔

❹ ...... پیغامِ ایثار

عیدِ قربان کا چوتھا پیغام ''پیغامِ ایثار'' ہے۔ آپ نے اپنے رزقِ حلال سے جانور خرید کر اس کو ذبح کیا اور اس کو ذبح کرنے کے بعد اپنے قرب وجوار میں اپنے حاجتمندوں کو گوشت کھلایا۔ جب آپ گوشت تقسیم کر رہے تھے تو اس وقت عیدِ قربان زبانِ حال سے یہی پیغام دے رہی تھی کہ اے بندۂ مومن......! ساری زندگی ایسے

❶ الصافات:102

ہی بسر کرنا...... ساری زندگی ایسے ہی دوسروں کا خیال رکھنا...... ساری زندگی ایسے ہی دوسروں کو اچھا کھلانا پلانا...... آج میری بات کان کھول کر اچھی طرح سن لو! جانور ذبح کرنے کے بعد اور غربا میں تقسیم کرنے کے بعد جس شخص کے دل میں جذبہ ایثار پیدا نہیں ہوا اس کو بھی کما حقہ عیدِ قربان کا فائدہ نہیں ہوا۔

اے اللہ کے بندو......! جن کے تم وارث ہو، انھوں نے تو اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ اسی لیے تو قرآن کہتا ہے:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [1]

اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص حرص نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے لوگ مراد پانے والے ہیں۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان دراز کرنے والو......! آج کہیں صحابہ جیسا ایمان تو پیش کرو......؟ کوئی کسی کو اللہ کے لیے درتو در کنار ایک انچ جگہ دینے کو تیار

[1] الحشر: 9

نہیں، وہ انصار صحابہ ہی تھے جنھوں نے اپنے مہاجرین کے لیے ہر شئے قربان کردی۔
اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عید قربان کا پیغام ''پیغامِ ایثار'' سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

5 ...... پیغامِ شکر

عیدِ قربان کا پانچواں پیغام ''پیغامِ شکر'' بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کئی قربانیاں کرنے کی توفیق دی ہے تو ہم اس پر اترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ یا الٰہ العالمین! میں گنہگار اس قابل تو نہیں تھا، لیکن تیرا شکر ہے تو نے مجھ جیسے نکمے اور گنہگار شخص کو اپنی راہ میں جانور ذبح کرنے کی توفیق عطا فرمائی یا قربانی کے جانور میں حصہ ڈالنے کی توفیق بخشی...... اس پیغام کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [1]

''ہم نے ان کو تمہارے زیر فرمان کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔''

بڑے بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنی قربانیوں پر تکبر کرتے ہیں۔ جانور ذبح کرنے کے بعد فخر وغرور اور ریا کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سب کچھ کر کے بھی کچھ نصیب نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عیدِ قربان کے اس آخری پیغام کو بھی اچھی طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆ ❋ ☆ ❋ ☆ ❋ ☆

[1] الحج: 36

علمی، تحقیقی اور اصلاحی مضامین کی بارش

تمام مضامین من گھڑت واقعات اور غیر ثابت روایات سے مکمل پاک ہیں۔

خوشبوئے خطابت

1- اخلاص کی اہمیت وفوائد

2- اخلاص اور مخلص لوگوں کی نشانیاں

3- موجودہ حالات اور استغفار کی اہمیت

4- استغفار سے حالات بہتر ہوتے ہیں۔

5- فوائد استغفار وکلماتِ استغفار

6- دنیا وآخرت کے دکھوں کا علاج

7- عبادت میں شوق کامیاب زندگی کا قیمتی راز

8- آپ اور آپ کی کتابِ زندگی

9- مسنون دعاؤں کی برکات

10- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکم کی اہمیت وبرکت

11- شیطان انسان سے کیا چاہتا ہے؟

12- برداشت کی اہمیت وفوائد

13- عزت ملے گی مگر کیسے......؟

14- جن پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔

15- رحمت کے فرشتوں سے محروم رہنے والے

16- تکلف نہ کیجیے......!

17- محدثین اولیائے کرام ہیں۔

18- مروجہ بسنت کا پس منظر

19- درس وخطبہ جمعہ کے احکام ومسائل

منہاج الخطیب

مصباح الخطیب

1- اللہ پاک ہے
2- الحمدللہ کے معانی وفوائد
3- کیا ہم حقیقی مسلمان ہیں؟
4- اچھی نیت کے فوائد
5- نیت کی برکت سے قرض کی ادائیگی
6- ایک وظیفہ دس فوائد
7- برکت ملے گی مگر کیسے؟
8- ایسی نماز جو کسی کام کی نہیں۔
9- غریبوں کا حج
10- والدین کی خدمت کے فوائد
11- آیئے اپنے گھروں کو اسلامی بنائیں
12- خطرناک گناہ اور اس کی تباہ کاریاں (چغلی)
13- اللہ کی طرف سے جنت کی گارنٹی پانے والے
14- رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنت کی گارنٹی پانے والے
15- اہل بیت واہل حدیث
16- محبت حسنین رضی اللہ عنہما اور اس کے فوائد
17- صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوبی
18- گستاخِ صحابہ
19- مسلک صحابہ رضی اللہ عنہم

حصن الخطیب

ترجمان الخطیب

بستان الخطیب

1- اللہ کا مومن سے پیار

2- اللہ کی رحمت

3- مشکل کشا کون......؟

4- نیکی کا حسن

5- پہچان گئی ہر چیز مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

6- عظیم خوشخبری

7- پاکیزہ رزق کیسے ملتا ہے......؟

8- کرنے کا اصل کام

9- دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں......؟

10- معافی کیسے ملے گی......؟ (تین اہم باتیں)

11- دکھوں کا اصل علاج

12- آفتیں آئیں تو کیا کریں......؟

13- اِک سنگین گناہ

14- آسمان کے پاکبازوں کا صحابہؓ سے پیار

15- سب تن پاک (دفاع صحابہؓ)

16- حضرت امام باقر رحمہ اللہ سے ہماری محبت

17- موت کو یاد رکھنے کے فائدے

معراج الخطیب

اصولِ حدیث کے طلبا کے لیے نادر علمی تحفہ

حدیث کی اصطلاحات کا منفرد، مختصر اور جامع مجموعہ

الحمدللہ یہ کتاب بیروت لبنان سے بھی شائع ہو چکی ہے اور پاکستان کے کئی مدارس میں شامل نصاب ہے۔

مُعجم

اصطلاحات الأحاديث النبوية

تالیف

ابو الحسن عبد المنان الراسخ

خادم السنة النبوية الشريفة

ادارہ کتاب و حکمت فیصل آباد

مکتبہ اسلامیہ کی طرف سے خطباء و مبلغین کے لیے انمول تحفے

